ہے کہ جب تک ٹکٹھی نہ کھول سکے ٹکٹھی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے، اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کر سکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے، اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی ہی پر مسح کر لے۔

مسئلہ (۲۶): ٹکٹھی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری ٹکٹھی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے، اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں۔

مسئلہ (۲۷): اگر ٹکٹھی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر باندھ لے اور وہی پہلا مسح باقی ہے، پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر زخم اچھا ہو گیا کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا، اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے، سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

تمرین

سوال ①: وضو کرنے کا مکمل طریقہ بیان کریں۔

سوال ②: وضو میں کتنی سنتیں ہیں؟ ذکر کریں۔

سوال ③: اگر کسی شخص نے ایک عضو دھو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی تاخیر کی کہ پہلا عضو خشک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر اعضائے وضو دھونے میں ترتیب برقرار نہیں رکھی یعنی پہلے ہاتھ دھو لیا پھر منہ دھو لیا اس طرح الٹ پلٹ وضو کیا اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اگر اعضائے وضو جن کا دھونا فرض ہے ان میں سے کسی جگہ پر آٹا وغیرہ لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: اگر اعضائے وضو میں کسی جگہ زخم پر پٹی باندھی ہوئی ہے تو اس جگہ کو کیسے دھویا جائے؟

وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان[1]

مسئلہ (۱): پاخانہ، پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۲): اگر کسی کے کوئی زخم ہوا اس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کے گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۳): اگر کسی نے فصد[2] لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا۔ البتہ اگر زخم کے منہ ہی پر رہے زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں ٹوٹا۔ تو اگر کسی کے سوئی (وغیرہ) چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو ذرا بھی بہ پڑا ہو تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۴): اگر کسی نے ناک سنکی اور اس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں[3] نکلیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔ وضو تب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہ پڑے، سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ (۵): کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ سے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ کے باہر پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور ٹوٹ جائے تو جب تک خون، پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا اور جب ایسی جگہ پر آجائے جہاں پانی پہنچانا (غسل میں) فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ (۶): کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھلائی دینے لگا لیکن وہ خون، پیپ اپنی جگہ پر ٹھہرا ہے، کسی طرف نکل کے بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو بہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۷): کسی کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون، پیپ اس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر

---

[1] اس باب میں چالیس (۴۰) مسائل بیان ہوئے ہیں۔ [2] فصد دینا یعنی نشتر لگانا۔ [3] یعنی خون کی جمی ہوئی بوندیں۔

ہے باہر نکل کر بدن پر نہ آئے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ (۸): اگر پھوڑے پھنسی کا خون خود سے نہیں نکلا بل کہ اس نے دبا کے نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا جب کہ وہ خون بہ جائے۔

مسئلہ (۹): کسی کے زخم سے تھوڑا تھوڑا خون نکلنے لگا اس نے اس پر مٹی ڈال دی یا کپڑے سے پونچھ لیا، پھر تھوڑا سا نکلا پھر اس نے پونچھ ڈالا، اس طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر پونچھ نہ جاتا تو بہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ (۱۰): کسی کے تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۱۱): اگر دانت سے کوئی چیز (سیب وغیرہ) کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ معلوم نہیں ہوتا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۲): کسی نے جونک[1] لگوائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہ پڑے تو وضو جاتا رہا اور جو اتنا نہ پیا ہو بل کہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر مچھر یا مکھی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۳): کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے، اگرچہ کچھ پھوڑا یا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو، پس اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آجائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ ایسے ہی اگر آنکھیں دکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دکھتی ہوں نہ اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ (۱۴): اگر قے ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت گرے تو اگر مُنہ بھر کر قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور مُنہ بھر کر قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور ''منہ بھر کر'' ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مشکل سے منہ میں رکے اور اگر قے میں نرا (صرف) بلغم گرا تو وضو نہیں ٹوٹا چاہے جتنا ہو، منہ بھر کے ہو چاہے نہ ہو، سب کا ایک حکم ہے اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا چاہے کم ہو چاہے زیادہ، منہ بھر کے ہو یا نہ ہو اور اگر جما ہوا

---

[1] یعنی وہ چار پانچ انچ لمبا کیڑا جسے فاسد خون نکالنے کے لیے آدمی کے جسم پر لگاتے ہیں۔

ٹکڑے ٹکڑے گرے اور منہ بھر کے ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جائے گا۔

مسئلہ (۱۵): اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی تو منہ بھر کے ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بل کہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی قے ہو گئی، پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۶): بیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے (یا سجدے میں) سو جائے تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۷): بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑا تو اگر گر کے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر گرنے کے ذرا دیر بعد آنکھ کھلی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر بیٹھا جھومتا رہا، گرا نہیں تب بھی وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۸): اگر بے ہوشی ہو گئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا، چاہے بے ہوشی یا جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمباکو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھائی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا اور قدم ادھر اُدھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۱۹): اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس نے خود بھی اپنی آواز سن لی اور اس کے پاس والوں نے بھی سب نے سن لی جیسے کھل کھلا کر ہنسنے میں سب پاس والے سن لیتے ہیں اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسا ہو کہ اپنے کو تو آواز سنائی دے مگر سب پاس والے نہ سن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والا سن لے (تو) اس سے نماز ٹوٹ جائے گی وضو نہ ٹوٹے گا، اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے، آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی۔ البتہ اگر چھوٹا لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوا ہو زور سے نماز میں ہنسے یا سجدۂ تلاوت میں بڑے آدمی (بالغ) کو ہنسی آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا، ہاں وہ سجدہ اور نماز ٹوٹ جائے گی جس میں ہنسی آئی۔

مسئلہ (۲۰): عورت کو ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی (عورتوں کا) خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے ''مذی'' کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲۱) مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کا پیشاب کا مقام مل جائے اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، چاہے کچھ نکلے یا نہ نکلے۔

مسئلہ (۲۲): اگر کسی شخص کے مشترک حصہ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف میں ''کانچ نکلنا'' کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے ہاتھ وغیرہ کے ذریعے سے اندر پہنچایا جائے۔

مسئلہ (۲۳): منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا، مثلاً کسی نے کوئی بوجھ اُٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمے سے منی بغیر شہوت خارج ہوگئی۔

مسئلہ (۲۴): اگر کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ (۲۵): نماز میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ (۲۶): جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا (چاہے) بالغ ہو یا نابالغ (البتہ وہ نماز اور سجدہ ٹوٹ جائے گا)۔

مسئلہ (۲۷): جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں، تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی منہ بھر کر نہیں ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے، اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر منہ بھر کے قے ہوئی اور خون زخم سے بہ گیا تو وہ نجس ہے، اس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کے کلی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جاوے گا، اس لیے چلو سے پانی لینا چاہیے۔

مسئلہ (۲۸): چھوٹا لڑکا جو دودھ ڈالتا ہے[1] اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر منہ بھر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر ہو تو نجس ہے، اگر اس کے دھوئے بغیر نماز پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔

جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

مسئلہ (۲۹): وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا، نہ تو وضو کے دُہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اتنی جگہ کے پھر تر کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ (۳۰): وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا یا ننگا ہو کر نہایا اور ننگے ہی وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے،

[1] یعنی دودھ کی قے کرتا ہو۔

پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ بغیر مجبوری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا دکھلانا گناہ کی بات ہے۔

مسئلہ (۳۱): اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا، اسی سے نماز درست ہے، لیکن وضو پھر کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ (۳۲): جس کو وضو کرنے میں شک ہوا کہ فلاں عضو دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہیے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کوئی پرواہ نہ کرے، وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جاوے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اس کو کر لے۔

حدثِ اصغر یعنی بے وضو ہونے کی حالت کے احکام

مسئلہ (۳۳): بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے، ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھو لے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے، دوپٹہ یا کرتے کے دامن وغیرہ سے جب کہ اس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو چھونا درست نہیں ہاں اگر اترا ہوا ہو تو اس سے چھونا درست ہے اور زبانی پڑھنا درست ہے اور اگر کلام مجید کھلا ہوا رکھا ہے اور اس کو دیکھ دیکھ کے پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ اور ایسی تشتری (برتن) کا چھونا بھی درست نہیں ہے جس میں قرآن کی آیت لکھی ہو، خوب یاد رکھو۔

مسئلہ (۳۴): قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس جگہ کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس جگہ کو جو سادہ ہے اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جب کہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔

مسئلہ (۳۵): قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے، گو خالی مقام کو چھوئے، مگر امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں اور یہی اَحوط (زیادہ احتیاط والا) ہے۔ پہلا قول امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا ہے اور یہی اختلاف مسئلہ سابق میں بھی ہے۔ یہ حکم تب ہے جب قرآن شریف اور سیپاروں کے علاوہ کسی کاغذ یا کپڑے وغیرہ میں کوئی آیت لکھی ہو اور اس کا کچھ حصہ سادہ بھی ہو۔

مسئلہ (۳۶): اگر کتاب وغیرہ میں لکھے تو ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں۔ قرآن شریف میں (تو) ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ (۳۷): نابالغ بچوں کو حدثِ اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۳۸): قرآن مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت وانجیل وزبور وغیرہ کے، بے وضو صرف اسی مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو، سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں اور یہی حکم قرآن مجید کی منسوخ التلاوۃ آیتوں کا ہے۔

مسئلہ (۳۹): وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو، لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لیے بائیں پیر کو دھوئے۔ اسی طرح وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے، مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے، یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔

مسئلہ (۴۰): مسجد کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر، اس میں اکثر جگہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ وضو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے کہ وضو کا پانی مسجد کے فرش پر بھی گرتا ہے۔

تمرین

سوال ①: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان کو مختصراً ذکر کریں۔

سوال ②: کیا زخم لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال ③: قے کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: کیا بیٹھے بیٹھے سونے سے یا نماز میں سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال ⑤: نشہ کی کتنی مقدار سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال ⑥: نماز میں ہنسنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: کیا بے وضو ہونے کی حالت میں قرآن مجید چھونا جائز ہے؟

سوال ⑧: اگر قرآن مجید کی کوئی آیت کسی کاغذ وغیرہ پر لکھی ہو تو کاغذ کی سادہ جگہ کو چھونا جائز ہے؟

سوال ⑨: بے وضو قرآن مجید لکھنا کیسا ہے؟

سوال ⑩: وضو کے درمیان یا بعد میں کسی عضو کے بارے میں نہ دھلنے کا شک ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

باب الغسل

غسل کا بیان[1]

غسل کرنے کا مسنون طریقہ

مسئلہ (۱): غسل کرنے والے کو چاہیے کہ پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھوئے، پھر استنجے کی جگہ دھوئے، ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی، ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہیے، پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے پھر وضو کرے اور اگر کسی چوکی یا پتھر پر (بیٹھ کر) غسل کرتا ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پیر بھر جائیں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھوئے، پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے، پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر، پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے اس طرح کہ سارے بدن پر پانی بہ جائے، پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آئے اور پھر پیر دھوئے اور اگر وضو کے وقت پیر دھو لیے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ (۲): پہلے سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لے، تب پانی بہائے تاکہ سب جگہ اچھی طرح پانی پہنچ جائے، کہیں سوکھا نہ رہے۔

مسئلہ (۳): غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سنت کے موافق ہے۔ اس میں سے بعض چیزیں فرض ہیں کہ بغیر اُن کے غسل درست نہیں ہوتا، آدمی ناپاک رہتا ہے اور بعض چیزیں سنت ہیں ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل ہو جاتا ہے۔

غسل کے تین (۳) فرض ہیں:

(۱) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے (۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔
(۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

[1] اس باب میں سینتالیس (۴۷) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

غسل سے متعلق مزید مسائل:

مسئلہ (۴): غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے، اور پانی بہت زیادہ نہ بہائے اور نہ بہت کم لے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ کوئی نہ دیکھے اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے، پھر دونوں پیر دھوئے۔

مسئلہ (۵): اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ سکے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے، چاہے کھڑے ہو کر نہائے یا بیٹھ کر اور چاہے غسل خانہ کی چھت ہو یا نہ ہو لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے کیوں کہ اس میں پردہ زیادہ ہے اور ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک دوسرے کے سامنے بدن کھولنا گناہ ہے۔

مسئلہ (۶) جب سارے بدن پر پانی پڑ جائے اور کلی کر لے اور ناک میں پانی ڈال لے تو غسل ہو جائے گا، چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو۔ اگر پانی برستے میں ٹھنڈا ہونے کی غرض سے کھڑا ہو گیا یا حوض وغیرہ میں گر پڑا اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کر لی اور ناک میں بھی پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا۔ اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا یا پڑھ کر پانی پر دم کرنا بھی ضروری نہیں، چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے ہر حال میں آدمی پاک ہو جاتا ہے بل کہ نہاتے وقت کلمہ یا اور کوئی دعا نہ پڑھنا بہتر ہے، اس وقت کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ (۷) اگر بدن بھر میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گیا یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا۔

مسئلہ (۸): اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں، بل کہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھو لے، لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بل کہ تھوڑا پانی لے کر اس جگہ بہانا چاہیے اور اگر کلی کرنا بھول گیا ہو تو اب کلی کرے، اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے، غرض کہ جو چیز رہ گئی ہو اب اس کو کر لے نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ (۹): اگر ناخن میں آٹا (وغیرہ) لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا، جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹائے۔

مسئلہ (۱۰): ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اس میں موم، روغن یا اور کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہالینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۱): کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیے، پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۲): اگر نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہوگیا کیوں کہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے، کلی کرے یا نہ کرے۔ البتہ اگر اس طرح پانی پیئے کہ سارے منہ بھر میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے، کلی کر لینا چاہیے۔

مسئلہ (۱۳): اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں ہے بل کہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں۔ جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا غسل ہوگیا۔

مسئلہ (۱۴) اگر دانتوں کے بیچ میں چھالیہ کا ٹکڑا پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے، اگر اس کی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۵): کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لیے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑاوے گا تو اس کے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے، اس کے چھڑائے بغیر نہ وضو درست ہے نہ غسل۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان

مسئلہ (۱۶): سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آئے تو غسل واجب ہوتا ہے، چاہے عورت کو ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنے سے نکلے یا اور کسی طرح نکلے، ہر حال میں غسل واجب ہے۔

مسئلہ (۱۷): اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہے، چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔

تنبیہ: جوانی کے جوش کے وقت اوّل اوّل جو پانی نکلتا ہے اس کے نکلنے سے جوش زیادہ ہوجاتا ہے کم نہیں ہوتا اس کو ''مذی'' کہتے ہیں اور خوب مزہ آ کر جب جی بھر جاتا ہے اس وقت جو نکلتا ہے اس کو ''منی'' کہتے ہیں۔ پہچان ان دونوں کی یہی ہے کہ ''منی'' نکلنے کے بعد جی بھر جاتا ہے اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور ''مذی'' نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا

بل کہ زیادہ ہو جاتا ہے، اور ''مذی'' پتلی ہوتی ہے اور ''منی'' گاڑھی ہوتی ہے، سو فقط ''مذی'' نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ (۱۸): جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی جائے اور چھپ جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے، چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے، چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو تب بھی غسل واجب ہے، لیکن پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۱۹): سوتے میں عورت کے پاس رہنے اور صحبت کرنے کا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے، البتہ اگر منی نکل آئی ہو تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو لیکن یہ خیال ہوا کہ یہ مذی ہے منی نہیں ہے تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۰): اگر تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا پھر نہانے کے بعد اور منی نکل آئی تو پھر نہانا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۱): بیماری کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہیں تھی تو غسل واجب نہیں، البتہ وضو ٹوٹ جاوے گا۔

مسئلہ (۲۲): میاں بی بی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو، تو دونوں نہا لیں، احتیاط اسی میں ہے کیوں کہ معلوم نہیں یہ کس کی منی ہے۔

مسئلہ (۲۳): جب کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اسے غسل کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۴): جب کوئی مُردے کو نہلا دے تو نہلانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۵): جس پر نہانا واجب ہے وہ اگر نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھو لے اور کلی کر لے، تب کھائے پیئے اور اگر بے ہاتھ دھوئے کھا پی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۲۶): جن کو نہانے کی ضرورت ہے ان کو کلام مجید کا چھونا اور اس کا پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا، درود شریف پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ (۲۷): تفسیر کی کتابوں کو بغیر نہائے اور بغیر وضو کے چھونا مکروہ ہے اور ترجمہ دار قرآن کو چھونا بالکل حرام ہے۔

غسل کے دیگر مسائل

مسئلہ (۲۸) حدثِ اکبر سے پاک ہونے کے لیے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونے کا ایک سبب خروج منی ہے یعنی منی کا اپنی جگہ سے شہوت سے جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا، خواہ سوتے میں یا جاگتے میں، بے ہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے یا بغیر جماع کے، کسی خیال وتصور سے یا خاص حصے کو حرکت دینے سے یا اور طرح سے۔

مسئلہ (۲۹) اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصے سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا، مثلاً: منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر اس نے خاص حصے کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصے کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہوگئی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ (۳۰) اگر کسی کے خاص حصے سے کچھ منی نکلی اور اس نے غسل کر لیا، غسل کے بعد دوبارہ کچھ (منی) بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا، دوبارہ پھر غسل فرض ہے، بشرطیکہ یہ باقی منی سونے سے قبل اور پیشاب کرنے سے قبل اور چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے سے قبل نکلے، مگر اس باقی منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز صحیح رہے گی اور اس کا اعادہ لازم نہیں۔

مسئلہ (۳۱) کسی کے خاص حصے سے پیشاب کے بعد منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا، بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔

مسئلہ (۳۲) اگر کسی مرد یا عورت کو سو کر اٹھنے کے بعد اپنے جسم یا کپڑے پر تری معلوم ہو تو اس میں بہت سی صورتیں ہیں، من جملہ ان (درج ذیل) آٹھ صورتوں میں غسل فرض ہے:

(۱) یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو (۲) یقین ہو جائے کہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو (۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۸) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو

مسئلہ (۳۳) اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کی منی خاص حصے کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ

جائے جو ختنہ میں کاٹ ڈالی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا اگر چہ وہ منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

مسئلہ (۳۴): منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت جدا نہ ہو تو اگر چہ خاص حصے سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا۔ مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا، یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۵): اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کا جزو سر حشفہ[1] کی مقدار سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۶): مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۳۷): اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس پر اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۸): سوکر اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھے تو ان (درج ذیل پانچ) صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا:

(۱) یقین ہو جائے کہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۲) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو (۳) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۴) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔ (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ ہاں پہلی، دوسری اور پانچویں صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے، اگر غسل نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا کیوں کہ اس میں امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اور طرفین (امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ) کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے غسل واجب نہیں کہا اور طرفین نے واجب کہا ہے، اور فتویٰ طرفین کے قول پر ہے۔

مسئلہ (۳۹): حقنہ (عمل) کے مشترک[2] حصے میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۴۰): اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

تین (۳) صورتوں میں غسل واجب ہے

(۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا

[1] مرد کے آلۂ تناسل کی سپاری کو حشفہ کہتے ہیں۔ [2] یعنی پاخانہ کی جگہ ورنہ مشترک اس لیے کہا کہ یہ مرد و عورت دونوں میں مشترک ہے۔

ہوتو اس پر اسلام لانے کے بعد نہانا واجب ہے۔ (۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اسے پہلا احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد احتلام ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔ (۳) مسلمان مرد کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

چار (۴) صورتوں میں غسل سنّت ہے

(۱) جمعہ کے دن نمازِ فجر کے بعد سے (لے کر) جمعہ تک ان لوگوں کے لیے غسل کرنا سنت ہے جن پر نمازِ جمعہ واجب ہو (۲) عیدین کے دن فجر کے بعد ان لوگوں کے لیے غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔ (۳) حج یا عمرے کے احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے (۴) حج کرنے والے کے لیے عرفہ کے دن زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔

سولہ (۱۶) صورتوں میں غسل مستحب ہے

(۱) اسلام لانے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے اگر حدث اکبر سے پاک ہو (۲) کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔
(۳) پچھنے (فصد) لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بے ہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔
(۴) مُردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے (۵) شب برأت یعنی شعبان کی پندرہویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے (۶) لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کے لیے غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہوئی ہو (۷) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے (۸) مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لیے دسویں تاریخ کو صبح کو طلوعِ فجر کے بعد غسل کرنا مستحب ہے (۹) طوافِ زیارت کے لیے غسل مستحب ہے۔
(۱۰) کنکری پھینکنے (رمی جمرات) کے وقت غسل کرنا مستحب ہے (۱۱) کسوف (سورج گرہن) اور خسوف (چاند گرہن) اور استسقاء (طلبِ بارش) کی نمازوں کے لیے غسل کرنا مستحب ہے (۱۲) خوف اور مصیبت کی نماز کے لیے غسل مستحب ہے (۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے (۱۴) سفر سے واپس آنے والے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے (۱۵) مجلسِ عامہ میں جانے کے لیے اور نئے کپڑے

پہننے کے لیے غسل مستحب ہے(۱۶) جس کو(قصاص وغیرہ میں) قتل کیا جاتا ہو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

حدثِ اکبر کے سات(۷) احکام

مسئلہ(۴۱): جب کسی پر غسل فرض ہو اس کے لیے مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے، مثلاً: کسی کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور دوسرا کوئی راستہ اس کے نکلنے کا سوائے اس کے نہ ہو اور نہ وہاں کے سوا دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو مسجد میں تیمّم کر کے جانا جائز ہے یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمّم کر کے جانا جائز ہے۔

مسئلہ(۴۲): عیدگاہ میں اور مدرسے اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔

مسئلہ(۴۳): حیض ونفاس کی حالت میں عورت کی ناف اور زانو کے درمیان کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو اور جماع کرنا حرام ہے۔

مسئلہ(۴۴): حیض ونفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اس کے ناف اور ناف کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے، بل کہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔

مسئلہ(۴۵): اگر کوئی مرد سو کر اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصے کو استادگی(انتشار) ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل بہر حال واجب ہے۔

مسئلہ(۴۶): اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو کر اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے اور کسی طریقے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ(۴۷): کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی کوئی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو

کر نہانا واجب ہے، اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے، بل کہ تیمّم کرے۔

تمرین

سوال ①: غسل کرنے کا مسنون طریقہ بیان کریں۔
سوال ②: غسل میں کتنے فرض ہیں؟
سوال ③: اگر غسل کرنے کے بعد یاد آ گیا کہ فلانی جگہ چھوٹ گئی ہے تو کیا کرے؟
سوال ④: اگر دانتوں کے درمیان کوئی چیز پھنس گئی جس کی وجہ سے پانی نیچے نہیں پہنچ پاتا تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑤: جن صورتوں میں غسل فرض ہے وہ بیان کریں۔
سوال ⑥: جن صورتوں میں غسل فرض نہیں ہیں وہ بیان کریں۔
سوال ⑦: کن کن صورتوں میں غسل واجب، سنت اور مستحب ہے وہ تمام صورتیں بیان کریں؟

باب المیاہ

پانی کا بیان[1]

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے اور کس پانی سے درست نہیں

مسئلہ (۱): آسمان سے برسے ہوئے پانی اور ندی، نالے، چشمے اور کنویں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے، چاہے میٹھا پانی ہو یا کھارا ہو۔

مسئلہ (۲): کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں۔ اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۳): جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی یا پانی میں کوئی چیز پکالی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بل کہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں جیسے شربت، شیرہ اور شوربا اور سرکہ اور گلاب اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۴): جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزے یا بو میں کچھ فرق آ گیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی، نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران پڑ گیا اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آ گیا، یا صابن پڑ گیا، یا اسی طرح کی کوئی اور چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ (۵): اور اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اُس پانی سے وضو درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو تو اس سے وضو درست ہے جیسے مردہ نہلانے کے لیے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈال دیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

---

[1] اس باب میں بتیس (۳۲) مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

مسئلہ (۶): کپڑا رنگنے کے لیے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اس سے وضو درست نہیں۔

مسئلہ (۷): اگر پانی میں دودھ مل گیا تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح پانی میں آ گیا تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔

مسئلہ (۸): جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اس سے وضو کرے، فقط اس وہم پر وضو نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو، اگر اس کے ہوتے ہوئے تیمّم کرے گا تو تیمّم نہ ہوگا۔

مسئلہ (۹): کسی کنویں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اس سے وضو درست ہے جب تک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔

مسئلہ (۱۰): جس پانی میں نجاست پڑ جائے اس سے وضو غسل کوئی بھی درست نہیں، چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو۔ البتہ اگر بہتا ہوا (جاری) پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آئے اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا یا بو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائے گا، اس سے وضو درست نہیں اور جو پانی گھاس، تنکے، پتے وغیرہ کو بہا لے جائے وہ بہتا ہوا (جاری) پانی ہے، چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔

مسئلہ (۱۱): بڑا بھاری حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھاویں تو زمین نہ کھلے، یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے، ایسے حوض کو دَہ در دَہ (10x10) کہتے ہیں۔ اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف (سے) وضو کرنا درست ہے، جدھر چاہے وضو کرے اور اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مردہ کتا تو جدھر پڑا ہو اس طرف وضو نہ کرے، اُس کے سوا اور جس طرف چاہے کرے، البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ (۱۲): اگر کوئی حوض بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو وہ حوض بھی دہ در دہ کے مثل ہے۔

مسئلہ (۱۳): چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالا چلا تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم ناپاک ہے تو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور

اتنی ہو کہ سارا پانی اس سے مل کر آتا ہے تو وہ پانی نجس ہے۔

مسئلہ (۱۴): اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون (اعضاء دھونے میں استعمال کیا ہوا پانی) گرتا ہے وہی ہاتھ میں نہ آ جائے۔

مسئلہ (۱۵): دَہ دردَہ (10x10) حوض میں جہاں پر (استعمال شدہ پانی) گرا ہے اگر وہیں سے پھر پانی اٹھا لے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۱۶): اگر کوئی کافر یا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اُس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا، لیکن چوں کہ چھوٹے بچوں کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے جب تک کوئی اور پانی ملے اُس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۷): جس پانی میں ایسی جان دار چیز مر جائے جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی، بھڑ، بچھو، شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔

مسئلہ (۱۸): جس جان دار کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو (تو) اُس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا، پاک رہتا ہے جیسے مچھلی، مینڈک، کچھوا، کیکڑا، وغیرہ اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مر جائے جیسے سرکہ، شیرہ، دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نہ اس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے نہ اُس کے مرنے سے لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جائے گی۔

فائدہ: دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلی لگی ہوتی ہے اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔

مسئلہ (۱۹): جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب و نجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی۔ اسی طرح باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہو جاتا ہے۔

مسئلہ (۲۰): مینڈک، کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مر کر بالکل گل جائے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں مل جائے تو بھی پانی پاک ہے لیکن اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں، البتہ وضو اور غسل اس سے کر سکتے ہیں۔

مسئلہ (۲۱): دھوپ سے گرم کیے ہوئے پانی سے سفید داغ (برص) ہو جانے کا ڈر ہے اس لیے اس سے وضو، غسل

نہ کرنا چاہیے۔

کھال اور ہڈی وغیرہ کے احکام

مسئلہ(۲۲) مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کوئی دوا وغیرہ لگا کر درست کریں کہ پانی مر جائے اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے، لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں، مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔

مسئلہ(۲۳) کتا، بندر، بلی، شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے (درست کرنے) سے پاک ہو جاتی ہے **بسم اللہ** کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے، چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ(۲۴): مردار کے بال، سینگ، ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں، اگر پانی میں پڑ جائیں تو نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ(۲۵): آدمی کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں، لیکن ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں بلکہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہیے۔

پانی کے استعمال کے احکام

مسئلہ(۲۶) ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ، بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں، نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے، مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے۔

مسئلہ(۲۷) دریا، ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ کنواں جس کے بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس

کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ استعمال سے منع کر دے۔

مسئلہ (۲۸): کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں، چشمہ، حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو وغسل و پارچہ شوئی (کپڑے دھونے) کے لیے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے گھر کے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا، کیوں کہ اس میں سب کا حق ہے، البتہ اگر جانوروں کی کثرت کی وجہ سے پانی ختم ہونے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے بآسانی چل سکتا ہے (مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے) یا اس کا کام بند ہو جائے گا اور تکلیف ہوگی اگر اس کی کارروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنویں والے سے کہا جائے کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ توڑے گا نہیں، ورنہ اس کو جس قدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالے کرو۔ البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بغیر اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں، اس سے ممانعت کر سکتا ہے، یہی حکم ہے خودرو گھاس کا اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں، البتہ تنہ دار درخت زمین والے کی مملوک ہیں۔

مسئلہ (۲۹): اگر ایک شخص دوسرے کے کنویں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنویں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے، مشائخ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔

مسئلہ (۳۰): دریا، تالاب، کنویں، وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے، مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائے گا اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر پیاس سے بے قرار ہو جائے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے، جب کہ پانی والے کی سخت حاجت سے زائد موجود ہو مگر اس پانی کا ضمان دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۳۱): لوگوں کے پینے کے لیے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو، غسل درست نہیں، ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہوا اس سے پینا درست ہے۔

مسئلہ (۳۲). اگر کنویں میں ایک دو مینگنی گر جائے اور وہ ثابت نکل آئے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا، خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور من (کنویں کی منڈیر) ہو یا نہ ہو۔

تمرین

سوال ①: کون سے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے؟

سوال ②: جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو کیا اس سے وضو کرنا جائز ہے؟

سوال ③: جس پانی میں نجاست گر جائے کیا اس سے وضو، غسل وغیرہ درست ہے؟ اور وہ کون سا پانی ہے جو نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا؟

سوال ④: چھت پر پانی برسا اور پرنالہ چلا تو کیا اس پرنالے کے گرتے پانی سے وضو وغیرہ جائز ہے؟

سوال ⑤: جس پانی میں کوئی جان دار چیز مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے، تفصیل سے بیان کریں؟

سوال ⑥: کھال اور ہڈی وغیرہ کے احکام تفصیل سے لکھیں؟

سوال ⑦: دَہ دردَہ حوض کی مقدار کیا ہے؟

سوال ⑧: اگر بچہ پانی میں ہاتھ ڈالے تو کیا حکم ہے آیا اس سے وضو درست ہے یا نہیں؟

سوال ⑨: پانی کے استعمال کے احکام مختصراً بیان کریں۔

کنویں کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جب کنویں میں کوئی نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ کر نکالنے سے پاک ہو جاتا ہے، چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت، سارا پانی نکالنا چاہیے۔ جب سارا پانی نکل جائے گا تو کنواں پاک ہو جائے گا، کنویں کے اندر کے کنکر، دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں، وہ سب خود بخود پاک ہو جائیں گے، اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنویں کے پاک ہونے سے خود بخود پاک ہو جائے گا۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ: سارا پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ (۲): کنویں میں کبوتر یا چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا، مرغی اور بطخ کی بیٹ سے نجس ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ (۳): کتا، بلی، گائے، بکری پیشاب کر دے یا کوئی اور نجاست گرے تو سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ (۴): اگر آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کے مر جائے تو سارا پانی نکالا جائے اور اگر باہر مرے پھر کنویں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے کہ سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ (۵): اگر کوئی جان دار چیز کنویں میں مر جائے اور پُھول جائے یا پھٹ جائے تب بھی سارا پانی نکالنا چاہیے، چاہے چھوٹا جانور ہو، چاہے بڑا اور اگر چوہا یا چڑیا مر کر پھول جائے یا پھٹ جائے تو سارا پانی نکالنا چاہیے۔

مسئلہ (۶): اگر چوہا، چڑیا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے اور تیس ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے، لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں، اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔

مسئلہ (۷): بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ۲۰ ڈول نکالنا چاہیے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے۔ جس میں بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

---

[1] اس باب میں اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۸): اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جائے اور پھولے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔

مسئلہ (۹): جس کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے نکالنا چاہیے۔ اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگا لینا چاہیے۔ اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو (۲) ڈول سمجھیں اور اگر چار (۴) ڈول سماتا ہو تو چار ڈول سمجھنا چاہیے، خلاصہ یہ ہے کہ جتنے ڈول پانی آتا ہوگا اسی کے حساب سے کھینچا جائے گا۔

مسئلہ (۱۰): اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت (پانی نکلنے کی جگہ، منبع) ہے کہ سارا پانی نہیں نکل سکتا، جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور نکلتا آتا ہے تو جتنا پانی اس میں اس وقت موجود ہے اندازہ کر کے اس قدر نکال ڈالیں۔

فائدہ: پانی کے اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگا تار سو (۱۰۰) ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا، اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب لگا لو کہ سو (۱۰۰) ڈول میں ایک ہاتھ پانی کم ہوا تو پانچ ہاتھ پانی پانچ سو ڈول میں نکل جائے گا۔

دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو اور اس کا اندازہ آتا ہو ایسے دو (۲) دین دار مسلمانوں سے اندازہ کرا لو، جتنا وہ کہیں نکلوا دو اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تو تین سو ڈول نکلوا دیں۔

مسئلہ (۱۱): کنویں میں مرا ہوا چوپایا اور کوئی جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو جن لوگوں نے اس کنویں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی نمازیں دہرائیں اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں پھر ان کو دھونا چاہیے، اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہیے، البتہ جن لوگوں نے اس پانی سے وضو نہیں کیا ہے وہ نہ دہرائیں۔ یہ بات تو احتیاط کی ہے۔ اور بعض عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے، اس سے پہلے کی نماز، وضو سب درست ہے، اگر کوئی اس پر عمل کرے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۲): جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے واسطے کنویں میں اترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر نجاست کی آلودگی نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر کافر اترے اور اس کے کپڑے اور بدن پر نجاست

نہ ہوتب بھی کنواں پاک ہے۔البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور سارا پانی نکالنا پڑے گا اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کپڑا پاک ہے یا ناپاک ہے تب بھی کنواں پاک سمجھا جائے گا، لیکن اگر دل کی تسلی کے لیے بیس یا تیس ڈول نکلوا دیں تب بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ (۱۳): کنویں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے، کچھ نہ نکالا جائے۔

مسئلہ (۱۴): چوہے کو بلی نے پکڑا اور اس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا، پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ (۱۵): چوہا نابدان[1] میں سے نکل کر بھاگا اور اس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جائے، چاہے چوہا کنویں میں مر جائے یا زندہ نکلے۔

مسئلہ (۱۶): چوہے کی دم کٹ کر گر پڑی تو سارا پانی نکالا جاوے، اسی طرح وہ چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کی دم گرنے سے بھی سب پانی نکالا جائے۔

مسئلہ (۱۷) جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز کیسی ہے، اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہوگئی ہے جیسے ناپاک کپڑا، ناپاک گیند، ناپاک جوتا، تب تو اس کا نکالنا معاف ہے، ویسے ہی پانی نکال ڈالیں اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مردہ جانور، چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہے اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہوسکتا، جب یہ یقین ہو جائے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۱۸): جتنا پانی کنویں میں سے نکالنا ضرور ہو چاہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے کئی دفعہ نکالیں ہر طرح پاک ہو جائے گا۔

---

[1] پانی نکلنے کی زمین دوز موری یا سوراخ۔

تمرین

سوال ①: کنویں میں نجاست گر جائے تو کنویں کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ②: کون سے پرندوں کی بیٹ گرنے سے کنواں نجس ہو جاتا ہے اور کس سے نہیں ہوتا؟

سوال ③: اگر کوئی جانور جیسے کتا، بلی، گائے، بکری، چوہا، چڑیا، بڑی چھپکلی، کبوتر، مرغی یا بلی کنویں میں گر کر مر جائے تو کنویں کو کس طرح پاک کریں گے، تفصیل سے لکھیں؟

سوال ④: ڈول کے ذریعے پانی نکالنے کے لیے کون سے ڈول کا اعتبار ہوگا؟

سوال ⑤: کنویں میں سے مرا ہوا جانور نکلا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: کیا کنواں پاک کرنے کے لیے سارے پانی کا ایک ساتھ نکالنا ضروری ہے؟

سوال ⑦: جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے کیا اس کا کنویں سے نکالنا ضروری ہے؟

جانوروں کے جھوٹے کا بیان[1]

انسان کا جھوٹا:

مسئلہ (۱): آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے بددین (کافر) ہو، یا ناپاک ہو، ہر حال میں پاک ہے، اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے، البتہ اگر اس کے ہاتھ یا منہ میں کوئی ناپاکی لگی ہو (جیسے: خون، شراب وغیرہ) تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جائے گا۔

کتے، خنزیر اور درندوں کا جھوٹا:

مسئلہ (۲): کتے کا جھوٹا نجس ہے، اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا، چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا، دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جائے۔
مسئلہ (۳): سور کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسی طرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے چیر پھاڑ کر کے کھانے والے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔

بلی کا جھوٹا:

مسئلہ (۴): بلی کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے، کوئی اور پانی ہوتے وقت اس سے وضو نہ کرے، البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اس سے وضو کر لے۔
مسئلہ (۵): دودھ سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہے تو اسے نہ کھائے اور اگر غریب آدمی ہو تو کھا لے، اس میں کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے، بل کہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے۔
مسئلہ (۶): بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آ کر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جائے گا اور جو تھوڑی دیر ٹھہر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہو گا بل کہ مکروہ ہی رہے گا۔

---

[1] اس عنوان کے تحت پندرہ (۱۵) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

مرغی اور شکاری پرندوں کا جھوٹا:

مسئلہ(۷) کھلی ہوئی مرغی جو ادھر اُدھر گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے، جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بل کہ پاک ہے۔

مسئلہ(۸): شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ، باز وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے، لیکن جو پلتو ہو اور مُردار نہ کھانے پائے نہ اس کی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا شبہ ہو، اس کا جھوٹا پاک ہے۔

حلال جانوروں کا جھوٹا:

مسئلہ(۹) حلال جانور جیسے مینڈھا، بکری، بھیڑ، گائے، بھینس، ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیاں جیسے مینا، طوطا، فاختہ، چڑیا ان سب کا جھوٹا پاک ہے، اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

گھروں میں رہنے والے جانوروں کا جھوٹا:

مسئلہ(۱۰): جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔

مسئلہ(۱۱): اگر چوہا روٹی کتر کھائے تو بہتر تو یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے، تب کھائے۔

گدھے اور خچر کا جھوٹا:

مسئلہ(۱۲) گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے، سو اگر کہیں فقط گدھے، خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمّم بھی کرے، اور چاہے پہلے وضو کرے چاہے پہلے تیمم کرے، دونوں اختیار ہیں۔

پسینے کا حکم:

مسئلہ(۱۳). جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے، جن کا جھوٹا مکروہ ہے اُن کا پسینہ بھی مکروہ ہے، گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے، کپڑے اور بدن پر لگ جائے تو دھونا واجب نہیں، لیکن دھوڈالنا بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۴) کسی نے بلی پالی، وہ پاس آ کر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے تو اس کو دھوڈالنا چاہیے، اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔

نامحرم کا جھوٹا:

مسئلہ (۱۵) غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لیے (اور غیر عورت کا جھوٹا مرد کے لیے) مکروہ ہے جب کہ جانتا (جانتی) ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تمرین

سوال ①: کن جانوروں کا جھوٹا پاک، کن کا نجس اور کن کا مکروہ ہے؟

سوال ②: اگر کتے نے کسی برتن میں منہ ڈالا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: مرغی کے جھوٹے کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: بلی نے اگر دودھ وغیرہ میں منہ ڈالا تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: جانوروں کے پسینے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لیے اور غیر عورت کا مرد کے لیے کیسا ہے؟

سوال ⑦: گدھے اور خچر کے جھوٹے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑧: بددین (کافر) اور ناپاک آدمی کے جھوٹے اور پسینے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑨: بلی نے چوہا کھایا اور اس کے بعد برتن میں منہ ڈال دیا تو کون سی صورت میں پانی نجس اور کون سی صورت میں پانی مکروہ ہوگا؟

سوال ⑩: پالتو بلی نے اگر ہاتھ وغیرہ چاٹے تو کیا ہاتھ وغیرہ کو دھونا ضروری ہے؟

باب التیمم

تیمّم کا بیان[1]

تیمّم صحیح ہونے کی شرائط:

مسئلہ (۱). اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے، نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت تیمم کر لے اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچا ہے یا آدمی تو نہیں ملا لیکن کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو ضروری ہے، بغیر ڈھونڈے تیمّم کرنا درست نہیں ہے۔ اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب ہے۔

فائدہ: میل شرعی میل انگریزی سے ذرا زیادہ ہوتا ہے یعنی انگریزی ایک میل پورا اور اس کا آٹھواں حصہ یہ سب مل کر ایک میل شرعی ہوتا ہے۔[2]

مسئلہ (۲). اگر پانی کا پتہ چل گیا لیکن پانی ایک میل سے دُور ہے تو اتنی دُور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بل کہ تیمّم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ (۳). اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلے پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمّم کر لینا درست ہے، چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو تھوڑی دور جانے کے لیے نکلا ہو۔

مسئلہ (۴). اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے اس لیے کنویں سے پانی نکال نہیں سکتا، نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے تو بھی تیمم درست ہے۔

مسئلہ (۵). اگر کہیں پانی مل گیا لیکن بہت تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر دھو سکے تو تیمّم کرنا درست نہیں ہے، بل کہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھوئے اور سر کا مسح کر لے اور کلّی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمّم کر لے۔

---

[1] اس باب میں اڑتالیس (۴۸) مسائل بیان ہوئے ہیں۔ [2] میلِ شرعی 2000 گز اور میلِ انگریزی 1760 گز کا ہوتا ہے اور کلومیٹر کے لحاظ سے میلِ شرعی 1 8288000 کلومیٹر ہوتا ہے اور میلِ انگریزی 1 6093440 کلومیٹر ہوتا ہے۔ (احسن الفتاوی ۴ ۹۳)

مسئلہ (۶): اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھا ہوگا تب بھی تیمّم درست ہے، لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے، البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمّم کرنا درست ہے۔

مسئلہ (۷): جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمّم کرتا رہے، چاہے جتنے دن گزر جائیں، کچھ خیال و وسوسہ نہ لائے۔ جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمّم سے بھی ہوتی ہے، یہ نہ سمجھے کہ تیمّم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۸): اگر پانی مول (قیمتاً) بکتا ہے تو اگر اس کے پاس دام نہ ہوں تو تیمّم کرینا درست ہے اور اگر دام پاس ہوں اور راستے میں کرایہ، بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑے گی اس سے زیادہ بھی ہے تو خریدنا واجب ہے۔ البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں، تیمّم کرلینا درست ہے اور اگر کرایہ وغیرہ راستے کے خرچ سے زیادہ دام نہیں ہیں تو بھی خریدنا واجب نہیں، تیمّم کرلینا درست ہے۔

مسئلہ (۹): اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہوجانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر کے اس میں گرم ہوجائے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمّم کرلینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں، بل کہ تیمّم کرلے۔

مسئلہ (۱۱): اگر کسی میدان میں تیمّم کرکے نماز پڑھ لی اور وہاں سے پانی قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی تو تیمّم اور نماز دونوں درست ہیں، جب معلوم ہو تو دہرانا ضروری نہیں۔

مسئلہ (۱۲): اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گا تو پانی مل جائے گا تو بے مانگے ہوئے تیمّم کرلینا درست نہیں، اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہ دے گا تو بے مانگے بھی تیمّم کرکے نماز پڑھ لینا درست ہے، لیکن اگر نماز کے بعد اس سے پانی مانگا اور اس نے دے دیا تو نماز کو دہرانا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۳): اگر زمزم کا پانی زمزمی (زمزم رکھنے کا برتن) میں بھرا ہوا ہے تو تیمّم کرنا درست نہیں، زمزمیوں کو کھول کر اس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۴): کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا، اس لیے راہ میں پیاس کے

مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہے تو وضو نہ کرے، تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۵): اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمّم کرے، پھر اگر تیمّم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لیے تیمّم نہ کرے، بل کہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہیے، اگر تیمّم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمّم کیا ہو تو یہی تیمّم غسل و وضو دونوں کے لیے کافی ہے۔

تیمّم کا طریقہ:

مسئلہ (۱۷): تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ کو مل لے، پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے۔ گھڑی وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے، اگر اس کے گمان میں ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمّم نہ ہوگا۔ انگوٹھی اتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے۔ انگلیوں میں خلال کر لے، جب یہ دونوں چیزیں کر لیں تو تیمّم ہو گیا۔

مسئلہ (۱۸): مٹی پر ہاتھ مارکے ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ بانہوں اور منہ پر بھبھوت (غبار) نہ لگ جائے اور صورت نہ بگڑے۔

پاک مٹی یا مٹی کی جنس سے تیمّم کرنا:

مسئلہ (۱۹) زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اس پر بھی تیمّم درست ہے جیسے۔ مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونہ، ہڑتال[1]، سرمہ، گیرو[2] وغیرہ۔ جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے تیمّم درست نہیں جیسے سونا، چاندی، رانگا[3]، گیہوں، لکڑی، کپڑا اور اناج وغیرہ۔ ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ ان پر تیمّم درست ہے۔

مسئلہ (۱۹). جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اس پر تیمّم درست ہے۔ جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل جائے اس پر تیمّم درست نہیں، اسی طرح راکھ پر بھی تیمّم درست نہیں۔

مسئلہ (۲۰): تانبے کے برتن، تکیے، گدّے اور کپڑے وغیرہ پر تیمّم کرنا درست نہیں، البتہ اگر اس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب گرد اُڑتی ہے اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو اس پر تیمّم درست ہے اور مٹی کے گھڑے بدھنے[4] پر تیمّم درست ہے، چاہے اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا پانی نہ ہو، لیکن اگر اس پر روغن پھرا ہوا ہو تو تیمّم

[1] ایک قسم کی زہریلی دھات۔ [2] ایک قسم کی لال مٹی۔ [3] ایک نرم قسم کی دھات [4] مٹی کا ٹونٹی والا برتن۔

درست نہیں۔

مسئلہ (۲۱): اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمّم درست ہے، بل کہ اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے، ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے، اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمّم درست ہے چاہے اس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو۔

مسئلہ (۲۲): کیچڑ سے تیمّم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں۔ اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنے کپڑے میں کیچڑ بھر لے جب وہ سوکھ جائے تو اس سے تیمّم کر لے، البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکل رہا ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمّم کر لے، نماز نہ قضا ہونے دے۔

مسئلہ (۲۳): اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بد بو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی اس پر نماز درست ہے، لیکن اس زمین پر تیمّم کرنا درست نہیں جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔

غسل کی جگہ تیمّم:

مسئلہ (۲۴): جس طرح وضو کی جگہ تیمّم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمّم درست ہے۔ وضو اور غسل کے تیمّم میں کوئی فرق نہیں، دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔

تیمّم میں نیت ضروری ہے:

مسئلہ (۲۵): اگر کسی کو بتلانے کے لیے تیمّم کر کے دکھلایا لیکن دل میں اپنے تیمّم کرنے کی نیت نہیں، بل کہ فقط اس کو دکھلانا مقصود ہے تو اس کا تیمّم نہ ہوگا، کیوں کہ تیمّم درست ہونے میں تیمّم کرنے کا ارادہ ہونا ضروری ہے، تو جب تیمّم کرنے کا ارادہ نہ ہو، بل کہ فقط دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمّم نہ ہوگا۔

مسئلہ (۲۶): تیمّم کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کر لے کہ میں پاک ہونے کے لیے تیمّم کرتا ہوں یا نماز پڑھنے کے لیے تیمّم کرتا ہوں تو تیمّم ہو جائے گا، اور یہ ارادہ کرنا کہ میں وضو کا تیمّم کرتا ہوں یا غسل کا، ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ (۲۷): اگر قرآن مجید کے چھونے کے لیے تیمّم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک نماز کے لیے تیمّم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمّم سے درست ہے۔

غسل اور وضو کے لیے ایک ہی تیمّم کافی ہے:

مسئلہ (۲۸): کسی کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو کی بھی ہے تو ایک ہی تیمّم کرے، دونوں کے لیے الگ الگ تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۲۹): کسی نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں، وہی نماز تیمّم سے درست ہوگئی۔

مسئلہ (۳۰): اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پانی لینے کو جائے گا تو وقت جاتا رہے گا تو بھی تیمّم درست نہیں ہے، پانی لائے اور قضا پڑھے۔

مسئلہ (۳۱): پانی موجود ہوتے وقت قرآن مجید کے چھونے کے لیے تیمّم کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۳۲): اگر پانی آگے چل کر ملنے کی امید ہو تو بہتر ہے کہ اوّل وقت نماز نہ پڑھے بل کہ پانی کا انتظار کرلے، لیکن اتنی دیر نہ لگائے کہ وقت مکروہ ہو جائے اور اگر پانی کا انتظار نہ کیا اوّل ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۳۳): اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ اگر ریل پر سے اترے گا تو ریل چل دے گی، تب بھی تیمّم درست ہے یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمّم درست ہے۔

مسئلہ (۳۴): سامان کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہ رہا اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ میرے سامان میں تو پانی بندھا ہوا ہے تو اب نماز کا دہرانا واجب نہیں۔

تیمّم توڑنے والی چیزوں کا بیان:

مسئلہ (۳۵): جتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح اگر تیمّم کر کے آگے چلا اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمّم ٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۳۶): اگر وضو کا تیمّم ہے وضو کے موافق پانی ملنے سے تیمّم ٹوٹے گا۔ اگر غسل کا تیمّم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملے گا تب تیمّم ٹوٹے گا، اگر پانی کم ملا تو تیمّم نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ (۳۷): اگر راستے میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ یہاں پانی ہے تو بھی تیمّم نہیں ٹوٹا، اسی طرح اگر رستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا لیکن ریل پر سے نہ اتر سکا تو بھی تیمّم نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۳۸) اگر بیماری کی وجہ سے تیمّم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے تو تیمّم ٹوٹ جائے گا، اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۳۹): پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمّم کر لیا، پھر ایسی بیماری ہو گئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے، پھر بیماری کے بعد پانی مل گیا تو اب وہ تیمّم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا پھر سے تیمّم کرے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۴۰): اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لیے غسل کیا، لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوا اس لیے اس کو تیمّم کر لینا چاہیے، جب کہیں پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ دھو لے، پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ (۴۱): اگر ایسے وقت پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا، تو اس سوکھی جگہ کو پہلے دھو لے اور وضو کے لیے تیمّم کر لے اور اگر پانی اتنا کم ہے کہ وضو تو ہو سکتا ہے لیکن وہ سوکھی جگہ اتنے پانی میں نہیں دھل سکتی تو وضو کر لے اور اس سوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمّم کرے، ہاں اگر اس غسل کا تیمّم پہلے کر چکا ہو تو اب پھر تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں، وہی پہلا تیمّم باقی ہے۔

مسئلہ (۴۲): کسی کا کپڑا یا بدن بھی نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھو لے اور وضو کے عوض تیمّم کرے۔

مسئلہ (۴۳): کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنوئیں میں ڈال کر تر کر لے اور اس سے نچوڑ کر طہارت حاصل کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے ایسی حالت میں تیمّم درست ہے۔

مسئلہ (۴۴): اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمّم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اُس تیمّم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنا چاہیے، مثلاً: کوئی شخص جیل خانے میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو

پانی نہ دیں یا کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا، اس تیمّم سے جو نماز پڑھی ہے اس کو پھر دہرانا پڑے گا۔

مسئلہ (۴۵): ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے[1] تیمّم کریں درست ہے۔

مسئلہ (۴۶): جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی اور مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہیے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے، پھر اس کو طہارت سے لوٹا لے، مثلاً: کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آ جائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمّم درست ہے (نہ ہو) جیسے مٹی اور مٹی کے برتن یا گرد و غبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھ لے، اسی طرح جیل میں جو شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور (بے) تیمّم کے نماز پڑھ لے، اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

مسئلہ (۴۷): جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے، مثلاً: کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ یقین یا گمانِ غالب ہو کہ اخیر وقت مستحب تک رسی ڈول مل جائے گا یا کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے تو اخیر وقتِ مستحب تک انتظار مستحب ہے۔

مسئلہ (۴۸): اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمّم کیا ہو اور اثناءِ راہ چلتی ہوئی ریل سے اسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اس کا تیمّم نہ ٹوٹے گا اس لیے کہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں، ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اتر نہیں سکتا۔

[1] ایک دوسرے کے بعد۔

تمرین

سوال①: کن اعذار کی بناء پر تیمّم کیا جاسکتا ہے؟
سوال②: تیمّم کن چیزوں پر کرنا جائز اور کن سے ناجائز ہے؟
سوال③: تیمّم کا طریقہ کیا ہے؟
سوال④: غسل اور وضو کے تیمّم میں کیا فرق ہے؟
سوال⑤: تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟
سوال⑥: اگر کسی نے تیمّم کے ساتھ نماز پڑھی لی اور پھر وقت کے اندر پانی مل گیا تو کیا حکم ہے؟
سوال⑦: جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟
سوال⑧: کیا بیماری کی وجہ سے کیا ہوا تیمّم بیماری ختم ہونے سے ٹوٹ جائے گا؟
سوال⑨: اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تو کیا اس سے تیمّم درست ہے؟
سوال⑩: قرآن مجید چھونے کے لیے تیمّم کیا تو کیا اس سے نماز پڑھنا درست ہے؟
سوال⑪: جنابت سے پاک ہونے کی صورت میں کیا تیمّم کیا جاسکتا ہے؟
سوال⑫: زمین پر پیشاب کی نجاست پڑنے کے بعد دھوپ سے سوکھ گئی تو اس زمین پر تیمّم اور اس پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

باب المسح علی الخفین

موزوں پر مسح کرنے کا بیان[1]
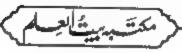
مسئلہ (۱): اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لے اور پھر وضو ٹوٹ جائے تو پھر وضو کرتے وقت موزے پر مسح کرلینا درست ہے، اگر موزے اتار کر پیر دھولے تو یہ سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ (۲): اگر موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اس پر مسح درست نہیں، اسی طرح اگر بغیر وضو کیے موزہ پہن لیا تو اس پر بھی مسح درست نہیں، اتار کر پیر دھونے چاہییں۔

مسح کی مدت:

مسئلہ (۳): سفر کے دوران تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو سفر میں نہ ہو اس کو ایک دن اور ایک رات۔ جس وقت وضو ٹوٹا ہے اس وقت سے ایک دن رات یا تین دن رات کا حساب کیا جائے گا، جس وقت موزہ پہنا ہے اس کا اعتبار نہ کریں گے جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضو ٹوٹا تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے، سفر میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک، جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا۔

غسل میں پاؤں دھونا ضروری ہے:

مسئلہ (۴): اگر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نہانا واجب ہوگیا تو موزہ اُتار کر نہائے، غسل کے ساتھ موزے پر مسح کرنا درست نہیں۔

مسح کا طریقہ:

مسئلہ (۵): موزے کے اوپر کی طرف مسح کرے، تلوے کی طرف مسح نہ کرے۔

مسئلہ (۶): موزے پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھے، انگلیاں تو پوری موزے پر رکھ دے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر اُن کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جائے، اگر انگلیوں کے ساتھ

[1] اس باب میں انتیس (۲۹) مسائل مذکور ہیں۔

ہتھیلی بھی رکھ دے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچ کر لے جائے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ (٧): اگر کوئی اُلٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لائے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے، ایسے ہی اگر لمبائی میں مسح نہ کرے بل کہ موزے کی چوڑائی میں مسح کرے تو بھی درست ہے، لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ (٨): اگر تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزے کے دائیں بائیں میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔

مسئلہ (٩): اگر پوری انگلیوں کو موزے پر نہیں رکھا، بل کہ فقط انگلیوں کا سرا موزے پر رکھ دیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا، البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزے کو لگ جائے تو درست ہو جائے گا۔

مسئلہ (١٠): مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے[1] اور اگر کوئی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے مسح کرے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ (١١): اگر کسی نے موزے پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلا، یا بھیگی گھاس میں چلا جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔

مسئلہ (١٢) ہاتھ کی تین انگلیوں بھر ہر موزے پر مسح کرنا فرض ہے، اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔

مسح توڑنے والی چیزیں:

مسئلہ (١٣). جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے، تو اگر کسی کا وضو تو نہیں ٹوٹا لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا، اب دونوں پیر دھولے، پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ (١٤): اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔

مسئلہ (١٥). اگر مسح کی مدت پوری ہوگئی تو بھی مسح جاتا رہا، اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے، پورے وضو کا دُہرانا واجب نہیں اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کے پورا وضو کرے۔

[1] یعنی ہاتھ کی ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے اور اگر کوئی ہاتھ الٹا کر کے ہاتھ کی پشت کی طرف سے مسح کرے تب بھی مسح ہو جائے گا۔

مسئلہ (۱۶): موزے پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اس لیے موزے کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا، دوسرا موزہ بھی اتار دے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھوئے۔

پھٹے ہوئے موزوں کا حکم:

مسئلہ (۱۷): جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہو تو مسح درست ہے۔

مسئلہ (۱۸): اگر موزے کی سلائی کھل گئی لیکن اس میں سے پیر نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست ہے، اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھلائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست نہیں۔

مسئلہ (۱۹): اگر ایک موزے میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزے میں ایک انگلی کے برابر تو کوئی حرج نہیں، مسح جائز ہے اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں، اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔

مسح کرنے والا مقیم مسافر اور مسافر مقیم ہو جائے:

مسئلہ (۲۰): کسی نے موزے پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گزرنے نہ پایا تھا کہ مسافر ہو گیا تو تین دن رات تک مسح کرتا رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گزر جائے تو مدت ختم ہو چکی، پیر دھو کر پھر سے موزہ پہنے۔

مسئلہ (۲۱): اور اگر سفر میں مسح کرتا تھا پھر گھر پہنچ گیا تو اگر ایک دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اتار دے، اب اس پر مسح درست نہیں اور اگر ابھی ایک دن رات بھی نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کر لے، اس سے زیادہ تک مسح درست نہیں۔

جراب پر مسح کرنے کا حکم:

مسئلہ (۲۲): اگر جراب کے اوپر موزے پہنے ہیں تب بھی موزوں پر مسح درست ہے۔

مسئلہ (۲۳): جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے، البتہ اگر ان پر چمڑہ چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزے پر چمڑہ نہ

چڑھایا ہو، بل کہ مردانہ جوتے کی شکل پر چمڑا لگا دیا گیا ہو یا (وہ جراب) بہت سنگین (موٹے) اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھہرے رہتے ہوں اور ان کو پہن کر تین چار میل راستہ بھی چل سکتا ہو تو ان سب صورتوں میں جراب پر بھی مسح درست ہے۔

مسئلہ (۲۴): برقع اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

بوٹ پر مسح کرنے کا حکم:

مسئلہ (۲۵): بوٹ پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنوں کے چھپائے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۲۶) کسی نے تیمّم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا، اس لیے کہ تیمّم طہارت کاملہ نہیں، خواہ وہ تیمّم صرف غسل کا ہو یا وضو وغسل دونوں کا ہو یا صرف وضو کا۔

مسئلہ (۲۷): غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ وہ غسل فرض ہو یا سنت. مثلاً پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اس کے بعد پیروں پر مسح کرے تو یہ درست نہیں۔

مسئلہ (۲۸): معذور کا وضو جیسے نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے اور اس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے ہاں اگر اس کا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔

مسئلہ (۲۹): پیر کا اکثر حصہ کسی طرح دھل گیا تو اس صورت میں موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہیے۔

تمرین

سوال ①: کس موزے پر مسح کرنا جائز ہے اور کب جائز ہے؟

سوال ②: موزے پر مسح کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ③: مسح کا وقت کب سے شمار کریں گے؟

سوال ④: مسافر اور مقیم کے مسح میں کیا فرق ہے؟

سوال ⑤: اگر موزہ پھٹا ہوا ہو تو مسح کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: کن صورتوں میں مسح ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال ⑦: کیا بوٹ پر مسح کرنا جائز ہے، اگر جائز ہے تو اس کے لیے کیا شرط ہے؟

سوال ⑧: کیا غسل کرنے والے کے لیے موزے پر مسح کرنا درست ہے؟

سوال ⑨: اگر موزہ بارش کے پانی میں بھیگ جائے تو کیا مسح ہو جائے گا؟

سوال ⑩: اگر کسی مقیم شخص نے موزوں پر مسح کرنا شروع کیا، ابھی اس کی مدت پوری نہیں ہوئی تھی کہ مسافر ہو گیا تو اس صورت میں موزوں پر کب تک مسح کر سکتا ہے؟

سوال ⑪: اگر کسی مسافر شخص نے موزوں پر مسح کرنا شروع کیا، ابھی اس کی مدت پوری نہیں ہوئی تھی کہ مقیم ہو گیا تو اس صورت میں موزوں پر کب تک مسح کر سکتا ہے؟

معذور کے سات (۷) احکام

معذور کی تعریف:

مسئلہ (۱): جس کو ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کسی وقت بہنا بند نہیں ہوتا یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ وضو سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔

معذور کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے، جب تک وہ وقت رہے گا تب تک اس کا وضو باقی رہے گا۔ البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور پھر سے کرنا پڑے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہے گا نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا، البتہ اگر پاخانہ پیشاب کیا تو وضو ٹوٹ جائے گا، پھر وضو کرے۔ جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اس وضو سے فرض، نفل جو نماز چاہے پڑھے۔

مسئلہ (۲): اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتا، دوسرا وضو کرنا چاہیے۔ جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے، ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جب عصر کا وقت آئے گا تب نیا وضو کرنا پڑے گا۔ ہاں اگر کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو یہ اور بات ہے۔

مسئلہ (۳): کسی کو ایسا زخم تھا کہ ہر وقت بہتا رہتا تھا، اس نے وضو کیا پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔

آدمی معذور کب بنتا ہے؟

مسئلہ (۴): آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم (کہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور جب تک وہ وقت رہے گا اس کا وضو باقی رہے گا) اس وقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گزر جائے کہ خون برابر بہتا رہے اور اتنا بھی

وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز وضو سے پڑھ سکے۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کو معذور نہ کہیں گے، جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اس پر نہ لگائیں گے۔ البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گزر گیا کہ اس کو وضو سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو یہ معذور ہو گیا اب اس کا وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے، پھر جب دوسرا وقت آئے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے۔ بل کہ پورے وقت میں اگر ایک دفعہ بھی خون آ جایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذور رہے گا۔ ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہا، اب اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا، اچھی طرح سمجھ لو۔

مسئلہ (۵): ظہر کا کچھ وقت ہو گیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت تک انتظار کرے۔ اگر بند ہو جائے تو خیر، نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے وقت میں اسی طرح بہتا رہا کہ (وضو سے) نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گزرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگائیں گے اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے، جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں، پھر سے پڑھے۔

مسئلہ (۶): ایسے معذور (یعنی جس کو نکسیر وغیرہ کی وجہ سے خون بہتا تھا) نے پیشاب، پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت خون بند تھا، جب وضو کر چکا تب خون آیا تو اس خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ جو وضو نکسیر وغیرہ کے سبب کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر کی وجہ سے نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۷): اگر (معذور کا) یہ خون کپڑے وغیرہ میں لگ جائے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جائے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی پھر نہ لگے گا، بل کہ نماز طہارت سے ادا ہو جائے گی تو دھو ڈالنا واجب ہے۔ اگر ایک روپے (کی مقدار) سے بڑھ جائے تو بے دھوئے ہوئے نماز نہ ہو گی۔

تمرین

سوال ①: معذور کی تعریف اور اس کا حکم بیان کریں اور یہ بتائیں کہ آدمی معذور کب بنتا ہے؟

سوال ②: اگر معذور نے فجر میں وضو کیا تو کیا سورج نکلنے کے بعد اُس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے؟

سوال ③: کسی نماز کا کچھ وقت گزر گیا تھا پھر زخم بہنا شروع ہوا اور اس نماز کے وقت ختم ہونے تک زخم بہتا رہا تو کیا یہ شخص معذور بنا؟

سوال ④: کوئی شخص نکسیر پھوٹنے کی وجہ سے معذور بنا اور اس نے پیشاب پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا، جس وقت وضو کیا اس وقت نکسیر کا خون بند تھا، جب وضو کر چکا تب خون بہنے لگا تو کیا اس کا وضو برقرار رہے گا؟

سوال ⑤: اگر معذور کے عذر سے بہنے والا خون کپڑے میں لگ جائے تو کیا حکم ہے؟
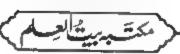
باب الأنجاس

نجاست کے پاک کرنے کا بیان[1]

نجاست کی اقسام:

مسئلہ(۱): نجاست (ناپاکی) کی دو قسمیں ہیں (۱) جس کی نجاست زیادہ سخت ہے، تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو "نجاست غلیظہ" کہتے ہیں۔ (۲) جس کی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے اس کو "نجاستِ خفیفہ" کہتے ہیں۔

مسئلہ(۲): خون، آدمی کا پاخانہ، پیشاب، منی، شراب، کتے بلی کا پاخانہ، پیشاب، سور کا گوشت اور اس کے بال و ہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے، گدھے، خچر کی لید، گائے، بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری بھیڑ کی مینگنی غرض یہ کہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ، گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔

مسئلہ(۳) چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاخانہ بھی نجاستِ غلیظہ ہے۔

مسئلہ(۴): حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاستِ خفیفہ ہے۔

مسئلہ(۵) مرغی، بطخ، مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، چڑیا، مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے۔

نجاست کا حکم:

مسئلہ(۶): نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر[2] یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، بغیر اس کے دھوئے اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی، لیکن نہ دھونا اور اسی

[1] اس باب میں ستتر (۷۷) مسائل بیان ہوئے ہیں۔ [2] یعنی ہتھیلی کے گہراؤ کے برابر۔

طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور بُرا ہے اور اگر روپے سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں ہے، بغیر اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ، تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے ہوئے نماز درست ہے اور گر اس سے زیادہ لگ جائے تو بغیر دھوئے ہوئے نماز درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۷). اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصے میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو، اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔

اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں بھری ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے، اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے غرض یہ کہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو، اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں، اس کا دھونا واجب ہے یعنی بغیر دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔

مسئلہ (۸): نجاست غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے تو وہ بھی نجس غلیظ ہو جاتا ہے اور نجاستِ خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجسِ خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ۔

مسئلہ (۹) کپڑے میں نجس تیل لگ گیا اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے کم بھی ہے لیکن دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا تو جب تک روپے سے زیدہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا، اب اس کا دھونا واجب ہے بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۱۰): مچھلی کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کوئی حرج نہیں، اسی طرح مکھی، کھٹمل، مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیں تو اس کا کچھ حرج نہیں، دھونا واجب نہیں ہے۔

نجاست پاک کرنے کے طریقے:

مسئلہ (۱۲). اگر دَل دار[۱] نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ، خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا

---

۱ جس کا جسم نظر آئے۔

رہے چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے، جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہوجائے گا اور بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھولینا بہتر ہے، اگر دو مرتبہ میں چھوٹی تو ایک مرتبہ اور دھوئے، غرض یہ کہ تین بار پورے کرلینا بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۳): اگر ایسی نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کوئی دھبہ رہ گیا، تب بھی کپڑا پاک ہوگیا، صابن وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ (۱۴): اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی جو دَل دار نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہوگا اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۵): اگر نجاست ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتا جیسے تخت، چٹائی، زیور، مٹی یا چینی وغیرہ کے برتن، بوتل، جوتا وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جائے جب پانی ٹپکنا بند ہوجائے پھر دھوئے، پھر جب پانی ٹپکنا بند ہوجائے تو پھر دھوئے، اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہوجائے گی۔

مسئلہ (۱۶): پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے بھی نجاست کا دھونا درست ہے تو اگر کوئی گلاب یا عرق گاؤزبان یا اور کسی عرق سے یا سرکہ سے دھوئے تو بھی چیز پاک ہوجائے گی، لیکن گھی، تیل اور دودھ وغیرہ کسی ایسی چیز سے دھونا درست نہیں جس میں چکنائی ہو، وہ چیز ناپاک رہے گی۔

مسئلہ (۱۷): جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر دَل دار نجاست لگ کر سوکھ جائے جیسے گوبر، پاخانہ، خون، منی وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاست ختم کرڈالنے سے پاک ہوجاتا ہے، ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہوجاتا ہے اور اگر سوکھی نہ ہو تب بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دے کہ نجاست کا نام ونشان باقی نہ رہے تو وہ پاک ہوجائے گا۔

مسئلہ (۱۸): اور اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے میں یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو دَل دار (جسامت والی) نہیں ہے تو وہ بغیر دھوئے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۹): کپڑا اور بدن فقط دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے، چاہے دَل دار نجاست لگے یا بے دَل کی، کسی اور طرح پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۲۰): آئینہ، چھری، چاقو، چاندی، سونے کے زیور، تانبے، لوہے کی گلٹ اور شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہوجائیں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانجھ ڈالنے سے پاک ہوجاتی ہیں، لیکن اگر نقشی چیزیں ہوں تو

بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی۔

مسئلہ (۲۱): زمین پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل ختم ہو گیا، نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے، لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں، البتہ نماز پڑھنا درست ہے۔ جو اینٹیں یا پتھر، چونے یا گارے سے زمین میں خوب جما دیے گئے ہوں کہ بغیر کھودے زمین سے جدا نہ ہو سکیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ (۲۲): جو اینٹیں زمین پر فقط بچھا دی گئی ہیں، چونے یا گارے سے ان کی جڑائی نہیں کی گئی ہے، وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی، ان کو دھونا پڑے گا۔

مسئلہ (۲۳): زمین پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان ختم ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بغیر دھوئے پاک نہ ہوگی۔

مسئلہ (۲۴): نجس چاقو، چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دیے جائیں تو بھی پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ (۲۵): ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا، مگر چاٹنا منع ہے۔

مسئلہ (۲۶): اگر کورا[1] برتن نجس ہو جائے اور وہ برتن نجاست کو چوس لے تو فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا، بل کہ اس میں پانی بھر دے پھر جب نجاست کا اثر پانی میں آ جائے تو گرا کے پھر بھر دے، اسی طرح برابر کرتا رہے، جب نجاست کا نام ونشان بالکل جاتا رہے نہ رنگ باقی رہے نہ بدبو، تب پاک ہوگا۔

مسئلہ (۲۷): نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں، جب پکائے گئے تو پاک ہو گئے۔

مسئلہ (۲۸) شہد یا شیرہ یا گھی، تیل ناپاک ہو گیا تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکائے جب پانی جل جائے تو پھر پانی ڈال کر جلائے، اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک ہو جائے گا یا یوں کرو کہ جتنا گھی تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ جب وہ پانی کے اوپر آ جائے تو کسی طرح اٹھا لے اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھانے سے پاک

[1] وہ برتن جس کو اب تک استعمال نہ کیا گیا ہو۔

ہو جائے گا اور گھی اگر جم گیا ہو تو پانی ڈال کر آگ پر رکھ دو، جب پگھل جائے تو اس کو نکال لو۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۲۹). گوبر کے کنڈے (اوپے) ورلید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے اور ان کا دھواں بھی پاک ہے، روٹی میں لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ (۳۰) بچھونے کا ایک کونہ نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ (۳۱). جس زمین کو گوبر سے لیپ ہو وہ نجس ہے، اس پر بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز درست نہیں۔

مسئلہ (۳۲). گوبر سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر بھی نماز پڑھنا درست ہے، لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں لگ جائے۔

مسئلہ (۳۳). پیر دھو کر ناپاک زمین پر چلا اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ جائے کہ زمین کی کچھ مٹی یا نجس پانی پیر میں لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ (۳۴). نجس بچھونے پر سویا اور پسینے سے وہ کپڑا نم ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر اتنا بھیگ جائے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ کر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ (۳۵). نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے، رنگ کا چھڑانا واجب نہیں۔

مسئلہ (۳۶). نجس سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں، ہاں اگر پھیل کر آنکھ کے باہر آ گیا ہو تو دھونا واجب ہے۔

مسئلہ (۳۷). نجس تیل سر میں ڈالا یا بدن میں لگایا تو قاعدے کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا، کھلی[1] ڈال کر یا صابن لگا کر تیل کا ختم کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۳۸). کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا یا بندر نے جھوٹا کر دیا، اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال لے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب لگا ہو نکال لے باقی سب

---

[1] تل یا سرسوں کا پھوک۔

پاک ہے۔

مسئلہ (۳۹): کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں، سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا، چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا، ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔

مسئلہ (۴۰): رومالی بھیگی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اس سے کپڑا نجس نہیں ہوا۔

مسئلہ (۴۱): نجس پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھ دیا اور اس کی تری اس پاک کپڑے میں آ گئی، لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی، تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا بھی نجس ہو جائے گا اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہے گا، اگر پیشاب وغیرہ خاص نجاست کے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اس کی نمی اور دھبہ آ گیا تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ (۴۲): اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چر سکتا ہے تو اس کو پٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے، اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں۔

مسئلہ (۴۳): دو تہہ کا کوئی کپڑا ہے اور ایک تہہ نجس ہے دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر سلی ہوئی ہوں تو پاک تہہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل

مسئلہ (۴۴): غلہ گاہنے[1] کے وقت اگر بیل غلے پر پیشاب کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا، اس لیے کہ یہاں ضرورت نہیں۔

مسئلہ (۴۵): کافر کھانے کی جو چیز بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ اس کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

مسئلہ (۴۶): بعض لوگ جو شیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں، ہاں اگر

---

[1] غلہ گاہنا غلہ کاٹنے کے بعد اس پر بیل چلانا۔

طبیب حاذق دین دار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوائے (شیر وغیرہ کی) چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے، لیکن نماز کے وقت اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ (۴۷) راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو، فتویٰ اسی پر ہے، باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں زیادہ آمد ورفت نہ ہو وہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کرلیا کرے چاہے ناپاکی کا اثر بھی محسوس نہ ہو۔

مسئلہ (۴۸): نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے، وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے بنتا ہے۔

مسئلہ (۴۹): نجاست کے اوپر جو گرد وغبار ہو وہ پاک ہے، بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کر کے اس کو تر نہ کر دیا ہو۔

مسئلہ (۵۰): نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں، پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں، لیکن اس کا کھانا درست نہیں، اگر ان میں جان پڑ گئی ہو اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ (۵۱): کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں، جیسے گوشت، حلوہ وغیرہ، مگر نقصان کے خیال سے ان کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ (۵۲): مُشک[1] اور اس کا نافہ[2] پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔

مسئلہ (۵۳): سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔

مسئلہ (۵۴): گندہ انڈا حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔

مسئلہ (۵۵): سانپ کی کینچلی[3] پاک ہے۔

مسئلہ (۵۶): جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا، لیکن ان پانیوں میں اتنا فرق ہے کہ اگر پہلی دفعہ کا پانی کسی کپڑے میں لگ جائے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر دوسری دفعہ کا پانی لگ جائے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جائے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

---

[1] وہ خوش بودار سیاہ رنگ کا مادہ جو نیپال، تبت، تاتار، خطا اور ختن میں ایک قسم کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔

[2] مشک کی تھیلی۔ [3] سانپ کی سفید جھلی جو اس کے جسم کے اوپر سے اترتی ہے۔

مسئلہ (۵۷): مُردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہے۔
مسئلہ (۵۸). سانپ کی کھال نجس ہے یعنی وہ جو اس کے بند سے لگی ہوئی ہے، کیوں کہ کیچلی پاک ہے۔
مسئلہ (۵۹): مردہ انسان کا لعاب نجس ہے۔
مسئلہ (۶۰): اکہرے[1] کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہوگی، ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑوں کو ملا کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی۔
مسئلہ (۶۱): دودھ دھوتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر دو ایک مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے (اور اگر دودھ دوہنے کے وقت کے علاوہ گر جائے گی تو ناپاک ہو جائے گا)۔
مسئلہ (۶۲) چار پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی **مُسْتَعْمَل** نہیں۔
مسئلہ (۶۳): پاک کپڑا، برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی گاڑھا نہ ہو جائے اور محاورے میں اس کو "**ماء مطلق**" یعنی صرف پانی کہتے ہوں اور اگر برتن وغیرہ میں کھانے پینے کی چیز لگی ہو تو اس کے دھوون[2] سے وضو اور غسل کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پانی کے تین وصفوں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔
مسئلہ (۶۴): مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو غسل اس سے درست نہیں، ہاں ایسے پانی سے نجاست دھونا درست ہے۔
مسئلہ (۶۵): زم زم کے پانی سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہیے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرنا چاہیے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے قریب نہ مل سکے اور ضروری طہارت کسی اور طرح حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زم زم کے پانی سے جائز ہیں۔
مسئلہ (۶۶) عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہیے، گو ہمارے نزدیک

[1] ایک تہہ کے۔ [2] وہ پانی جس میں کوئی چیز دھوئی گئی ہو۔

اس سے وضو وغیرہ جائز ہے مگر حضرت امام احمد بن حنبل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے نزدیک جائز نہیں اور اختلاف سے بچنا اَولیٰ (بہتر) ہے۔

مسئلہ (۶۷): جن مقاموں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم اس مقام کے پانی سے وضو اور غسل نہ کرنا چاہیے، مثل مسئلہ بالا اس میں بھی اختلاف ہے مگر یہاں بھی اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے اور مجبوری میں اس کا وہی حکم ہے جو زم زم کے پانی کا حکم ہے۔

مسئلہ (۶۸): تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا بشرطیکہ گرم ہونے کے بعد نجاست کا اثر نہ رہے۔

مسئلہ (۶۹): ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو مٹی کے اوپر کا حصہ پاک ہے۔

مسئلہ (۷۰): ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنالیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۷۱): فصد[1] کے مقام یا اور کسی عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہے اور آرام ہونے کے بعد بھی اس جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔

مسئلہ (۷۲): ناپاک رنگ اگر جسم میں یا کپڑے میں لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو۔

مسئلہ (۷۳): اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہے اس جگہ پر رکھ کر جما دیا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہیے، بل کہ وہ خود بخود پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۷۴): ایسی ناپاک چیز کو جو چکنی ہو جیسے تیل، گھی، مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی، اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔

مسئلہ (۷۵): ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ اس نجاست کا کوئی اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو۔

---

[1] نشتر لگانا۔ رگ سے خون نکالنا۔

مسئلہ (۷۶): دوہرا کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو سارا ناپاک سمجھا جائے گا نماز اس پر درست نہیں، بشرط یہ کہ ناپاک جانب کا ناپاک حصہ نمازی کے کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے کی جگہ ہو اور دونوں کپڑے باہم سلے ہوئے ہوں۔ اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو پھر ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک نہ ہوگا، بل کہ دوسرے پر نماز درست ہے بشرط یہ کہ اوپر کا کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ اس میں سے نیچے کی نجاست کا رنگ اور بو ظاہر نہ ہوتی ہو۔

مسئلہ (۷۷): مرغی یا اور کوئی پرندے کو پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دیا جائے جیسا کہ آج کل انگریزوں اور ان کے ہم منش ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی[1]۔

---

[1] لیکن اگر مرغی وغیرہ کو پانی میں اس قدر جوش دیا جائے کہ اس کی آلائش گوشت میں سرایت نہ کرے تو اس کا گوشت پاک ہے جیسا کہ آج کل بعض عرب ملکوں میں ہوتا ہے کہ وہاں ایک منٹ یا اس سے بھی کم وقت مرغی کو جوش دیے ہوئے پانی میں ڈبو کر نکال لیتے ہیں۔

تمرین

سوال ①: نجاست کی کتنی قسمیں ہیں؟
سوال ②: کون کون سی نجاستیں غلیظہ ہیں اور کون سی خفیفہ؟
سوال ③: نجاستِ غلیظہ اور خفیفہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اسے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ④: نجاستِ غلیظہ اور خفیفہ کی کتنی مقدار معاف ہے؟
سوال ⑤: زمین پر نجاست پڑ جائے تو کس طرح پاک ہوگی؟
سوال ⑥: شہد، شیرہ، گھی یا تیل وغیرہ ناپاک ہو جائے تو اسے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ⑦: کیا کتا نجس ہے؟ اگر کتا آٹے وغیرہ میں منہ ڈال دے یا کسی کے بدن یا کپڑوں سے چھو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑧: دو تہہ کا کپڑا ہو اور ایک تہہ نجس ہو تو کیا پاک تہہ پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟
سوال ⑨: کن کن چیزوں سے نجاست کا دھونا درست ہے؟
سوال ⑩: زمین پر نجاست پڑ گئی پھر سوکھ گئی، اب زمین کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑪: تخت وغیرہ اور چمڑے کے جوتے اور موزے پر نجاست لگ جائے تو انہیں کس طرح پاک کریں گے؟
سوال ⑫: اگر کورا برتن نجس ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

فصل فی الإستنجاء

استنجے کا بیان[1]

مسئلہ (۱). جب سو کر اٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو یا ناپاک ہو، اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا آب خورا[2] تو اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے، پھر برتن داہنے ہاتھ میں لے کر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے۔

اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آب خورے وغیرہ سے نکال لے، لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پائیں، اگر آب خورے وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چلّو بنا کر پانی نکالے، جہاں تک ہو سکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکال کے پہلے داہنا ہاتھ دھوئے جب وہ ہاتھ دھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈال دے اور پانی نکال کے بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونے کی اس وقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہ ہوں اور اگر ناپاک ہوں تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے، بل کہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پائے، مثلاً پاک رومال ڈال کے نکالے جو پانی کی دھار رومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کرلے یا اور جس طرح ممکن ہو پاک کرلے۔

مسئلہ (۲): جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے، اُس وقت استنجا کرنا سنت ہے۔

مسئلہ (۳) اگر نجاست بالکل ادھر اُدھر نہ لگے اور پانی سے استنجا نہ کرے، بل کہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرلے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے، لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے، البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔

مسئلہ (۴): ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے، بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر اُدھر پھیلنے نہ پائے، بدن خوب صاف ہو جائے۔

مسئلہ (۵): ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے، لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے

---

[1] اس عنوان کے تحت تیرہ (۱۳) مسائل مذکور ہیں۔ [2] پانی پینے کا چھوٹا سا مٹی کا برتن۔

سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے، لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۶): پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے، پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہوگیا، البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتا ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھولے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔

مسئلہ (۷): اگر کہیں تنہائی کا موقع نہ ملے تو پانی سے استنجا کرنے کے واسطے کسی کے سامنے اپنے بدن کو کھولنا درست نہیں، نہ مرد کے سامنے نہ کسی عورت کے سامنے، ایسے وقت پانی سے استنجا نہ کرے اور بغیر استنجا کیے نماز پڑھ لے کیوں کہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۸): ہڈی اور نجاست جیسے گوبر، لید وغیرہ اور کوئلہ، کنکر، شیشہ، پکی اینٹ، کھانے کی چیز، کاغذ اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے، نہیں کرنا چاہیے، لیکن اگر کوئی کرلے تو بدن پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۹): کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔

مسئلہ (۱۰): پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے۔

مسئلہ (۱۱): چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھلا کر ہگانا متانا[۱] بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ (۱۲): استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے، لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۳): جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو پاخانہ (بیت الخلا) کے دروازے سے باہر "بِسْمِ اللّٰہِ" کہے اور یہ دعا پڑھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" اور ننگے سر نہ جائے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ، رسول کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر اللہ کا نام نہ لے، اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے، زبان سے کچھ نہ کہے، نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے، پھر جب نکلے تو داہنا پیر پہلے نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے: "غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ" اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

[۱] پاخانہ پیشاب کرانا۔

پیشاب پاخانہ کے وقت تیرہ (۱۳) امور مکروہ ہیں

(۱) چاند یا سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے (۲) نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے اگر چہ نجاست اس میں نہ گرے (۳) ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہیں (۴) پھل پھول والے درخت کے نیچے (۵) جاڑوں میں جس جگہ دھوپ بینے کو لوگ بیٹھتے ہوں (۶) جانوروں کے درمیان میں (۷) مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو۔ (۸) قبرستان میں یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں (۹) راستے میں (۱۰) ہوا کے رخ پر (۱۱) سوراخ میں (۱۲) راستے کے قریب (۱۳) قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔

حاصل یہ کہ ایسی جگہ جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں اور ان کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

پیشاب پاخانہ کے وقت سات (۷) امور سے بچنا چاہیے

(۱) بات کرنا (۲) بلاضرورت کھانسنا (۳) کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا پڑھنا (۴) ایسی چیز جس پر اللہ یا نبی یا کسی فرشتے یا کسی معظم کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا، البتہ اگر ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں (۵) بلاضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا (۶) تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا (۷) داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا (ان سب باتوں سے بچنا چاہیے)

(۲۲) چیزوں سے استنجا درست نہیں

(۱) ہڈی (۲) کھانے کی چیزیں (۳) لید اور کل ناپاک چیزیں (۴) وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو (۵) پختہ اینٹ (۶) ٹھیکری (۷) شیشہ (۸) کوئلہ (۹) چونا (۱۰) لوہا (۱۱) چاندی (۱۲) سونا وغیرہ (۱۳) ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ (۱۴) وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ (۱۵) ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا، عرق وغیرہ (۱۶) آدمی

کے اجزا جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ (۱۷) مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ (۱۸) درختوں کے پتے (۱۹) کاغذ خواہ لکھا ہو یا سادہ[1] (۲۰) زم زم کا پانی (۲۱) دوسرے کے مال سے بلا اُس کی اجازت و رضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز (۲۲) روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں، ان تمام چیزوں سے استنجی کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے

(۱) پانی (۲) مٹی کا ڈھیلہ[2] (۳) پتھر (۴) بے قیمت کپڑا (۵) ہر وہ چیز جو پاک ہو اور نجاست کو دور کردے بشرط یہ کہ مال اور محترم نہ ہو۔

تمرین

سوال ①: کیا پانی استعمال کیے بغیر صرف ڈھیلے سے استنجی کرنا جائز ہے؟
سوال ②: پانی سے استنجا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ③: استنجی کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا کیسا ہے؟
سوال ④: کن کن چیزوں سے استنجا درست ہے اور کن کن چیزوں سے استنجا درست نہیں ہے؟
سوال ⑤: استنجی کرنا کب سنت اور کب واجب ہوتا ہے؟

[1] البتہ وہ جاذب کاغذ (ٹائلیٹ پیپر) جو استنجی کے لیے ہی بنایا جاتا ہے اس سے استنجی جائز ہے۔
[2] ڈھیلے و پتھر کا استعمال اس جگہ ہرگز نہ کرنا چاہیے جہاں اس کی وجہ سے گٹر وغیرہ بند ہونے یا گندگی ہونے کا امکان ہو، بعض لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے۔

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

نماز کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے، کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کردی ہیں، ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے، قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دے گا اور جنت دے گا۔"

نماز دین کا ستون ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: "نماز دین کا ستون ہے، سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا۔ (یعنی نماز نہ پڑھی) اس نے دین برباد کردیا۔"

اعضاءِ وضو کا روشن ہونا:

اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے: "قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ، پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے۔"

نماز کی اہمیت:

اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: "نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون ان بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔"

اس لیے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے، اس سے

بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا، بے نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا، اللہ کی پناہ! نماز نہ پڑھنا کتنی بری بات ہے۔

نماز کن لوگوں پر واجب نہیں:

البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں. مجنون اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں، باقی سب مسلمانوں پر فرض ہے۔

لیکن اولاد جب سات برس کی ہوجائے تو ماں باپ کو حکم ہے کہ ان سے نماز پڑھوائیں اور جب دس ۱۰ برس کا ہوجائے تو مار کر پڑھائیں۔

اگر نماز کی ادائیگی سے غفلت ہوجائے؟

نماز کا چھوڑنا کبھی کسی وقت درست نہیں ہے جس طرح ہوسکے نماز ضرور پڑھے، البتہ اگر نماز پڑھنا بھول گیا بالکل یاد ہی نہ رہا جب وقت ختم ہوگیا تب یاد آیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی یا ایسا غافل سو گیا کہ آنکھ نہ کھلی اور نماز قضا ہوگئی تو ایسے وقت گناہ نہ ہوگا لیکن جب یاد آجائے اور آنکھ کھلے تو وضو کر کے فورًا قضا پڑھ لینا فرض ہے، البتہ اگر وہ وقت مکروہ ہو تو ذرا ٹھہر جائے تاکہ مکروہ وقت نکل جائے اسی طرح جو نمازیں بے ہوشی کی وجہ سے نہیں پڑھیں اس میں بھی گناہ نہیں، لیکن ہوش آنے کے بعد فورًا قضا پڑھنی پڑے گی۔

نماز کے اوقات کا بیان[1]

① فجر کا وقت:

مسئلہ (۱): پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب (مشرق) کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کی لمبائی پر کچھ سفیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اُجالا ہوجاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سفیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز

[1] اس عنوان کے تحت انیس (۱۹) مسائل مذکور ہیں۔

کا وقت ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے، جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

⑵ ظہر کا وقت:

مسئلہ (۲): دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ پچھم (مغرب) سے شمال کی طرف سرکتے سرکتے بالکل شمال کی سیدھ میں آ کر پورب (مشرق) کی طرف مڑنے لگے بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی۔

فائدہ: پورب (مشرق) کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے سے بائیں ہاتھ کی طرف کا نام شمال ہے اور ایک پہچان اس سے بھی آسان ہے وہ یہ کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے، پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے۔

پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دوگنا نہ ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے، مثلاً: ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے۔

⑶ عصر کا وقت:

جب یہ سایہ دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا۔

عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے، لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لے قضا نہ کرے، لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت پڑھنا درست نہیں ہے، نہ قضا نہ نفل، کچھ نہ پڑھے۔

⑷ مغرب کا وقت:

مسئلہ (۳): جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آ گیا، پھر جب تک مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے، لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تارے خوب چٹک جائیں

کہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے۔

⑤ عشاء کا وقت:

جب وہ سرخی ختم ہو جائے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے ورثواب کم ملتا ہے اس لیے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے ہی پہلے پڑھ لے۔

نمازوں کے اوقاتِ مستحبہ:

مسئلہ (۴). گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے. گرمی کی تیزی کا وقت ختم ہو جائے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں (سردیوں) میں اوّل وقت پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۵) اور عصر کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے، کیوں کہ عصر کی بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں، چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا، دونوں کا ایک حکم ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آ جائے اور دھوپ کا رنگ بدل جائے۔

مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۶). جو کوئی تہجد کی نماز آخری رات کو اٹھ کر پڑھا کرتا ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے. لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی پڑھ لینا چاہیے۔

مسئلہ (۷): بادل کے دن فجر، ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر[۱] کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے:

مسئلہ (۸) سورج نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں ہے، البتہ عصر کی نماز اگر ابھی

---

[۱] اسی طرح عشاء میں بھی جلدی کرنا مستحب ہے، مگر یہ جلدی کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ صحیح وقت معلوم ہونا مشکل ہو لیکن اگر گھڑی کے ذریعے ٹھیک اوقات معلوم ہو سکتے ہوں تو پھر ہر نماز کو اس کے معمولی (مقررہ) وقت پر پڑھنا چاہیے۔

نہ پڑھی ہو تو وہ سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقت سجدۂ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ (۹) فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کر اُونچا نہ ہو جائے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدہ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک ذرا روشنی نہ آ جائے قضا نماز بھی درست نہیں، ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز جائز نہیں، البتہ قضا اور سجدہ کی آیت کا سجدہ درست ہے، لیکن جب دھوپ پھیکی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰) فجر کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لیے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشن نہ ہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے، جب ذرا روشنی آ جائے تب سنت وغیرہ جو نماز چاہے پڑھے۔

مسئلہ (۱۱) جب صبح ہو جائے اور فجر کا وقت آ جائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے، البتہ قضا نمازیں پڑھنا اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۲) اگر فجر کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی، سورج میں روشنی آ جانے کے بعد قضا پڑھے۔ اگر عصر کی نماز پڑھنے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہوگئی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ (۱۳) عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سوتے رہنا مکروہ ہے، نماز پڑھ کے سونا چاہیے، لیکن کوئی مرض سے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھے نماز کے وقت جگا دینا اور وہ دوسرا وعدہ کر لے تو سونا درست ہے۔

امام کی اقتدا کرنے والوں کی تین قسمیں:

(۱) **مدرک**: وہ شخص ہے جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اس کو ''مقتدی'' اور ''مؤتم'' بھی کہتے ہیں۔

(۲) **مسبوق**: وہ شخص ہے جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آ کر شریک ہوا ہو۔

(۳) **لاحق**: وہ شخص ہے جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور شریک ہونے کے بعد اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو کوئی حدث ہو جائے اصغر یا اکبر۔

فجر کا مستحب وقت:

مسئلہ (۱۴) مردوں کے لیے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس

قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اُس میں چالیس پچاس آیتیں اُس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مَردوں کو حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

جمعہ کا وقت:

مسئلہ (۱۵) جمعہ کی نماز کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے، خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانے میں جلد پڑھنا مستحب ہے اور جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا سنت ہے، جمہور کا یہی قول ہے۔

نمازِ عیدین کا وقت:

مسئلہ (۱۶) عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے، دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی ختم ہو جائے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے۔ اس کی تعیین کے لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے، مگر عید الفطر کی نماز اوّل وقت سے کچھ دیر میں پڑھنا چاہیے۔

نماز کے کچھ اور مکروہ اوقات:

مسئلہ (۱۷): جب امام خطبے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ خطبہ نکاح اور ختم قرآن میں خطبہ شروع ہونے کے بعد نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۸). جب فرض نماز کی تکبیر کہی جارہی ہو اس وقت بھی نماز مکروہ ہے، ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہوں اور کسی طرح یہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی یا بقول بعض علماء تشہد ہی مل جانے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں یا جو سنت مؤکدہ شروع کر دی ہو اس کو پورا کر لے۔

مسئلہ (۱۹) نماز عیدین سے قبل خواہ گھر میں خواہ عید گاہ میں نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عیدین کے بعد فقط عید گاہ میں مکروہ ہے۔

تمرین

سوال ①: تمام نمازوں کے اوقات مختصر بیان کریں۔
سوال ②: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں کوئی بھی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے؟
سوال ③: مَردوں کے لیے فجر کی نماز پڑھنا کس وقت مستحب ہے؟
سوال ④: ظہر اور جمعہ کی نماز کے اوقات کیا ہیں؟
سوال ⑤: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟
سوال ⑥: نماز کن لوگوں پر واجب نہیں ہے؟
سوال ⑦: نمازوں کے اوقاتِ مستحبہ بیان کریں۔

باب الأذان

اذان کا بیان[1]
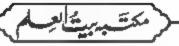
اذان کی شرائط:

مسئلہ (۱): اگر کسی ادا نماز کے لیے اذان کہی جائے تو اس کے بیے اس نماز کے وقت کا ہونا ضروری ہے، اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی، وقت آنے کے بعد پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی۔

مسئلہ (۲): اذان اور اقامت کا عربی زبان میں انہیں خاص الفاظ سے ہونا ضروری ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہیں، اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی، اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔

مسئلہ (۳): مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے عورت کی اذان درست نہیں، اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیے اور اگر بغیر اعادہ کیے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بغیر اذان کے پڑھی گئی۔

مسئلہ (۴): مؤذن کا صاحبِ عقل ہونا بھی ضروری ہے، اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی۔

اذان کا مسنون طریقہ:

مسئلہ (۵): اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر[2] کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہوا اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو شہادت کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے، نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہوان کلمات کو کہے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' چار مرتبہ، پھر ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' دو مرتبہ، پھر ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' دو مرتبہ، پھر ''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة'' دو مرتبہ، پھر ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' دو مرتبہ، پھر ''اَللّٰهُ أَكْبَر'' دو مرتبہ، پھر ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' ایک مرتبہ

اور ''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة'' کہتے وقت اپنے منہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں اور ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے

[1] اس باب میں چھبیس (۲۶) مسائل مذکور ہیں۔ [2] یعنی وضو اور غسل کی حاجت نہ ہو۔

نہ پھرنے پائیں اور فجر کی اذان میں ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کے بعد ''اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' بھی دو مرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ۔

اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر نہ ادا کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ دو مرتبہ ''اَللّٰهُ أَكْبَر'' کہہ کر اس قدر سکوت (خاموشی اختیار) کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور ''اَللّٰهُ أَكْبَر'' کے سوا دوسرے الفاظ میں بھی ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے (کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے)۔

اقامت کا مسنون طریقہ:

مسئلہ (۶): اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے یعنی یہ بہتر ہے اور اقامت مسجد کے اندر۔ اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے۔ اقامت میں ''اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' نہیں، بل کہ اس کے بجائے پانچوں وقت میں ''قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰةُ'' دو مرتبہ۔ اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخ کا بند کرنا بھی نہیں، اس لیے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لیے بند کیے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اقامت میں ''حَيَّ عَلَى الصَّلوٰةِ'' اور ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کہتے وقت داہنے بائیں جانب منہ پھیرنا بھی نہیں ہے یعنی ضروری نہیں، ورنہ بعض فقہاء نے (اسے سنت) لکھا ہے۔

اذان و اقامت کے احکام

مسئلہ (۷): سب فرضِ عین نمازوں کے لیے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے، مسافر ہو یا مقیم، جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا نماز ہو یا قضا اور نماز جمعہ کے لیے دو بار اذان کہنا۔

مسئلہ (۸): اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ کہی جائے، تاکہ لوگوں کو اذان سن کر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو، اس لیے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو

صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لیے صرف اقامت، ہاں یہ مستحب ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔

مسئلہ (۹): مسافر کے لیے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے، سنت مؤکدہ نہیں۔

مسئلہ (۱۰): جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کے لیے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں، بشرطیکہ محلّہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اس لیے کہ محلّہ کی اذان و اقامت تمام محلّہ والوں کو کافی ہے۔ جس مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے، ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں، بل کہ افضل ہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر کوئی شخص ایسے مقام پر ہو جہاں نماز جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہوں اور جمعہ ہوتا ہو، ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ نماز جمعہ کے ختم ہونے سے پہلے یا ختم ہونے کے بعد پڑھے۔

مسئلہ (۱۲): عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔

مسئلہ (۱۳): فرضِ عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لیے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں۔

اذان اور اقامت کا جواب:

مسئلہ (۱۴): جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت، طاہر (پاک) ہو یا جُنب اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے اور بعض نے واجب بھی کہا ہے، یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی کہے مگر "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" اور "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے جواب میں "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" بھی کہے اور "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے جواب میں "صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ" اور اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ.''

مسئلہ (۱۵): جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد جانا واجب ہے، خرید و

فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

مسئلہ (۱۶): اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے واجب نہیں اور "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کے جواب میں "أَقَامَهَا اللهُ وَاَدَامَهَا" کہے۔

چھ (۶) صورتوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے:

مسئلہ (۱۷): چھ صورتوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے: (۱) نماز کی حالت میں (۲) خطبہ سننے کی حالت میں، خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا (۳) علمِ دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں (۴) جماع کی حالت میں (۵) پیشاب یا پاخانہ کی حالت میں (۶) کھانا کھانے کی حالت میں یعنی ضروری نہیں، ہاں ان چیزوں کی فراغت کے بعد اگر اذان ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دینا چاہیے ورنہ نہیں۔

اذان اور اقامت کے (۱۵) سنن و مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں: (۱) بعض مؤذن کے متعلق ہیں (۲) بعض اذان اور اقامت کے متعلق، لہٰذا ہم پہلے پانچ نمبر تک مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔

(۱) مؤذن مرد ہونا چاہیے، عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے، اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہیے اقامت کا اعادہ نہیں، اس لیے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرار اذان کے (۲) مؤذن کا عاقل ہونا، مجنون، مست اور نا سمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہیے، اقامت کا نہیں۔
(۳) مؤذن کا مسائلِ ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا، اگر جاہل آدمی اذان دے تو اس کو مؤذنوں کے برابر ثواب نہ ملے گا (۴) مؤذن کا پرہیزگار اور دین دار لوگوں کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا، یعنی اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستائے گا (۵) مؤذن کا بلند آواز ہونا (۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں، بل کہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے (۷) اذان کا کھڑے ہو کر کہنا، اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہیے، ہاں اگر مسافر سوار ہو یا

مقیم اذان صرف اپنی نماز کے لیے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں (۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا، ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لیے کہے تو اختیار ہے، مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا (۹) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے (۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کا جلد جلد ادا کرنا سنت ہے، یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہہ دے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں (۱۱) اذان میں "حيّ على الصّلوة" کہتے وقت داہنی طرف کو منہ پھیرنا اور "حيّ على الفَلاح" کہتے وقت بائیں طرف منہ کو پھیرنا سنت ہے، خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھیرنے پائے (۱۲) اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو، بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہِ تنزیہی ہے (۱۳) اذان کہتے وقت حدثِ اکبر سے پاک ہونا ضروری ہے اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے۔ اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر حدثِ اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہِ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے، اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہِ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں (۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً: "أَشْهَدُ أَنْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" سے پہلے "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہہ جائے یا "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" سے پہلے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہہ جائے تو اس صورت میں "أَشْهَدُ أَنْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہہ کر "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه" کہے اور دوسری صورت میں "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" کہہ کر "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" پھر کہے، پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں (۱۵) اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا، خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی شخص اثنائے اذان و اقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا تو اعادہ کرے، اقامت کا نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۸): اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور اذان ختم ہونے کے بعد خیال آئے یا

دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

مسئلہ (۱۹): اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیے، ہاں اگر تھوڑی دیر ہو جائے تو کوئی ضرورت نہیں، اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہیے۔

مسئلہ (۲۰): اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مر جائے یا بے ہوش ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس کے دور کرنے کے لیے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

مسئلہ (۲۱): اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کے دور کرنے کے لیے جائے۔

مسئلہ (۲۲): ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے، جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔

مسئلہ (۲۳): جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے، ہاں اگر وہ اذان دے کر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ (۲۴): کئی مؤذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔

مسئلہ (۲۵): مؤذن کو چاہیے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کرے۔

مسئلہ (۲۶): اذان اور اقامت کے لیے نیت شرط نہیں، ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لیے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

تمرین

سوال①: کیا وقت سے پہلے اذان دینا جائز ہے؟
سوال②: جو چیزیں اذان کے لیے ضروری ہیں ان کو ذکر کریں۔
سوال③: اذان واقامت کا مسنون طریقہ بیان کریں۔
سوال④: کیا اذان ہر نماز کے لیے مسنون ہے؟ اور کیا تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے بھی اذان مسنون ہے؟
سوال⑤: اذان سننے والے کے لیے اذان کا جواب دینا سنت ہے یا واجب یا مستحب اور جواب دینے کا طریقہ کیا ہے؟
سوال⑥: مؤذن اور اذان کی سنتیں ذکر کریں۔
سوال⑦: کیا اذان اور اقامت کے لیے نیت شرط ہے؟
سوال⑧: اگر مؤذن یا مکبر دوران اذان وتکبیر بے وضو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

باب شروط الصلوٰة

نماز کی شرطوں کا بیان[1]

مسئلہ (۱). نماز شروع کرنے سے پہلے سات (۷) چیزیں واجب ہیں:
(۱) اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے، نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے (۲) بدن پر یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے (۳) جس جگہ نماز پڑھتا ہو وہ بھی پاک ہونی چاہیے (۴) فقط ستر یعنی ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے تک ڈھانکنا فرض ہے (۵) قبلہ کی طرف منہ کرے (۶) جس نماز کو پڑھنا چاہتا ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے (۷) وقت آنے کے بعد نماز پڑھے۔

یہ سب چیزیں نماز کے یے شرط ہیں، اگر اس میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۲) اگر نماز پڑھتے وقت جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب چوتھائی عضو کھل جائے اور اتنی دیر کھلا رہے جتنی دیر میں تین بار ''سبحان اللہ''[2] کہہ سکے تو نماز ٹوٹ گئی، پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی، بل کہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہوگئی جیسے چوتھائی ران کھل جانے سے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۳) اگر کپڑے یا بدن پر کچھ نجاست لگی ہے لیکن پانی کہیں نہیں ملتا تو اسی طرح نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لے۔

مسئلہ (۴) اگر سارا کپڑا نجس ہو یا پورا کپڑا تو نجس نہیں لیکن بہت ہی کم پاک ہے، یعنی ایک چوتھائی سے کم پاک ہے اور باقی سب کا سب نجس ہے تو ایسے وقت یہ بھی درست ہے کہ اس کپڑے کو پہنے پہنے نماز پڑھے اور یہ بھی درست ہے کہ کپڑا اتار ڈالے اور ننگا ہو کر نماز پڑھے لیکن ننگا ہو کر نماز پڑھنے سے اسی نجس کپڑے کو پہن کر پڑھنا بہتر ہے اور اگر چوتھائی کپڑا یا چوتھائی سے زیادہ پاک ہو تو ننگا ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں، اسی نجس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ (۵) اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگا نماز پڑھے، لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھے، بل کہ بیٹھ کر پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور اگر کھڑے کھڑے پڑھے اور رکوع سجدہ ادا

---

[1] اس عنوان کے تحت سولہ (۱۶) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

[2] تین بار ''سبحان اللہ'' سے فقہاء کی مراد تین بار ''سبحان ربی العظیم'' کہنا ہے، تحقیق کے لیے دیکھیے احسن الفتاوی ۲، ۳۹۹

کرے تو بھی درست ہے نماز ہو جائے گی لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ (۶): سفر میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے۔ اگر نجاست دھوتا ہے تو وضو کے لیے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کے لیے پانی نہ بچے گا تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے، پھر وضو کے لیے تیمّم کر لے۔

مسئلہ (۷): ظہر کی نماز پڑھی لیکن جب پڑھ چکا تو معلوم ہوا کہ جس وقت نماز پڑھی تھی اس وقت ظہر کا وقت نہیں رہا تھا بل کہ عصر کا وقت آ گیا تھا تو اب پھر قضا پڑھنا واجب نہیں ہے، بل کہ وہی نماز جو پڑھی ہے قضا میں آ جائے گی اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا قضا پڑھی تھی۔

مسئلہ (۸): اور اگر وقت آ جانے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی۔

نیت سے متعلق احکام:

مسئلہ (۹): زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے، بل کہ دل میں جب اتنا سوچ لے کہ میں آج کی ظہر کے فرض پڑھتا ہوں اور اگر سنت پڑھتا ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتا ہوں، بس اتنا خیال کر کے ”اَللّٰہُ أَکْبَرُ“ کہہ کر ہاتھ باندھ لے تو نماز ہو جائے گی، جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر زبان سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ لینا کافی ہے ”نیت کرتا ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی ”اَللّٰہُ أَکْبَرُ“ یا ”نیت کرتا ہوں ظہر کی سنتوں کی ”اَللّٰہُ أَکْبَرُ“ اور ”چار رکعت نماز، وقت ظہر، منہ میرا طرف کعبہ شریف کے“ یہ سب کہنا ضروری نہیں ہے، چاہے کہے، چاہے نہ کہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر دل میں تو یہ خیال ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی ظہر کی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ (۱۲): اگر بھولے سے چار رکعت کی جگہ چھ رکعت یا تین زبان سے نکل جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ (۱۳): اگر کئی نمازیں قضا ہو گئیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا تو وقت مقرر کر کے نیت کرے یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کے فرض پڑھتا ہوں، اگر ظہر کی قضا پڑھنا ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتا ہوں۔ اسی طرح جس وقت کی قضا پڑھنا ہو خاص اسی کی نیت کرنا چاہیے، اگر فقط اتنی نیت کر لی کہ میں قضا نماز پڑھتا ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہ ہوگی، پھر سے پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ (۱۴): اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہوگئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہیے، جیسے کسی کی ہفتہ، اتوار، پیر اور منگل چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی نماز پڑھتا ہوں درست نہیں ہے، بل کہ یوں نیت کرے کہ ہفتہ کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں، پھر ظہر پڑھتے وقت کہے ہفتہ کی ظہر کی قضا پڑھتا ہوں، اسی طرح کہتا جائے۔ پھر جب ہفتہ کی سب نمازیں قضا کر چکے تو کہے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں، اس طرح سب نمازیں قضا پڑھے۔ اگر کئی مہینے یا کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لے اور کہے کہ فلاں سال کے فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں، اس طرح نیت کیے بغیر قضا صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۱۵): اگر کسی کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہوں تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نماز جتنی میرے ذمے قضا ہیں ان میں جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں یا ظہر کی نمازیں جتنی میرے ذمے قضا ہیں ان میں سے جو سب سے پہلی ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں، اسی طرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتا رہے، جب دل گواہی دے دے کہ اب سب نمازیں جتنی قضا ہوگئی تھیں سب کی قضا پڑھ چکا ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔

مسئلہ (۱۶): سنت اور نفل اور تراویح کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں، سنت ہونے اور نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے، مگر سنت، تراویح کی نیت کر لینا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

مسائلِ طہارت[1]

مسئلہ (۱): اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ (جس کا پاک حصہ اوڑھ کر) اس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش (حرکت) نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اس چیز کا بھی پاک ہونا ضروری ہے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہو بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو، مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچے کو اٹھائے ہوئے ہو اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لیے شرط ہے۔ جب اس بچے کا بدن اور کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانعِ نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ بچہ اگر خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہو تو کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کو تعلق نہ سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی

---

[1] اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔

ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، اس لیے کہ اس کا لعاب اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے، پس اس نجاست کی طرح ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت شرط نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے، خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں، بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ اس (شیشی) کا منہ بند ہو اس لیے کہ یہ پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔

مسئلہ (۲): نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے، ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کوئی حرج نہیں، نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مُراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔

مسئلہ (۳): اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ (۴): اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے، پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں، خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔

مسئلہ (۵): اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔

مسئلہ (۶): اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی (سوکھے) نجس مقام پر پڑتا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ (۷): اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے فعل کے ہو تو جب معذوری ختم ہو جائے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا، مثلاً: کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لیے ہوں یا کسی دشمن نے اس کے کپڑے اتار لیے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں، مثلاً: کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔

مسئلہ (۸): اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپالے چاہے اس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اس

کو چاہیے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے اگر پاک جگہ میسر نہ ہو۔

تمرین

سوال ①: نماز کی شرطیں ذکر کریں۔

سوال ②: نماز کی حالت میں کتنا ستر کھلنے سے اور کتنی دیر کھلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور ستر کی کتنی مقدار معاف ہے؟

سوال ③: کپڑا میسر نہ ہونے کی صورت میں کیا ننگے نماز پڑھنا جائز ہے؟

سوال ④: وقت گزر جانے کے بعد ادا کی نیت سے نماز پڑھ لی، حالاں کہ وہ قضا ہو چکی تھی تو کیا نماز ہوگئی؟

سوال ⑤: کیا نیت زبان سے کرنا ضروری ہے یا دل کا ارادہ کافی ہے؟ اگر دل کا ارادہ تو صحیح تھا لیکن زبان سے غلطی سے الفاظ دوسری نماز کے نکل گئے تو کیا یہ نماز درست ہوگی؟

سوال ⑥: قضا نمازوں کی نیت کس طرح کرے؟

سوال ⑦: سنت، نوافل وتراویح کی نیت فرض کی طرح ہوگی یا اس میں کوئی فرق ہے؟

سوال ⑧: نماز کی شرائط میں سے ہے کہ ”نماز کی جگہ پاک ہو“ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں جس طرح آپ نے کتاب میں پڑھا ہے۔

سوال ⑨: اگر کسی کو دن، تاریخ، مہینہ، سال کچھ یاد نہ ہو تو قضا نمازوں کے لیے کس طرح نیت کرے؟

قبلہ کی طرف رخ کرنے کا بیان [1]

مسئلہ (۱) اگر کسی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کدھر ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جدھر دل گواہی دے اس طرف نماز پڑھ لے، اگر بغیر سوچے پڑھ لے گا تو نماز نہ ہوگی، لیکن بغیر سوچے پڑھنے کی صورت میں اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ ٹھیک قبلہ کی طرف پڑھی ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر وہاں آدمی تو موجود ہے لیکن پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی، ایسے وقت پوچھ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ (۲): اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی، پھر معلوم ہوا کہ جدھر نماز پڑھی ہے اُدھر قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہوگئی۔

مسئلہ (۳): اگر بے رخ نماز پڑھ رہا تھا، پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ ادھر نہیں ہے، بل کہ فلاں طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جائے، اب معلوم ہونے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۴): اگر کوئی کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ (۵): کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

مسئلہ (۶): اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہیے، لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہوگا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی، اس لیے کہ وہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتدا جائز نہیں (لہٰذا ایسی صورت میں اس مقتدی کو تنہا نماز پڑھنا چاہیے جس طرف اس کا غالب گمان ہو)۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال①: اگر کوئی ایسی جگہ ہو کہ قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال②: اگر قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو اور بغیر پوچھے و بغیر سوچے نماز شروع کر دی تو کیا نماز درست ہے؟

سوال③: کیا کعبہ شریف میں نماز جائز ہے اور اگر جائز ہے تو کس طرف منہ کرنا چاہیے؟

سوال④: اگر قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہو تو کیا ایسے مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے درست ہوگی؟

باب صفة الصلوٰة

فرض نماز پڑھنے کے طریقے کا بیان[1]

مسئلہ (۱) نماز کی نیت کر کے ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہے اور ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائے، پھر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھ دے اور دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ لے اور یہ دعاء پڑھے:

''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ'' پھر ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ'' اور ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھ کر ''اَلْحَمْدُ'' پڑھے اور ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کے بعد آمین کہے پھر ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھ کر کوئی سورت پڑھے۔ پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہہ کے رکوع میں جائے اور ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' تین یا پانچ مرتبہ کہے اور رکوع میں اپنے گھٹنے پکڑ لے اور انگلیاں کھلی رکھے اور بازو پہلوؤں سے الگ رکھے اور پھر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' کہتا ہوا سر اٹھائے۔

جب خوب سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتا ہوا سجدے میں جائے، سجدے میں جاتے وقت کمر بالکل سیدھی رکھے، گھٹنے زمین پر رکھنے سے پہلے کمر میں خم نہ آنے پائے، پھر زمین پر پہلے گھٹنے رکھے، پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے اور انگلیاں خوب ملا لے، پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ماتھا رکھے اور سجدے کے وقت ماتھا اور ناک دونوں زمین پر رکھ دے، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے اور پاؤں کھڑے رکھے اور خوب کھل کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے جدا رکھے اور دونوں بانہیں زمین پر نہ رکھے۔ سجدے میں کم سے کم تین دفعہ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى'' کہے، پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر نہ اٹھے، پھر ''بِسْمِ اللّٰهِ'' کہہ کر ''اَلْحَمْدُ'' اور سورت پڑھ کے دوسری رکعت اسی طرح پوری کرے۔

جب دوسرا سجدہ کر چکے تو اپنا داہنا پیر کھڑا رکھے اور بائیں پر بیٹھے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لے اور

[1] اس باب میں تیئیس (۲۳) مسائل مذکور ہیں۔

انگلیاں اپنے حال پر رہنے دے، پھر یہ ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے:

''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''

اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر ''لا الٰہ'' کہنے کے وقت انگلی اُٹھائے اور ''اِلَّا اللّٰہ'' کہنے کے وقت جھکا دے مگر عقد وحلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے۔ اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو اس سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بل کہ فوراً ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہہ کے اٹھ کھڑا ہو دو رکعتیں اور پڑھ لے فرض نماز میں آخری دو رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملائے۔ جب چوتھی رکعت پر بیٹھے تو پھر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کے یہ درود شریف پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.''

پھر یہ دعا پڑھے:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

یا یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ''

یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث یا قرآن مجید میں آئی ہو، پھر اپنے داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے۔

''اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔

یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے، لیکن اس میں جو فرائض ہیں ان میں سے اگر ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی، چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے اور بعض چیزیں واجب ہیں کہ اس میں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر

تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض چیزیں مستحب ہیں۔

نماز کے فرائض:

مسئلہ (۲): نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں.

(۱) نیت باندھتے وقت ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنا (۲) کھڑا ہونا (۳) قرآن میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) دونوں سجدے کرنا (۶) نماز کے آخر میں جتنی دیر اَلتَّحِیَّات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

نماز کے واجبات:

مسئلہ (۳): یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں:

(۱) اَلْحَمْدُ (سورۂ فاتحہ) پڑھنا (۲) اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا (۳) ہر فرض کو اپنے اپنے موقعے پر ادا کرنا اور پہلے کھڑے ہو کر اَلْحَمْدُ پڑھنا، پھر سورت ملانا، پھر رکوع کرنا، پھر سجدہ کرنا (۴) دو رکعت پر بیٹھنا (۵) دونوں بیٹھکوں (قعدوں) میں اَلتَّحِیَّات پڑھنا (۶) وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا (۷) ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ'' کہہ کر سلام پھیرنا (۸) ہر چیز کو اطمینان سے ادا کرنا، بہت جلدی نہ کرنا۔

مسئلہ (۴): ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں، لیکن بعض ان میں سے مستحب ہیں۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۵): اگر کوئی نماز میں ''اَلْحَمْدُ'' نہ پڑھے بل کہ کوئی اور آیت یا کوئی اور پوری سورت پڑھے یا فقط ''اَلْحَمْدُ'' پڑھے، اس کے ساتھ کوئی سورت یا کوئی آیت نہ ملائے یا دو رکعت پڑھ کے نہ بیٹھے بغیر بیٹھے اور بغیر اَلتَّحِیَّات پڑھے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے یا بیٹھ تو گیا لیکن اَلتَّحِیَّات نہیں پڑھی تو ان سب صورتوں میں سر سے فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز بالکل نکمّی اور خراب ہے، پھر سے پڑھنا واجب ہے، نہ دہرائے گا تو بڑا گناہ ہوگا، البتہ اگر بھولے سے ایسا کیا ہو تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔

مسئلہ (۶): اگر ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ'' کے موقعے پر سلام نہیں پھیرا بل کہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑا، باتیں کرنے لگا یا اٹھ کر کہیں چلا گیا یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم

ہے کہ فرض تو اُتر جائے گا لیکن نماز کا دُہرانا واجب ہے، پھر سے نہ پڑھے گا تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۷): اگر پہلے سورت پڑھی پھر "اَلْحَمْدُ" پڑھی تب بھی نماز دُہرانا پڑے گی اور اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدہ سہو کر لے۔

مسئلہ (۸): "اَلْحَمْدُ" کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہییں۔ اگر ایک ہی آیت یا دو آیتیں "اَلْحَمْدُ" کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیت اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی چھوٹی تین آیتوں کی برابر ہو جائے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۹): اگر کوئی رکوع سے کھڑے ہو کر "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" یا رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم" نہ پڑھے یا سجدہ میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" نہ پڑھے یا اخیر کی بیٹھک (قعدہ) میں اَلتَّحِيَّات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہوگئی، لیکن سنت کے خلاف ہے۔ اس طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود پڑھ کر سلام پھیر دیا تب بھی نماز درست ہے، لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۱۰): نیت باندھتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے، اگر کوئی نہ اٹھائے تب بھی نماز درست ہے، مگر خلافِ سنت ہے۔

مسئلہ (۱۱): ہر رکعت میں "بِسْمِ اللّٰه" پڑھ کر "اَلْحَمْدُ" پڑھے اور جب سورت ملائے تو سورت سے پہلے "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھ لے یہی بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۲): سجدے کے وقت اگر ناک اور پیشانی دونوں زمین پر نہ رکھے، بل کہ فقط پیشانی زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے اور اگر ماتھا نہیں لگایا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی۔ البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۳): اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑا نہیں ہوا، ذرا سا سر اٹھا کر سجدے میں چلا گیا تو نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ (۱۴): اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھا، ذرا سا سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا سا ہی سر اٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی اور اگر اتنا ہی اٹھا کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہو گیا ہے تو خیر نماز سر سے تو اُتر گئی، لیکن بڑی نکمی اور خراب ہوگئی، اس لیے پھر سے پڑھنا چاہیے، نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۵): اگر پیال[1] پر یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر سجدہ کرے، اتنا دبائے کہ اس سے زیادہ نہ

---

[1] دھان کا سوکھا ڈنٹھل، گھاس پھوس، پرال۔

دب سکے اور اگر اوپر اوپر ذرا اشارے سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۶): فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں اگر ''اَلْحَمْدُ'' کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ گیا تو نماز میں کوئی نقصان نہیں آیا نماز بالکل صحیح ہے۔

مسئلہ (۱۷): اگر آخری دو رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھے بل کہ تین دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہہ لے تو بھی درست ہے، لیکن ''اَلْحَمْدُ'' پڑھ لینا بہتر ہے اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکے کھڑا رہے تو بھی کوئی حرج نہیں نماز درست ہے۔[۱]

مسئلہ (۱۸): پہلی دو رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے، اگر کوئی پہلی رکعتوں میں فقط ''اَلْحَمْدُ'' پڑھے سورت نہ ملائے یا ''اَلْحَمْدُ'' بھی نہ پڑھے ''سُبْحَانَ اللّٰہ، سُبْحَانَ اللّٰہ'' پڑھتا رہے تو اب آخری رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' کے ساتھ سورت ملانا چاہیے، پھر اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر بھولے سے کیا ہو تو سجدہ سہو کرلے۔

مسئلہ (۱۹): نماز میں ''اَلْحَمْدُ'' اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ اور چپکے سے پڑھے، لیکن اس طرح پڑھنا چاہیے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آئے، اگر اپنی آواز خود اپنے آپ کو بھی نہ سنائی دے تو نماز نہ ہوگی۔[۲]

مسئلہ (۲۰): کسی نماز کے لیے کوئی سورت مقرر نہ کرے بل کہ جو جی چاہے پڑھا کرے، سورت مقرر کرلینا مکروہ ہے۔[۳]

مسئلہ (۲۱): دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورت نہ پڑھے۔[۴]

مسئلہ (۲۲): اگر نماز پڑھتے میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرکے پھر سے نماز پڑھے۔

---

[۱] جب کہ تین مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' کہنے کی مقدار چپکے کھڑا رہے۔

[۲] یہ قول علامہ ہندوانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے جس میں زیادہ احتیاط ہے دوسرا قول امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ صرف حروف کی صحیح ادائیگی کافی ہے اگرچہ خود بھی نہ سن سکے۔ امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر عمل کرنے والے کی نماز بھی ہوجائے گی۔ دیکھیے امداد الفتاوی، باب القراۃ، جلد اول، احسن الفتاوی ۳ ۷۵۔

[۳] ہاں اگر کبھی کبھی وہ سورتیں جو جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز میں پڑھی ہیں پڑھ لی جائیں تو مکروہ نہیں بل کہ مستحب ہے جیسے فجر کی سنتوں میں ''سُوْرَۃُ الْکَافِرُوْن'' اور ''سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص'' اور وتر میں ''سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی''، ''سُوْرَۃُ الْکَافِرُوْن'' اور ''سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص'' پڑھنا حضور ﷺ سے ثابت ہے، لیکن ان کو ضروری نہ سمجھا جائے اس لیے کبھی کبھی اس کے علاوہ سورتیں بھی پڑھ لی جائیں اور امام کو وتر میں ماثورہ سورتوں پر پابندی کرنا مکروہ ہے تاکہ عوام اس کو واجب نہ سمجھ بیٹھیں۔

(ماخذہ احسن الفتاوی ۳ ۸۰)

[۴] امام کے لیے فجر کی نماز میں پہلی رکعت لمبی پڑھنا مسنون ہے، تاکہ زیادہ لوگ جماعت میں شریک ہوسکیں، کیوں کہ یہ وقت نیند اور غفلت کا وقت ہے۔

مسئلہ (۲۳): مستحب یہ ہے کہ جب کھڑا ہو تو اپنی نگاہ سجدے کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر، سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب جمائی آئے تو منہ خوب بند کر لے، اگر اور کسی طرح نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اُوپر کی طرف سے روکے اور جب گلا سہلائے تو جہاں تک ہوسکے کھانسی کو روکے اور ضبط کرے۔

تمرین

سوال①: نماز پڑھنے کا طریقہ ذکر کریں۔
سوال②: نماز کے فرائض اور واجبات بیان کریں۔
سوال③: کیا سجدے میں ناک اور ماتھا زمین پر رکھنا ضروری ہے؟
سوال④: کیا نماز کے ارکان سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے کرنا ضروری ہے؟ اگر کسی نے رکوع کیا اور پوری طرح کھڑا نہیں ہوا کہ سجدہ کر دیا تو کیا نماز درست ہے؟
سوال⑤: کیا فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں سورتِ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور کیا ان رکعتوں میں سورتِ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے سے سجدہ سہو کرنا پڑے گا؟
سوال⑥: اکیلے نماز پڑھنے والا قراءت کتنی آواز میں کرے؟
سوال⑦: اگر نماز میں کوئی فرض یا واجب چھوٹ جائے تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟
سوال⑧: کیا ہر رکعت میں سورتِ فاتحہ سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھی جائے گی؟
سوال⑨: سورتِ فاتحہ کے بعد قراءت کی کم سے کم مقدار کتنی ہے؟
سوال⑩: اگر دو سجدوں کے بیچ میں بیٹھا نہیں بل کہ ذرا سا سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟
سوال⑪: اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑا نہیں ہوا، بل کہ ذرا سا سر اٹھا کر سجدے میں چلا گیا تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟
سوال⑫: قیام، رکوع، سجدے اور قعدے میں نگاہ کس جگہ رکھی جائے گی، وضاحت کریں؟

فرض نماز کے بعض مسائل[1]

مسئلہ (۱): آمین کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہیے، اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے۔

مسئلہ (۲): اگر سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت چاہے پڑھے اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں ''سُوْرَةُ الْحُجُرات'' اور ''سُوْرَةُ الْبُرُوْج'' اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے، فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونی چاہیے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر پڑھنی چاہییں، ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشا کی نماز میں ''وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ'' اور ''لَمْ یَكُنْ'' اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ مغرب کی نماز میں ''اِذَا زُلْزِلَتْ'' سے آخر (قرآن) تک۔

مسئلہ (۳): جب رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور مقتدی صرف ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' اور منفرد دونوں کہے، پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے، تکبیر کی انتہا اور سجدے کی ابتدا ساتھ ہی ہو یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔

مسئلہ (۴): سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو، منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونا چاہیے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رخ ہونی چاہییں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف اور پیٹ زانو سے علاحدہ علاحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں، پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا سا بچہ درمیان سے نکل سکے۔

مسئلہ (۵): فجر، مغرب، عشا کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو قراءت میں تو اختیار ہے (کہ آہستہ کہے یا بلند آواز میں) مگر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور تکبیریں آہستہ کہے اور ظہر، عصر کے وقت امام صرف ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے۔

[1] اس عنوان کے تحت نو (۹) مسائل مذکور ہیں۔

نماز کے بعد ذکر و دعا:

مسئلہ (۶): نماز ختم کر چکنے کے بعد دونوں ہاتھ سینے تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لیے بھی، دعا مانگ چکنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی دے تو سب آمین آمین کہتے رہیں۔

مسئلہ (۷): جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب عشا ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بل کہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف داہنی یا بائیں طرف کو منہ پھیر کر بیٹھ جائے اور اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں (سامنے) نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

مسئلہ (۸): فرض نمازوں کے بعد بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں (ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے) کہ ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ'' تین مرتبہ۔ آیت الکرسی، ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس (۳۳) مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰه اور اسی قدر ''اَلْحَمْدُلِلّٰهِ'' اور چونتیس (۳۴) مرتبہ ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' پڑھے۔

عورتوں کی نماز:

مسئلہ (۹): عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں (جو اوپر بیان ہوا) صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہیے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مَردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہیے، اگر سردی وغیرہ کی وجہ سے ہاتھ چادر کے اندر ہوں تب بھی جائز ہے۔ عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اٹھانا چاہیے۔

(۲) تکبیر تحریمہ کے بعد مَردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے اور عورتوں کو سینے پر۔

(۳) مَردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہیے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

(۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہیے بل کہ صرف اسی قدر جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے بل کہ ملا کر۔

(۶) مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہییں اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

(۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

(۸) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہیے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

(۹) مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہییں اور عورتوں کو نہیں۔

(۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

(۱۱) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قراءت کرنے کا اختیار نہیں بل کہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے۔

تمرین

سوال ①: اگر سفر اور ضرورت نہ ہو تو فرض نمازوں میں کون سی سورتوں کی قرأت کرنی چاہیے؟

سوال ②: کن نمازوں کے بعد دعا لمبی نہیں مانگنی چاہیے؟

سوال ③: فرض نمازوں کے بعد چند مسنون اذکار بتائیں؟

سوال ④: عورتوں اور مردوں کی نماز میں جو فرق ہے اسے تفصیل سے لکھیں؟

نماز کی گیارہ (۱۱) سنتیں

مسئلہ (۱): تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک سنت ہے۔ عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ (۲): تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھوں کو باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر سنت ہے۔

مسئلہ (۳): مردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا سنت ہے۔

مسئلہ (۴) امام اور منفرد کو سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے پر آہستہ آواز سے آمین کہنا اور قراءت بلند آواز سے ہو تب بھی سب مقتدیوں کو آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔

مسئلہ (۵) مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر سرین سب برابر ہو جائیں سنت ہے۔

مسئلہ (۶): رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا سنت ہے، قومے میں امام کو صرف ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کہنا اور مقتدی کو صرف ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔

مسئلہ (۷): سجدے کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا رانوں سے اور کہنیوں کا پہلو سے علاحدہ رکھنا اور ہاتھوں کی بانہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا سنت ہے۔

مسئلہ (۸) قعدۂ اولیٰ اور اُخریٰ دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہوا اور ان کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہوا اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوں پر ہوں، انگلیوں کے سرے گھٹنوں کی طرف ہوں یہ سنت ہے۔

مسئلہ (۹): امام کو سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

مسئلہ (۱۰): امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور اگر محاذی (بالکل سامنے) ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا سنت ہے۔

مسئلہ (۱۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو سنت ہے۔

تمرین

سوال ①: نماز کی سنتوں کو تفصیل سے بیان کریں۔
سوال ②: یہ بتائیے کہ سلام پھیرتے وقت کیا نیت کرنی چاہیے؟

باب القراءة والتجويد

قرآن شریف پڑھنے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): قرآن شریف کو صحیح پڑھنا واجب ہے، ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے، ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ''ح'' اور ''ہ'' میں اور ''ذ ظ ز ض'' میں اور ''س ص ث'' میں ٹھیک نکال کے پڑھے، ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔

مسئلہ (۲): اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے ''ح'' کی جگہ ''ہ'' پڑھتا ہے یا عین (ع) نہیں نکلتا یا ''ث س ص'' سب کو سین (س) ہی پڑھتا ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے، اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی، البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری (مجبوری، عاجزی) ہے۔

مسئلہ (۳): اگر ''ح، ع'' وغیرہ سب حرف نکلتے تو ہیں لیکن ایسی بے پروائی سے پڑھتا ہے کہ ''ح'' کی جگہ ''ہ'' اور ''ع'' کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتا ہے کچھ خیال کر کے نہیں پڑھتا تب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۴): جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ گیا تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن بے ضرورت ایسا کرنا بہتر نہیں۔

مسئلہ (۵): جس طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں، نماز میں اسی طرح پڑھنا چاہیے جس طرح (بچوں کی آسانی کے لیے) ''عَمَّ'' کے سیپارے میں لکھی ہیں اس طرح نہ پڑھے، یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھے، اس کے پہلے والی سورت نہ پڑھے جیسے کسی نے پہلی رکعت میں ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' پڑھی تو اب ''اِذَا جَآءَ'' یا ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ'' یا ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' یا ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھے اور ''اَلَمْ تَرَ كَيْفَ'' اور ''لِاِيْلٰفِ'' وغیرہ اس کے اوپر کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے، لیکن اگر بھولے سے اس طرح پڑھ جائے تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۶): جب کوئی سورت شروع کرے تو بغیر ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔

[1] اس باب میں سات (۷) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۷): جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو یا نیا نیا مسلمان ہوا ہو وہ سب جگہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ'' وغیرہ پڑھتا رہے تو فرض ادا ہو جائے گا لیکن نماز برابر سیکھتا رہے، اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گا تو بہت گنہگار ہوگا۔

تمرین

سوال ①: کیا قرآن شریف کو تجوید سے پڑھنا واجب ہے؟
سوال ②: اگر کسی سے کوئی حرف کوشش کے باوجود صحیح نہ نکلتا ہو تو کیا اس کی نماز درست ہو جائے گی؟
سوال ③: اگر حروف تو صحیح نکال سکتا ہے لیکن لاپرواہی سے صحیح ادا نہیں کرتا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟
سوال ④: کیا ایک ہی سورت کو نماز کی دونوں رکعتوں میں پڑھا جا سکتا ہے؟
سوال ⑤: جس سورت کو شروع کیا ہے اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا کیسا ہے؟
سوال ⑥: جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو وہ نماز کس طرح پڑھے؟

قراءت کے متعلق نو (۹) مسائل

مسئلہ (۱): مدرک[1] پر قراءت نہیں، امام کی قراءت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے اور حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲): مسبوق[2] کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے ایک یا دو رکعت میں قراءت کرنا فرض ہے۔

مسئلہ (۳): حاصل یہ کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قراءت نہیں کرنا چاہیے ہاں مسبوق کے لیے چوں کہ ان گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اس لیے اس کو قراءت کرنا چاہیے۔

مسئلہ (۴): امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشا کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۵): منفرد[3] کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشا کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے۔ بلند آواز ہونے کی فقہا نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔

مسئلہ (۶): امام اور منفرد کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب اور عشا کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۷): جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔

مسئلہ (۸): منفرد اگر فجر، مغرب، عشا کی قضا دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قراءت کرنا واجب ہے، اگر رات کو قضا پڑھے تو اس کو اختیار ہے۔

---

[1] ”مدرک“ اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو شروع نماز سے آخر تک امام کے ساتھ شریک ہو۔

[2] ”مسبوق“ اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو ایک یا ایک سے زائد رکعت فوت ہوجانے کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا ہو۔

[3] ”منفرد“ اکیلے نماز پڑھنے والے کو کہتے ہیں۔

مسئلہ (۹): اگر کوئی شخص مغرب کی یا عشا کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیے اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

تمرین

سوال ①: مدرِک پر قراءت کرنا فرض ہے یا واجب؟ مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا کیسا ہے؟

سوال ②: کیا مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں قراءت کرے گا؟

سوال ③: امام کو کون سی نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے اور کون سی میں آہستہ؟

سوال ④: منفرد فرض نماز میں قراءت آواز سے کرے گا یا آہستہ؟

سوال ⑤: نفل نمازوں میں قراءت بلند آواز سے کرے یا آہستہ آواز سے؟

سوال ⑥: اگر کوئی شخص مغرب یا عشا کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول گیا تو وہ کیا کرے؟

باب الإمامة والجماعة

جماعت کا بیان

چوں کہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے اس لیے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات وسنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کے لیے علاحدہ عنوان قائم کیا گیا۔

جماعت کم سے کم دو آمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں، اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع، متبوع کا امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔

مسئلہ: امام کے سوا ایک آدمی کے نماز میں شریک ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، بالغ ہو یا سمجھ دار نابالغ بچہ۔ ہاں جمعہ وعیدین کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔

مسئلہ: جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بل کہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو، البتہ نفل کی جماعت کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

جماعت کی فضیلت اور تاکید:

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے، ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجے کی شرف ہے۔ نبی ﷺ نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتی کہ حالت مرض میں جب آپ ﷺ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی، دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارکِ جماعت پر آپ ﷺ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترکِ جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ ﷺ کا جی چاہتا تھا۔ بلاشبہ شریعتِ محمدیہ ﷺ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ نماز جیسی عبادت کی شان

بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجے پر پہنچا دی جائے، ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھ کر جس سے بعض مفسرین اور فقہا نے جماعت کو ثابت کیا ہے، چند حدیثیں بیان کرتے ہیں: قولہ تعالیٰ ﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ ''نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر'' یعنی جماعت سے۔

اس آیت میں حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر چوں کہ رکوع کے معنی مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں، لہٰذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔

فضیلت جماعت کے متعلق بارہ (۱۲) احادیث مبارکہ

حدیث (۱): نبی کریم ﷺ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جماعت کی نماز میں تنہا نماز سے ستائیس (۲۷) درجے زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں۔

حدیث (۲): نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔''

حدیث (۳): حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چوں کہ وہ مسجد نبوی سے دور تھے) اٹھ کر نبی کریم ﷺ کے قریب آ کر قیام کریں، تب ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے؟''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئے گا اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا۔

حدیث (۴): نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جتنا وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔''

حدیث (۵): نبی کریم ﷺ نے ایک روز عشا کے وقت اپنے ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا: ''لوگ نماز پڑھ پڑھ کر سو گئے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گزرا سب نماز میں محسوب (شمار) ہوا۔''

حدیث (۶): نبی کریم ﷺ سے حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کے لیے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کے لیے پوری روشنی ہوگی۔''

حدیث (۷): حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص عشا کی نماز جماعت سے

پڑھے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو عشا اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے اسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔''

حدیث (۸): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ ایک روز آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔

حدیث (۹): ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشا کی نماز میں مشغول ہو جاتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال واسباب کو مع ان کے جلا دیں۔

عشا کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں ہوتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون حضرت ابن مسعود، حضرت ابو درداء، حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے، یہ سب لوگ نبی کریم ﷺ کے معزز اصحاب میں ہیں۔

حدیث (۱۰): حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بے شک ان پر شیطان غالب ہو جائے گا، پس اے ابو درداء! جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو، دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلّے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔

حدیث (۱۱): حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں: ''جو شخص اذان سن کر جماعت میں نہ آئے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول نہ ہو گی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: ''وہ عذر کیا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوف یا مرض۔''

اس حدیث میں خوف اور مرض کی تفصیل نہیں کی گئی، بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

حدیث (۱۲): حضرت مِحْجَنْ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ اتنے میں

اذان ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ''اے مِحْجَنْ! تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی، کیا تم مسلمان نہیں ہو؟''

میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا ہوں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہو رہی ہے تو لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پہلے پڑھ چکے ہو۔''

ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے برگزیدہ صحابی حضرت مِحْجَنْ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات فرمائی کہ ''کیا تم مسلمان نہیں ہو؟''

جماعت کی اہمیت سے متعلق آٹھ (۸) آثار

اثر (۱): اسود کہتے ہیں کہ ایک روز ہم ام المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اس کی فضیلت اور تاکید کا ذکر نکلا، اس پر حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے تائیداً نبی کریم ﷺ کے مرضِ وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو نماز پڑھائیں۔'' عرض کیا گیا: ''ابوبکر ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بے طاقت ہو جائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے۔'' آپ ﷺ نے پھر وہی فرمایا۔ پھر وہی جواب دیا گیا تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسی باتیں کرتی ہو جیسے حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ سے مصر کی عورتیں کرتی تھیں، ابوبکر سے کہو نماز پڑھائیں۔'' خیر حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نماز پڑھانے کو نکلے، اتنے میں نبی کریم ﷺ کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں اب تک وہ حالت موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں۔ وہاں حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نماز شروع کر چکے تھے، چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا اور انہیں سے نماز پڑھوائی۔

اثر (۲): ایک دن امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا: ''آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا؟''

انہوں نے کہا: ''وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اس وجہ سے اس وقت ان کو نیند آگئی۔'' تب حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: ''اس اثر سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز با جماعت پڑھنے میں تہجد سے بھی زیادہ ثواب ہے، اس لیے علما نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نمازِ فجر میں مخل ہو تو اس کا ترک کرنا اَولیٰ ہے۔''

اثر (۳): حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''بے شک ہم نے آزمالیا اپنے کو اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کہ جماعت ترک نہیں کرتا مگر وہ منافق کہ جس کا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار، مگر بیمار بھی تو دو آدمیوں کا سہارا لے کر جماعت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور من جملہ ان کے، نماز ہے ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوئی ہو، یعنی جماعت ہوتی ہو۔''

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: ''جسے خواہش ہو کل (قیامت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے مسلمان جائے اسے چاہیے کہ پنج وقتی نمازوں کی پابندی کرے ان مقامات میں، جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی ان ہی طریقوں سے ہے، اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو گے جیسے کہ منافق پڑھ لیتا ہے تو بے شک تم سے تمہارے نبی کی سنت چھوٹ جائے گی اور اگر تم اپنے پیغمبر کی سنت چھوڑ دو گے تو بے شک گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز کے لیے مسجد نہیں جاتا مگر اس کے ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق۔ ہم لوگوں کی تو حالت یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگا کر جماعت کے لیے لائے جاتے تھے اور صف میں کھڑے کر دیے جاتے تھے۔''

اثر (۴): ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے اذان کے بعد بغیر نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور ان کے مقدس حکم کو نہ مانا دیکھو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تارکِ جماعت کو کیا کہا، کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترکِ جماعت کی جرأت ہو سکتی ہے، کیا کسی ایمان دار کو حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی گوارا ہو سکتی ہے؟

اثر (۵): حضرت ام درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضب ناک تھے، میں نے پوچھا: ''اس وقت آپ کو کیوں غصہ آیا؟''

کہنے لگے ''اللہ کی قسم! میں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اس کو بھی چھوڑنے لگے۔

اثر (۶) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بہت اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ''جو کوئی اذان سن کر جماعت میں نہ جائے اس کی نماز ہی نہ ہوگی۔'' یہ لکھ کر امام ترمذی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں ''بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے، مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں۔''

اثر (۷) امام مجاہد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا: ''جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں؟''

فرمایا ''دوزخ میں جائے گا۔'' امام ترمذی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ و جماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر ترک کرے تب یہ حکم کیا جائے گا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کے لیے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔

اثر (۸) سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جس کی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی ماتم پرسی کرتے۔

(احیاء علوم)

مذاہب فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اقوال ہیں۔ اب ذرا علمائے امت اور مجتہدین ملت کو دیکھیے کہ ان کا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور ان احادیث کا مطلب انہوں نے کیا سمجھا ہے:

(۱) ظاہریہ اور امام احمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے، بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔

(۲) امام احمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرضِ عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہیں۔

امام شافعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ کے بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۳) امام شافعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرضِ کفایہ ہے۔ امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ جو حنفیہ میں ایک بڑے درجے کے فقیہ اور محدث ہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے، محقق ابنِ ہمام اور حلبی اور صاحب بحر الرائق وغیرہم اسی طرف ہیں۔

(۵) بعض حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں ہے اور درحقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کوئی مخالفت (تضاد) نہیں۔

(۶) ہمارے فقہا لکھتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا حلال ہے۔

(۷) قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارکِ جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے اور اس کے پڑوسی اگر اس کے اس فعلِ قبیح پر کچھ نہ بولیں تو گناہ گار ہوں گے۔

(۸) اگر مسجد جانے کے لیے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گناہ گار ہوگا، یہ اس لیے کہ اگر اقامت سن کر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانے کا خوف ہے۔ امام محمد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کے لیے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔

(۹) تارکِ جماعت ضرور گناہ گار ہے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اس نے بے عذر صرف سہل انگاری (سُستی) سے جماعت چھوڑ دی ہو۔

(۱۰) اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

اس بارے میں حضرات علماء رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالیٰ نے بہت کچھ بیان کیا ہے مگر جہاں تک میری نظرِ قاصر پہنچی ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں، اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ انہیں کی

پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سنے جائیں، مگر بوجہ اختصار کے میں حضرت موصوف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے کلام کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں:

(۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کردی جائے یہاں تک کہ وہ عبادت ایک ضروری عبادت ہوجائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہوجائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شان دار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔

(۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، جاہل بھی، عالم بھی، لہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہوکر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں، اگر کسی سے کچھ غلطی ہوجائے تو دوسرا اسے تعلیم کردے، گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا۔

(۳) جو لوگ بے نمازی ہوں گے ان کا حال بھی اس سے کھل جائے گا اور ان کی نصیحت کرنے کا موقع ملے گا۔

(۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا نزول رحمت اور قبولیت کے لیے ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔

(۵) اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمۂ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لیے جمع ہوا کریں اور اسلام کی شان وشوکت ظاہر کریں ان ہی سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہوگئی اور اس کی ترغیب دی گئی اور چھوڑنے پر سخت ممانعت کی گئی۔

(۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے دردو مصیبت میں شریک ہوسکے گا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار واستحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید اور فضیلت جابجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم ﷺ میں بیان فرمائی گئی ہے۔

افسوس! ہمارے زمانے میں ترکِ جماعت ایک عام عادت ہوگئی ہے، جاہلوں کا کیا ذکر ہم بعض لکھے پڑھے

لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔ افسوس! یہ لوگ احادیث پڑھتے ہیں اور ان کے معنی سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں، قیامت میں جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہوں گے اور اس کے نہ ادا کرنے والے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہوگی یہ لوگ کیا جواب دیں گے۔

تمرین

سوال ①: جماعت میں امام کے علاوہ کم از کم کتنے افراد ہونے چاہییں؟
سوال ②: جمعہ کی جماعت میں کم از کم کتنے افراد ہونے چاہییں؟
سوال ③: نفل کی جماعت کرنا کیسا ہے؟
سوال ④: جماعت کی فضیلت وتاکید میں جو حدیثیں آپ نے پڑھی ہیں ان کا خلاصہ لکھیں۔
سوال ⑤: جماعت کی فضیلت وتاکید میں پانچ اقوال (آثار) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تحریر فرمائیں۔
سوال ⑥: جماعت کی فضیلت وتاکید میں اقوالِ فقہا قلم بند کریں۔

جماعت کے واجب ہونے کی (۵) شرطیں

(۱) مرد ہونا، عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔
(۲) بالغ ہونا، نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔
(۳) آزاد ہونا، غلام پر جماعت واجب نہیں۔
(۴) عاقل ہونا، مست بے ہوش، دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔
(۵) تمام عذروں سے خالی ہونا۔ ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں، مگر ادا کرلے تو بہتر ہے، نہ ادا کرنے میں جماعت کے ثواب سے محروم رہے گا۔

جماعت ترک کرنے کے (۱۴) اعذار

(۱) لباس بقدرِ ستر عورت کے نہ پایا جانا۔
(۲) مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: ''کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کے لیے آپ کیا حکم دیتے ہیں؟''
فرمایا: ''جماعت چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔''
(۳) پانی بہت زور سے برستا ہو ایسی حالت میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''موطا'' میں لکھا ہے کہ اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جا کر نماز پڑھے۔
(۴) سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے کا یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔
(۵) مسجد جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔
(۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔
(۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض کو ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔
(۸) اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو لیکن اگر روشنی کا سامان اللہ تعالیٰ نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے۔

(۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔

(۱۰) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔

(۱۱) کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

(۱۲) پیشاب یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو۔

(۱۳) سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی، قافلہ نکل جائے گا، ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے، مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے، اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جا سکتا ہے، ہاں اگر کوئی ایسا سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں، ہماری شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہے۔

(۱۴) کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو لیکن جو نابینا بے تکلف مسجد تک پہنچ سکے اس کو جماعت ترک نہ کرنا چاہیے۔

جماعت کے صحیح ہونے کی (۱۰) شرطیں

شرط (۱): اسلام۔ کافر کی جماعت صحیح نہیں۔

شرط (۲): عاقل ہونا۔ مست، بے ہوش، دیوانے کی جماعت صحیح نہیں۔

شرط (۳) مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کے اقتدا کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں، نیت کا بیان اوپر تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

شرط (۴) امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہو جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں، یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقۃً متحد نہیں، مگر چوں کہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لیے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتدا صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ (۱): اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر ہو تو درست ہے، اس لیے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً مسجد سے متحد سمجھے جائیں گے، اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھے جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔

مسئلہ (۲): اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح گھر بہت بڑا ہو یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہو گی۔

مسئلہ (۳): اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس میں ناؤ (کشتی) وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام راہ گزر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہو گی البتہ بہت چھوٹی گول (نہر کی شاخ) اگر حائل ہو جس کی برابر تنگ راستہ نہیں ہوتا وہ مانع اقتدا نہیں۔

مسئلہ (۴): اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا راہ گزر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتدا درست نہ ہو گی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔

مسئلہ (۵): پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں، اس لیے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں، ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔

شرط (۵): مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر (غیر) نہ ہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغایر ہو گی تو اقتدا درست نہ ہو گی۔ مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کے ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لیے کہ امام کی نماز قوی ہے۔

مسئلہ (۶): مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہو گی کیوں کہ امام کی نماز ضعیف ہے۔

شرط (۶): امام کی نماز کا صحیح ہونا۔ اگر امام کی نماز فاسد ہو گی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی، خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا ختم ہونے کے بعد جیسے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درہم

سے زیادہ تھی اور نماز ختم ہونے کے بعد یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کا وضو نہ تھا اور نماز کے بعد یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا۔

مسئلہ (۷): امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے، تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کرلیں، خواہ آدمی کے ذریعے سے کی جائے یا خط کے ذریعے سے۔

شرط (۷): مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا۔ خواہ مقتدی امام کے برابر کھڑا ہو یا پیچھے، اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے، اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتدا درست ہو جائے گی۔

شرط (۸): مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع، قومے، سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا۔ خواہ امام کو دیکھ کر یا اس کی یا کسی مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر۔ اگر مقدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی (چیز) پردے یا دیوار وغیرہ کی طرح حائل ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدا درست ہے۔

مسئلہ (۸): اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کے اندر ہو اور مسافر کی سی نماز پڑھائے یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کرلینے کے امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا، اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہوگئی اور اگر تحقیق سے سہو کا ہونا معلوم ہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کچھ تحقیق نہیں کیا بلکہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ (۹): اگر امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا بلکہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا، اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کرلے اور نماز کے بعد امام کا حال معلوم کرلے تو اچھا ہے، اگر نہ معلوم

کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیوں کہ شہر یا گاؤں سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے اور اس کے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اس کو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے، لہٰذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں، اسی طرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھائے یا جنگل وغیرہ میں اور کسی کو اس کے متعلق مسافر ہونے کا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو نماز کے بعد تحقیق حال واجب نہیں اور فجر اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں کیوں کہ ان نمازوں میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جب کہ امام شہر یا گاؤں یا کسی جگہ چار رکعت کی نماز میں دو رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔

شرط (۹). مقتدی کو تمام ارکان میں سوائے قراءت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے، پہلی صورت کی مثال: امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال امام سے پہلے رکوع کرے، مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔

مسئلہ (۱۰): اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے، مثلاً: امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتداء امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو، مثلاً: مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور اس سے پہلے کہ امام رکوع کرے مقتدی کھڑا ہو جائے، ان دونوں صورتوں میں اقتدا درست نہ ہوگی۔

شرط (۱۰): مقتدی کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا۔

مثالیں:

(۱) قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے عاجز (بیٹھے ہوئے) کے پیچھے درست ہے، شرع میں معذور کا قعود بمنزلہ قیام کے ہے۔

(۲) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ تیمم وضو کا ہو یا غسل کا وضو اور غسل کرنے والے کی اقتدا درست ہے، اس لیے

کہ تیمّم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے، کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں۔

(۳) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ (مسح) موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتدا درست ہے، اس لیے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجے کی طہارت ہیں، کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔

(۴) معذور کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں، مثلاً: دونوں کو سلسل بول ہو[1] یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو۔

(۵) اُمّی کی اقتدا اُمّی کے پیچھے درست ہے، بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو۔

(۶) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔

(۷) عورت کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے۔[2]

(۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔

(۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے، مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہوجائے۔

(۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ حاصل یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا درست ہوجائے گی۔

اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے، خواہ یقیناً یا احتمالاً اور اقتدا درست نہیں۔

مثالیں:

(۱) بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت، نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

(۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ، عورت کے پیچھے درست نہیں۔

(۳) خنثی کی (اقتدا) خنثی کے پیچھے درست نہیں۔ خنثی اس کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ہونے کی علامات ایسی متعارض ہوں کہ نہ اس کا مرد ہونا تحقیق ہو، نہ عورت ہونا اور ایسی مخلوق شاذ و نادر ہوتی ہے۔

(۴) طاہر کی اقتدا معذور کے پیچھے، مثلاً: وہ شخص کہ جس کو سلسل بول وغیرہ کی شکایت ہو، درست نہیں۔

---

[1] مثانے کی بیماری جس میں پیشاب بار بار قطرہ قطرہ کرکے آتا ہے۔　[2] عورت کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

(۵) ایک عذر والے کی اقتدا دوعذر والے کے پیچھے درست نہیں، مثلاً: کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو خروج ریح اور سلسل بول دو بیماریاں ہوں۔

(۶) ایک طرح کے عذر والے کی اقتدا دوسری طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں، مثلاً سلسل بول والا ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو۔

(۷) قاری کی اقتدا اُمی کے پیچھے درست نہیں۔ قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور اُمی وہ جس کو اتنا بھی یاد نہ ہو۔

(۸) اُمی کی اقتدا اُمی کے پیچھے جب کہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں، کیوں کہ اس صورت میں اس امام امی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قراءت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے اور جب امام کی نماز فاسد ہوگئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جن میں وہ امی مقتدی بھی ہے۔

(۹) جس شخص کا جسم جس قدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو اس کی اقتدا برہنہ کے پیچھے درست نہیں۔

(۱۰) رکوع سجود کرنے والے کی اقتدا ان دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص صرف سجدے سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدا درست نہیں۔

(۱۱) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔

(۱۲) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں، مثلاً: سین (س) کو ثے (ث) یا رے (ر) کو غین (غ) پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر پوری قراءت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا صحیح ہو جائے گی۔

یہ دس (۱۰) شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کیں، اگر ان میں سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ جب کسی مقتدی کی اقتدا صحیح نہ ہوگی تو اس کی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے اقتدا کی حالت میں ادا کیا ہے۔

تمرین

سوال①: جماعت کے واجب ہونے کی کتنی شرطیں ہیں ذکر کریں؟
سوال②: جماعت چھوڑنے کے اعذار کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں بیان کریں؟
سوال③: جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں مختصراً ذکر کریں؟
سوال④: شرط ⑩ مقتدی کی حالت امام سے کم یا برابر ہونا، اس کی پانچ (۵) مثالیں بیان کریں۔
سوال⑤: جب مقتدی امام سے زیادہ ہو تو نماز کا کیا حکم ہے، اس کی چھ (۶) مثالیں بیان کریں۔

جماعت کے احکام

مسئلہ: جماعت جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے، یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح نہیں ہوتیں۔ پنج وقتی نمازوں میں واجب ہے بشرط یہ کہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنت موکدہ ہے، اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت سے ختم ہو چکا ہو اور اسی طرح نماز کسوف (سورج گرہن) کے لیے اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے اور سوائے رمضان کے اور کسی زمانے کے وتر میں مکروہ تنزیہی ہے، یعنی جب کہ پابندی کی جائے اور اگر پابندی نہ کی جائے بل کہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں اور نماز خسوف (چاند گرہن) میں اور تمام نوافل میں جب کہ نوافل اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے، یعنی اذان واقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے تو جماعت مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر بغیر اذان واقامت کے اور بغیر بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کوئی مضائقہ نہیں اور پھر بھی پابندی نہ کریں۔

دوسری جماعت کا حکم

اور اسی طرح ان چار شرطوں سے ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں مکروہ تحریمی ہے:

(۱) مسجد محلے کی ہو اور عام راہ گزر پر نہ ہو اور محلے کی مسجد کی تعریف یہ ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں۔

(۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان واقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔

(۳) پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔

(۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیئت بدل دینے پر بھی کراہت رہتی ہے۔

پس اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے بل کہ گھر میں ادا کی جائے تو مکروہ نہیں، اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے، مثلاً مسجد عام راہ گزر پر ہو، محلے کی نہ ہو جس کے معنی اوپر معلوم ہو چکے تو اس

میں دوسری بل کہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے، نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا بقول امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے دوسری جماعت اس ہیئت سے ادا نہ کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی اور امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے نزدیک جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

تنبیہ: ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے قول پر ہے لیکن امام صاحب (امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ) کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اس وقت دینی کاموں میں خصوصاً جماعت کے بارے میں جو سستی اور کاہلی ہو رہی ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ باوجود ہیئت تبدیل ہو جانے کے دوسری جماعت کرانے پر کراہت کا فتویٰ دیا جائے، ورنہ لوگ قصداً جماعت اُولیٰ کو ترک کریں گے اس خیال سے کہ ہم اپنی دوسری جماعت کرلیں گے۔

تمرین

سوال ①: جماعت کن نمازوں میں شرط ہے اور کن میں نہیں؟

سوال ②: دوسری جماعت مسجد میں کب مکروہ ہے؟

مقتدی اور امام کے متعلق ستائیس (۲۷) مسائل

امامت کے مستحق شخص:

مسئلہ (۱): مقتدیوں کو چاہیے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنائیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبہ رائے پر عمل کریں، یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنائیں۔ اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کو امام کر دیں گے جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہے تو ترکِ سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔

مسئلہ (۲): (۱) سب سے زیادہ استحقاقِ امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو، بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قراءت مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو (۲) پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی قراءت کے قواعد کے موافق (۳) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو (۴) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو (۵) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو (۶) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوب صورت ہو (۷) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ شریف ہو (۸) پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو (۹) پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو (۱۰) پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ (۱۱) پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے (۱۲) پھر وہ شخص جس نے حدثِ اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو، بعض کے نزدیک حدثِ اکبر سے تیمم کرنے والا مقدم ہے (۱۳) اور جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو، مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو اور قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔

مسئلہ (۳): اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لیے زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے۔ ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر ان ہی کو استحقاق ہوگا۔

مسئلہ (۴): جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں، ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو پھر مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۵): قاضی یعنی حاکم شرع یا بادشاہ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔

مندرجہ ذیل افراد کی امامت مکروہ ہے:

مسئلہ (۶): قوم کی رضامندی کے بغیر امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاقِ امامت رکھتا ہو، یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جائیں تو پھر اس کے اوپر کوئی کراہت نہیں بل کہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔

مسئلہ (۷): فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں، اسی طرح اگر بدعتی و فاسق زوردار ہوں کہ اُن کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنہ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔

مسئلہ (۸): گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا جو پاکی ناپاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔

شافعی المسلک امام کی اقتدا:

مسئلہ (۹): نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے، ہاں سُنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں۔ پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدیوں کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں، اس لیے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے، اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی المذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں، ہاں وتر میں البتہ چوں کہ قنوت پڑھنا واجب ہے، لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق رکوع کے بعد پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی رکوع کے بعد پڑھنا چاہیے۔

جماعت میں مقتدیوں کی رعایت:

مسئلہ (۱۰): امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بل کہ امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قراءت وغیرہ کرے بل کہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے، تاکہ لوگوں کو حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔

صف بندی کا طریقہ:

مسئلہ (۱۱): اگر ایک ہی مقتدی ہو اور مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے، اگر بائیں جانب امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۲): اور اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر امام کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں (اور امام آگے نہ ہو) تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے، اس لیے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۳): اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا اس کے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے پیچھے ہٹ آئے، تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں، اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہیے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیے کہ وہ آگے بڑھ جائے، تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں، اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہوں جیسا ہمارے زمانے میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے نماز ہی غارت ہو۔

مسئلہ (۱۴): اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔[1]

---

[1] جب کسی کی جماعت نکل جائے تو چاہیے کہ اپنے گھر میں بیوی بچوں وغیرہ کے ساتھ مل کر جماعت کرے۔

مسئلہ (۱۵): اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد، کچھ عورت، کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے اُن کی صفیں قائم کرے: پہلے مردوں کی صفیں، پھر نابالغ لڑکوں کی، پھر بالغ عورتوں کی، پھر نابالغ لڑکیوں کی۔

مسئلہ (۱۶): امام کو چاہیے کہ صفیں سیدھی کرے، یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے، سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے۔ صف میں ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہیے درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۷): تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بل کہ ایسی حالت میں چاہیے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کر لے لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کر لے گا یا بُرا مانے گا تو جانے دے۔

مسئلہ (۱۸): پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، ہاں جب صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔

نامحرم عورتوں کی امامت:

مسئلہ (۱۹): مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو، نہ کوئی محرم عورت جیسے اس کی بیوی یا ماں بہن وغیرہ، ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسائلِ سُترہ:

مسئلہ (۲۰): امام کو یا منفرد کو جب کہ وہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنی جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کر لے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک اُنگلی کے برابر موٹی ہو، ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نمازی کے سامنے سے گزر نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں اور امام کا سُترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے، سُترہ قائم ہو جانے کے بعد سُترے کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں، لیکن اگر سترے کے اندر سے کوئی شخص نکلے گا تو گناہ گار ہوگا۔

لاحق اور مسبوق کے مسائل:

مسئلہ (۲۱): ''لاحق'' وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں جماعت میں شریک ہونے کے بعد جاتی رہیں خواہ

عذر کی وجہ سے، مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت کی وجہ سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں جاتی رہیں[1] یا بے عذر جاتی رہیں، مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ کر لے اور اس وجہ سے اس کی رکعت کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔ پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی اُن رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہی ہیں۔ ان کے ادا کرنے کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

مسئلہ (۲۲): لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا، یعنی جیسے مقتدی قراءت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قراءت نہ کرے بل کہ سکوت کیے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی۔

مسئلہ (۲۳): مسبوق، یعنی جس کی ایک دو رکعت رہ گئی ہو اُس کو چاہیے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے، امام کی نماز ختم ہونے کے بعد کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔

مسئلہ (۲۴): مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قراءت کیساتھ ادا کرنا چاہیے اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ (۲۵): مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہیے کہ پہلے قراءت والی پھر بے قراءت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے اُن کے حساب سے قعدہ کرے، یعنی اُن رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلیٰ ہذا القیاس۔

مثال: ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا، اُس کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے: پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملا کر رکوع سجدہ کر کے پہلا قعدہ کرے، اس لیے کہ یہ رکعت اس میں ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے، اس لیے کہ یہ رکعت اس میں ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیوں کہ یہ رکعت قراءت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ قعدہ اخیرہ ہے۔

---

[1] نمازِ خوف میں پہلا گروہ لاحق ہے۔ اسی طرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے۔

مسئلہ (۲۶): اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی، مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور شرکت کے بعد پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو شرکت کے بعد گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسے وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے، یعنی قراءت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے، اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے، ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے، اس کے بعد اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

مثال: عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا، اس درمیان میں نماز ختم ہوگئی تو اس کو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو شریک ہونے کے بعد گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے، یعنی قرأت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے، اس لیے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے، اس لیے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے، اس لیے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے، اس لیے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قراءت بھی کرنا ہوگی، اس لیے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

امام کی پیروی:

مسئلہ (۲۷) مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کے تحریمے کے ساتھ کریں، رکوع بھی امام کے ساتھ، قومہ بھی اس کے قومے کے ساتھ، سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ۔ غرض یہ کہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدۂ اولیٰ میں امام مقتدی کے ''اَلتَّحِيَّات'' تمام کرنے سے پہلے کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ ''اَلتَّحِيَّات'' تمام کر کے کھڑے ہوں اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں اگر امام مقتدی کے ''اَلتَّحِيَّات'' تمام کرنے سے پہلے سلام پھیر دے تو مقتدی کو چاہیے کہ ''اَلتَّحِيَّات'' تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو[1] تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیے۔

[1] اور امام رکوع یا سجدہ سے اٹھ جائے۔

تمرین

سوال①: امامت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟
سوال②: وہ مسجد جس کا امام مقرر ہو یا کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو امامت کا مستحق کون شخص ہوگا؟
سوال③: کیا بدعتی اور فاسق کو امام بنانا جائز ہے؟
سوال④: گاؤں کے رہنے والے اور نابینا کو امام بنانا کیسا ہے؟
سوال⑤: امام کو نماز میں لمبی سورتیں پڑھنا چاہیے یا مختصر؟
سوال⑥: مقتدی اگر ایک ہو تو اس کو امام کے کس طرف کھڑا ہونا چاہیے؟
سوال⑦: سُترہ رکھنا فرض ہے یا واجب یا مستحب اور سُترہ کیسے اور کب رکھنا چاہیے؟
سوال⑧: مقتدی کو امام کی موافقت کن چیزوں میں واجب ہے؟
سوال⑨: لاحق اور مسبوق کس کو کہتے ہیں اور یہ اپنی گئی ہوئی رکعتیں کس طرح ادا کریں گے؟
سوال⑩: کیا کوئی شخص لاحق و مسبوق دونوں ہوسکتا ہے، مثال سے واضح کریں؟

جماعت میں شامل ہونے نہ ہونے کے گیارہ (۱۱) مسائل

مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت[1] جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔

مسئلہ (۲): اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر، عشا کا وقت ہو اور فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو، اس لیے کہ فجر، عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اور مغرب کے وقت اس لیے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔

مسئلہ (۳): اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسے فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر (توڑ) دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو، کیوں کہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر، عصر و عشا تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر ''التحیات'' وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشا میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔

---

[1] یعنی جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے۔

مسئلہ (۴): اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بل کہ اس کو چاہیے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت کی ہو۔

مسئلہ (۵): ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہا کے نزدیک راجح یہ ہے کہ چار رکعت پوری کر لے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ (۶) اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو، ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائے گی تو پڑھ لے، مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت فرض کی جاتی رہے گی تو پھر سنتیں مؤکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے، پھر ظہر اور جمعہ میں فرض کے بعد بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنت مؤکدہ اول پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھے مگر فجر کی سنتیں چوں کہ زیادہ مؤکدہ ہیں، لہٰذا ان کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو اور اگر ایک رکعت کے ملنے کی بھی امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے اور پھر اگر چاہے سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔

مسئلہ (۷) اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔

مسئلہ (۸) فرض ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علاحدہ ہو، اس لیے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علاحدہ مسجد کے کسی گوشے میں پڑھ لے۔[1]

مسئلہ (۹) اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

مسئلہ (۱۰) جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی، اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

---

[1] یا مسجد کی دیوار یا ستون کی آڑ میں پڑھے صف کے پیچھے بلا حائل پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ فإن لم يكن على باب المسجد موضع للصلوٰة يصلّيها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد، وأشدها كراهة أن يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة والذي يلي ذلك خلف الصفّ من غير حائلٍ ومثلهُ في النّهاية والمعراج (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة ۲/ ۵۱۱، مطبوعہ بیروت)

مسئلہ (۱۱): بعض ناواقف جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، اُن کی نماز نہیں ہوتی، اس لیے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کے لیے قیام شرط ہے، جب قیام نہ کیا وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

تمرین

سوال ①: کوئی شخص مسجد میں جماعت نہ پاسکے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

سوال ②: اگر کوئی شخص تنہا فرض نماز پڑھ چکا ہو اور وہی فرض نماز جماعت سے ہونے لگے تو شامل ہونے کا کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر کوئی شخص فرض نماز پڑھ رہا ہو اور وہی فرض نماز جماعت سے شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر نفل شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو سنت وغیرہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: اگر رکوع امام کے ساتھ پالیا تو رکعت پانے والا ہوگا یا نہیں اور جس نے تکبیر تحریمہ رکوع میں کہی ہو اس کا کیا حکم ہے؟

امام ومقتدی کی نیت کے چار (۴) مسائل

مسئلہ (۱) مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

مسئلہ (۲) امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے، امامت کی نیت کرنا شرط نہیں، ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز، جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہونے کے لیے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز، جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

مسئلہ (۳) مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمر بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں، ہاں اگر نام لے کر تعیین کرلے گا اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی، مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کی ''میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں'' حالاں کہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اس (مقتدی) کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۴) جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہیے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لیے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اُس کو یہ نیت کرلینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اس کی میں بھی پڑھتا ہوں۔ بعض علما کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کافی ہے، اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف یا خسوف مگر راجح یہ ہے کہ تخصیص کے ساتھ نیت کرے۔

باب مفسدات الصلوة

مفسداتِ نماز کا بیان

نماز توڑ دینے والی سولہ (۱۶) چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): قصداً یا بھولے سے نماز میں بول اٹھا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ (۲) نماز میں ''آہ'' یا ''اوہ'' یا ''اُف'' یا ''ہائے'' کہے یا زور سے روئے تو نماز ٹوٹ جاتی رہتی ہے، البتہ اگر جنت و دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز یا ''آہ'' یا ''اُف'' وغیرہ بھی نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۳): بغیر ضرورت کھنکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے نماز ٹوٹ جاتی ہے، البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھنکھارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔

مسئلہ (۴): نماز میں چھینک آئی اس پر ''الحمد للہ'' کہا تو نماز نہیں گئی لیکن نہ کہنا چاہیے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے نماز ہی میں اس کو ''یرحمك اللہ'' کہا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ (۵): قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ (۶): نماز میں اتنی مڑ گیا کہ سینہ قبلہ کی طرف سے مڑ گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۷): کسی کے سلام کا جواب دیا اور ''وعلیکم السلام'' کہا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ (۸) نماز میں کوئی چیز (باہر سے اٹھا کر) کھا یا پی لیا تو نماز ٹوٹ گئی، یہاں تک کہ اگر ایک تل یا دھنیا[1] اٹھا کر کھا لے تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر دھنیا وغیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اس کو نگل لیا تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہو گئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۹): منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوئی۔

مسئلہ (۱۰): کوئی میٹھی چیز کھائی، پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگا لیکن منہ میں اس کا ذائقہ کچھ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔

---

[1] چھالیہ کا ٹکڑا۔

مسئلہ (۱۱). نماز میں کوئی خوش خبری سنی اور اس پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہہ دیا یا کسی کی موت کی خبر سنی اس پر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ (۱۲) کوئی لڑکا وغیرہ گر پڑا اس کے گرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ (۱۳) نمازی کے سامنے سے اگر کوئی چلا جائے یا کتا، بلی، بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹی، لیکن سامنے سے جانے والے آدمی کو بڑا گناہ ہوگا۔ اس لیے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہیے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور پھرنے چلنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور اگر ایسی الگ جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑ لے جو کم سے کم ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگل موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کھڑا ہو اور اس کو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بلکہ داہنی یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے۔ اگر کوئی لکڑی نہ گاڑے تو اتنی ہی اونچی کوئی اور چیز سامنے رکھ لے جیسے مونڈھا[1] تو اب سامنے سے جانا درست ہے کچھ گناہ نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۴): کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھ قدم آگے بڑھ گیا یا پیچھے ہٹ آیا لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہوگئی لیکن اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جائے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۱۵) اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت (لفظ) اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللّٰہُ اَکْبَرُ کہا یا اَکْبَرُ کے الف کو بڑھا کر اللّٰہُ آکْبَرُ کہا تو نماز ٹوٹ جائے گی، اسی طرح اگر اَکْبَرْ کی بے (ب) کو بڑھا کر پڑھا اور اَللّٰہُ اَکْبَار کہا تو بھی نماز جاتی رہے گی۔

مسئلہ (۱۶): کسی خط یا کسی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گیا تو نماز نہیں ٹوٹی، البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز جاتی رہے گی۔

---

[1] سرکنڈوں اور مونج کی بنی ہوئی کرسی۔

تمرین

سوال ①: جن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ان کو اختصار کے ساتھ بیان کریں۔

سوال ②: اگر نماز کے دوران کسی کتاب یا خط پر نظر پڑی تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر نمازی کے سامنے سے کوئی گزر جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور نمازی کو اس سے بچنے کی کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے؟

سوال ④: کسی ضرورت سے قبلہ کی طرف آگے بڑھنے کی کون سی صورت میں نماز درست ہوگی؟

سوال ⑤: اگر جنت اور دوزخ کو یاد کرنے پر رونے سے آواز پیدا ہوئی تو کیا نماز ٹوٹ جائے گی؟

(۳۶) چیزیں جو نماز میں مکروہ اور منع ہیں، ان کا بیان

مکروہ کی تعریف:

مسئلہ(۱) مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہو جاتا ہے۔

کیا کیا چیزیں مکروہ ہیں؟

مسئلہ(۲) اپنے کپڑے یا بدن سے کھیلنا، کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے، البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹا دینا درست ہے۔

مسئلہ(۳) نماز میں انگلیاں چٹخانا اور کولہے پر ہاتھ رکھنا اور داہنے بائیں منہ موڑ کے دیکھنا، یہ سب مکروہ ہے۔ البتہ اگر کن انکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو ویسے مکروہ تو نہیں ہے لیکن بلا ضرورت شدیدہ ایسا کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔

مسئلہ(۴) نماز میں دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا چوزانو بیٹھنا یا کتے کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے، ہاں دکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھنے کا حکم ہے اُس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکے بیٹھے، اس وقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ(۵) سلام کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا۔

مسئلہ(۶) نماز میں ادھر اُدھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا سنبھالنا کہ مٹی سے نہ بھرنے پائے[1] مکروہ ہے۔

مسئلہ(۷) جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسا دے گا یا خیال بٹ جائے گا اور نماز میں بھول چوک ہو جائے گی ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ(۸) اگر کوئی آگے بیٹھا باتیں کر رہا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہو تو اس کے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، لیکن اگر بیٹھنے والے کو اس سے تکلیف نہ ہو اور وہ اس رک جانے سے گھبرائے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنے زور زور سے باتیں کرتا ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہے تو وہاں

---

[1] یعنی مٹی نہ لگے۔

نماز نہ پڑھنا چاہیے، مکروہ ہے اور کسی کے منہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۹) اگر نمازی کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۰) جس فرش پر تصویریں بنی ہوں اس پر نماز ہو جاتی ہے، لیکن تصویر پر سجدہ نہ کرے اور تصویردار جائے نماز رکھنا مکروہ ہے اور تصویر کا گھر میں رکھنا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۱۱) اگر تصویر سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں یا چھت گیری[1] میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف ہو یا دائیں طرف یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں، لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹ ہوا اور مٹا ہوا ہو تو ان کا کوئی حرج نہیں، ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف بھی ہو۔

مسئلہ (۱۲): تصویردار کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۳): درخت یا مکان وغیرہ کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو وہ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۴) نماز کے اندر آیتوں کا یا کسی اور چیز کا انگلیوں پر گننا مکروہ ہے، البتہ اگر انگلیوں کو دبا کر گنتی یاد رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ (۱۵): دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۶): کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے کوئی اور سورت کبھی نہ پڑھے، یہ بات مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۷): کندھے پر رومال ڈال کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۸): بہت برے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ (۱۹): پیسہ کوڑی وغیرہ کوئی چیز منہ میں لے کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف وغیرہ نہیں پڑھ سکتا تو نماز نہیں ہوئی، ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۲۰): جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲۱): جب بہت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھالے تب نماز پڑھے، کھانا کھائے بغیر نماز پڑھنا

[1] وہ کپڑا جو چھت کے نیچے مٹی وغیرہ سے بچنے کے لیے لگاتے ہیں۔

مکروہ ہے، البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ (۲۲): آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے، لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ (۲۳): بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے، جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آ گیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں لے کر مل ڈالے اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔

مسئلہ (۲۴): نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کے چھوڑ دے، نماز پڑھتے میں مارنا اچھا نہیں اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے بغیر کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲۵): فرض نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲۶): ابھی سورت پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلا گیا اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی۔

مسئلہ (۲۷): اگر سجدے کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسی کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کتنی اونچی ہے، اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو تو نماز درست نہیں ہے اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲۸): حالت نماز میں کپڑے کا خلافِ دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقے سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مثال: کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

مسئلہ (۲۹): برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، ہاں اگر تذلل[1] اور خشوع کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۳۰): اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عملِ کثیر کی ضرورت پڑے پھر نہ پہنے۔

---

[1] عاجزی کرنا، اپنے آپ کو حقیر سمجھنا۔

مسئلہ (۳۱): مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔
مسئلہ (۳۲): امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔
مسئلہ (۳۳): صرف امام کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر امام کے ساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں، اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اگر ایک ہاتھ سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔
مسئلہ (۳۴): سب مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً: جماعت زیدہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں یا بعض مقتدی امام کے برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ ہوں تب بھی جائز ہے۔
مسئلہ (۳۵): مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
مسئلہ (۳۶): مقتدی کو جب کہ امام قیام میں قراءت کررہا ہو کوئی دعاوغیرہ یا قرآن مجید کی قراءت کرنا خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

تمرین

سوال ①: مکروہ کسے کہتے ہیں؟
سوال ②: نماز کے دس مکروہات ذکر کریں۔
سوال ③: کوئی چیز منہ میں لے کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟
سوال ④: خلافِ دستور کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟
سوال ⑤: اگر نمازی کے سامنے کوئی آدمی بیٹھا ہو یا قرآن شریف یا تلوار یا کوئی تصویر لٹکی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑥: فرض نماز میں بلاضرورت کسی چیز سے سہارا لینا کیسا ہے؟
سوال ⑦: بلاضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا کیسا ہے، اگر ضرورت پڑے تو کیا کرے؟
سوال ⑧: اگر سجدے کی جگہ پیر سے اونچی ہو تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑨: کیا دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا شرعاً درست ہے؟

جن گیارہ (۱۱) وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے، ان کا بیان

مسئلہ (۱) نماز پڑھتے میں ریل چل پڑے اور اس پر اپنا سامان رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست ہے۔

مسئلہ (۲): سامنے سانپ آ گیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۳). رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آ گئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۴). نماز میں کسی نے جوتی اٹھائی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گا تو وہ لے کر بھاگ جائے گا تو اس کے لیے نیت توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۵). اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر پڑھے۔

مسئلہ (۶) کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے تو اس کے بچانے کے لیے نماز توڑ دینا فرض ہے، اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ (۷): کسی بچے وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اس کے لیے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔

مسئلہ (۸) ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے جیسے کسی کا باپ ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے میں یا جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اٹھا لے، لیکن اگر اور کوئی اٹھانے والا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔

مسئلہ (۹) اور اگر ابھی گرا نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔

مسئلہ (۱۰). اور اگر کسی ایسی ضرورت کے لیے نہیں پکارا، یوں ہی پکارا ہے تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۱). اور اگر نفل یا سنت پڑھتا ہو اس وقت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پکاریں لیکن یہ اُن کو معلوم نہیں ہے کہ فلاں نماز پڑھ رہا ہے تو ایسے وقت بھی نماز کو توڑ کر اُن کی بات کا جواب دینا واجب ہے، چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور یا بے ضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے، اگر نماز توڑ کے نہ بولے گا تو گناہ ہوگا اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتا ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے، لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

تمرین

سوال ①: جن وجہوں سے نماز کا توڑنا درست ہے وہ مختصراً بیان کریں۔

سوال ②: اگر سنت ونفل نماز پڑھ رہا ہو اور والدین میں سے کوئی پکارے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر نماز پڑھتے میں ریل چل پڑے تو کیا نماز توڑ کے ریل میں بیٹھ جانا درست ہے؟

سوال ④: اگر سامنے سانپ آ گیا تو اس کے ڈر سے کیا نماز توڑ دینا درست ہے؟

سوال ⑤: نماز میں کسی نے جوتی اٹھائی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گا تو وہ لے کر بھاگ جائے گا تو اس کے لیے نماز توڑ دینا درست ہے؟

سوال ⑥: اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دینا چاہیے یا نہیں؟
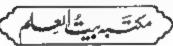
باب الوتر والنوافل

نمازِ وتر کا بیان[1]

مسئلہ (۱): وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض کے ہے، چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے، اگر کبھی چھوٹ جائے تو جب موقع ملے فوراً اس کی قضا پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ (۲): وتر کی تین رکعتیں ہیں، دو رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور ''اَلتَّحِيَّات'' پڑھے اور درود بالکل نہ پڑھے، بل کہ ''اَلتَّحِيَّات'' پڑھ چکنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہو اور ''اَلْحَمْدُ'' اور سورت پڑھ کر ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہے اور کان کی لو تک ہاتھ اٹھائے اور پھر ہاتھ باندھ لے پھر دعائے قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کے ''اَلتَّحِيَّات'' اور درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیر لے۔

مسئلہ (۳): دعائے قنوت یہ ہے:

''اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ.''

مسئلہ (۴): وتر کی تینوں رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' کے ساتھ سورت ملانا چاہیے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا۔

مسئلہ (۵): اگر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور جب رکوع میں پہنچے تب یاد آیا تو اب دعائے قنوت نہ پڑھے بل کہ نماز کے ختم پر سجدہ سہو کر لے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور دعائے قنوت پڑھ لے تب بھی نماز ہوگئی، لیکن ایسا نہ کرنا چاہیے تھا اور سجدہ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ (۶): اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، تیسری رکعت میں پھر پڑھنی چاہیے اور سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

مسئلہ (۷): جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ پڑھ لیا کرے:

[1] اس باب میں سات (۷) مسائل مذکور ہیں۔

"ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار"

یا تین دفعہ یہ کہہ لے۔

"اللّٰھم اغفرلی" یا تین دفعہ "یا رب یا رب یا رب" کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔[1]

تمرین

سوال ①: نمازِ وتر پڑھنے کا طریقہ کیا ہے اور نمازِ وتر کا کیا حکم ہے؟

سوال ②: اگر وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع کر لیا تو اب کیا کرے؟

سوال ③: اگر بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

---

[1] لیکن دعائے قنوت یاد کرنے کی مسلسل کوشش کرتا رہے۔

سنت اور نفل نمازوں کا بیان[1]

سنت نمازوں کی تفصیل:

مسئلہ (۱): فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے، حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے، کبھی اس کو نہ چھوڑے اگر کسی دن دیر ہوگئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہوگیا تو مجبوری سے وقت دو رکعت فرض پڑھ لے، لیکن جب سورج نکل آئے اور اونچا ہو جائے تو سنت کی دو رکعت قضا پڑھ لے۔

مسئلہ (۲): ظہر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے، پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت، ظہر کے وقت کی یہ چھ رکعتیں بھی ضروری ہیں، ان کے پڑھنے کی بہت تاکید ہے، بے وجہ چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ (۳): عصر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے، پھر چار رکعت فرض پڑھے، لیکن عصر کے وقت کی سنتوں کی تاکید نہیں ہے، اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ (۴): مغرب کے وقت پہلے تین رکعت فرض پڑھے اور پھر دو رکعت سنت پڑھے، یہ سنتیں بھی ضروری ہیں، نہ پڑھنے سے گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۵): عشا کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے، پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت پڑھے، پھر اگر جی چاہے دو رکعت نفل بھی پڑھ لے، اس حساب سے عشا کی چھ رکعت سنت ہوئیں اور اگر کوئی اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پڑھے، پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر وتر پڑھے۔ عشا کے بعد یہ دو رکعتیں پڑھنی ضروری ہیں، نہ پڑھے گا تو گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۶): رمضان کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے، اس کی بھی تاکید آئی ہے، اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔[2] عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ عشا کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھے، چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے، چاہے چار چار رکعت کی، مگر دو دو رکعت پڑھنا اولیٰ ہے، جب بیسوں رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] عورتوں کے لیے بھی یہ نماز سنت ہے۔

فائدہ: جن سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے یہ ''سنت مؤکدہ'' کہلاتی ہیں اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ (۱۲) ہیں:
دو فجر کی، چار ظہر کی پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشا کے بعد اور رمضان میں تراویح اور بعض عالموں نے تہجد کو بھی مؤکدہ میں گنا ہے۔

نوافل کا بیان:

مسئلہ (۷): اتنی نمازیں تو شریعت کی طرف سے مقرر ہیں، اگر اس سے زیادہ پڑھنے کو کسی کا جی چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اور جس وقت جی چاہے پڑھے۔ فقط اتنا خیال رکھے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے، فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گا اس کو ''نفل'' کہتے ہیں، جتنی زیادہ نفلیں پڑھے گا اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا اس کی کوئی حد نہیں ہے، بعض اللہ کے بندے ایسے ہوئے ہیں کہ ساری رات نفلیں پڑھا کرتے تھے اور بالکل نہیں سوتے تھے۔

مسئلہ (۸). بعض نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے، اس لیے اور نفلوں سے ان کا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے، وہ یہ ہیں: ① تحیۃ الوضو ② اشراق ③ چاشت ④ اوابین ⑤ تہجد ⑥ صلاۃ التسبیح۔

تحیۃ الوضو:

مسئلہ (۹): ''تَحِیَّۃُ الْوُضُوْء'' اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھے، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن جس وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔

اشراق کی نماز:

مسئلہ (۱۰): اشراق کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جائے نماز[1] پر سے نہ اُٹھے، اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا اور کوئی وظیفہ پڑھتا رہے اور اللہ کی یاد میں لگا رہے، دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے، نہ دنیا کا کوئی کام کرے، جب سورج نکل آئے اور اونچا ہو جائے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گیا پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد

[1] یعنی جہاں نماز ادا کی۔

اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

چاشت کی نماز:

مسئلہ (۱۱): پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے، تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے، یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھ لے، اس کو ''چاشت'' کہتے ہیں، اس کا بھی بہت ثواب ہے۔

اَوّابین کی نماز:

مسئلہ (۱۲): مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے، اس کو ''اَوّابین'' کہتے ہیں۔

تہجد کی نماز:

مسئلہ (۱۳): آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ہی ثواب ہے اسی کو ''تہجد'' کہتے ہیں، یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا ہے، تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی، اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشا کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا، اس کے سوا بھی رات دن میں جتنی چاہے نفلیں پڑھے۔

صلاۃ التسبیح:

مسئلہ (۱۴): صلاۃ التسبیح کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے، اس کے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے، حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا: ''اس کے پڑھنے سے آپ کے سب گناہ اگلے، پچھلے، نئے، پرانے، چھوٹے، بڑے سب معاف ہو جائیں گے'' اور فرمایا تھا: ''اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کریں اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتے میں ایک دفعہ پڑھ لیں، اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں پڑھ لیا کریں، ہر مہینے میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لیں۔''

صلاۃ التسبیح کیسے پڑھیں:

اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَلْحَمْدُ اور سورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ پڑھے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر" پھر رکوع میں جائے اور "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم" کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے، پھر رکوع سے اٹھے اور "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد" کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے، پھر سجدے میں جائے اور "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے، پھر سجدے سے اٹھ کے دس دفعہ پڑھے، اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس دفعہ پڑھے، پھر سجدے سے اٹھ کے بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں "التَّحِيَّات" کے لیے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھ لے تب "التَّحِيَّات" پڑھے، اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔

مسئلہ (۱۵) ان چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے کوئی سورت مقرر نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۶) اگر کسی رکن میں تسبیحات بھول کر کم پڑھی گئیں یا بالکل ہی چھوٹ گئیں تو اگلے رکن میں ان بھولی ہوئی تسبیحات کو بھی پڑھ لے، مثلاً رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول گیا اور سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ میں یہ بھولی ہوئی دس بھی پڑھے اور سجدے کی دس بھی پڑھے۔ گویا ایسی صورت میں سجدے میں بیس (۲۰) تسبیحیں پڑھے۔ بس یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک رکعت میں پچھتر (۷۵) مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اور چاروں رکعتوں میں تین سو (۳۰۰) مرتبہ، سو اگر چاروں رکعتوں میں تین سو کا عدد پورا ہو گیا تو ان شاء اللہ صلاۃ التسبیح کا ثواب ملے گا اور اگر چاروں رکعتوں میں بھی تین سو کا عدد پورا نہ ہو سکا تو پھر یہ نماز نفل ہو جائے گی صلاۃ التسبیح نہ رہے گی۔

مسئلہ (۱۷) اگر صلاۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو گیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں اور ان کے بعد کے قعدے میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں گی۔

مسئلہ (۱۸): تسبیحات کے بھول کر چھوٹ جانے یا کم ہو جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

تمرین

سوال ①: سنت مؤکدہ نمازیں کتنی ہیں اور کس کس وقت پڑھنے کی ہیں؟
سوال ②: سنت غیر مؤکدہ نمازیں کون سی ہیں؟
سوال ③: کیا سنتوں کی قضا بھی ہوسکتی ہے؟
سوال ④: تحیۃ الوضو، اشراق، چاشت اور تہجد کی نمازیں سنت ہیں یا نفل اور کس وقت ادا کی جاتی ہیں؟
سوال ⑤: صلاۃ التسبیح کا طریقہ کیا ہے؟
سوال ⑥: اگر صلوۃ التسبیح کے کسی رکن میں تسبیحات بھول گیا تو ان کے دوبارہ پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ⑦: اگر صلاۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو جائے تو کیا دونوں سجدوں اور قعدے میں تسبیحات کو پڑھنا ہوگا؟

فصل [1]

نفل نمازوں کے احکام:

مسئلہ (۱) دن کو نفلیں پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ ہے اور رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعت کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲) اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی بھی چاہے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے، اس وقت اختیار ہے، ''اَلتَّحِیَّات'' کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے، پھر بغیر سلام پھیرے اٹھ کھڑا ہو، پھر تیسری رکعت پر ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' پڑھ کے ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وبِسْمِ اللّٰه'' کہہ کے ''اَلْحَمْدُ'' شروع کرے اور چاہے صرف ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو اور تیسری رکعت پر ''بِسْمِ اللّٰه'' اور ''اَلْحَمْدُ'' سے شروع کرے، پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی ہے اور آٹھوں رکعتیں ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو اس طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں، چاہے اَلتَّحِیَّات درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑا ہو جائے اور پھر ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' پڑھے اور چاہے ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کر کھڑا ہو کر بِسْمِ اللّٰه اور اَلْحَمْدُ سے شروع کر دے اور اس طرح چھٹی رکعت پر بیٹھ کر بھی چاہے ''اَلتَّحِیَّات''، درود، دعا، سب کچھ پڑھ کے کھڑا ہو پھر ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' پڑھے اور چاہے فقط ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کے کھڑا ہو کر ''بِسْمِ اللّٰه'' اور ''اَلْحَمْدُ'' سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کے سلام پھیرے اور اس طرح ہر دو دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔

مسئلہ (۳) سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے، اگر قصداً سورت نہ ملائے گا تو گناہ گار ہوگا اور اگر بھول گیا تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور سجدہ سہو کا بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ (۴) نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کو پورا کرنا واجب ہو گیا، اگر توڑ دے گا تو گناہ گار ہوگا

[1] اس فصل میں گیارہ (۱۱) مسائل مذکور ہیں۔

اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنا پڑے گی، لیکن نفل کی ہر دو دو رکعت الگ ہیں۔ اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہوا، چاروں رکعتیں واجب نہیں ہوئیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ (۵): اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔

مسئلہ (۶): اور اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکا، تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر اس نے ''اَلتَّحِیَّات'' وغیرہ پڑھی ہے تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا اور ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے بغیر بھولے سے کھڑا ہو گیا یا قصداً کھڑا ہو گیا تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔

مسئلہ (۷): ظہر کی چار رکعت سنت کی نیت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعتیں پھر سے پڑھے، چاہے دو رکعت پر بیٹھ کے ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ (۸): نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے، لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے، اس لیے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے، اس میں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آ گئیں، البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملے گا اور فرض نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ (۹): اگر نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا، پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑا ہو گیا یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۰): نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی، پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گیا تو یہ درست ہے۔

مسئلہ (۱۱): نفل نماز کھڑے کھڑے پڑھی، لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گیا تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اس کے سہارے سے کھڑا ہونا بھی درست ہے، مکروہ نہیں۔

تمرین

سوال ①: نفل نماز میں ایک ہی نیت سے دن میں زیادہ سے زیادہ کتنی رکعتیں پڑھ سکتا ہے اور رات میں کتنی پڑھ سکتا ہے؟

سوال ②: اگر کسی نے چار یا چھ رکعت نفل کی نیت باندھی یا ظہر کی چار رکعت سنت کی نیت باندھی اور پہلی رکعت میں نماز توڑ دی تو کتنی رکعتیں دوبارہ پڑھنی پڑیں گی؟

سوال ③: اگر بیٹھ کر نفل پڑھنا شروع کیا اور پھر بیٹھے بیٹھے کھڑا ہو گیا یا کھڑے ہو کر پڑھ رہا تھا پھر بیٹھ کر پڑھنے لگا تو کیا یہ درست ہے؟

سوال ④: نفل نماز میں کتنی رکعتوں پر سلام پھیرنے کا اختیار ہے، نیز دو سے زائد نفل نماز پڑھنے کا طریقہ بھی لکھیں؟

سوال ⑤: سنت اور نفل کی کتنی رکعتوں میں سورت فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے؟

سوال ⑥: کیا نفل نماز کی نیت کر کے توڑ دینے میں گناہ ہے اور کیا قضا کرنی پڑے گی؟

سوال ⑦: اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ کر نماز توڑ دی تو کیا حکم ہے؟

تحیۃ المسجد[1]

مسئلہ (۱): یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔

مسئلہ (۲) اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے، اس لیے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے پس غیر اللہ کی تعظیم کسی طرح مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے، بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ (۳) اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے۔ اس نماز (تحیۃ المسجد) کی نیت یہ ہے:

"نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ" یا اردو میں اس طرح کہہ لے خواہ دل ہی میں سمجھ لے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

مسئلہ (۴): دو رکعت کی کوئی تخصیص نہیں، اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں، اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا، اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی تھی۔

مسئلہ (۵): اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کوئی حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ (۶) اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے، خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں۔

[1] اس عنوان کے تحت چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔

استخارے کی نماز کا بیان[1]

مسئلہ (۱). جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح (مشورہ) لے لے، اس صلاح لینے کو ''استخارہ'' کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے ''اللہ تبارک وتعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے، کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بغیر استخارہ کیے نہ کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کیے پر پشیمان نہ ہوگا۔

استخارے کا طریقہ:

مسئلہ (۲): استخارے کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے، اس کے بعد خوب دل لگا کے یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ ھٰذَا الْأَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ ھٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ و عَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ.''

اور جب ''ھٰذَا الْأَمْرَ'' پر پہنچے جس لفظ پر لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرلے جس کے لیے استخارہ کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد پاک وصاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے، جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اُسی کو کرنا چاہیے۔

مسئلہ (۳): اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے، اسی طرح سات (۷) دن تک کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چار (۴) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۴): اگر حج کے لیے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بل کہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں کہ نہ جاؤں۔

نمازِ توبہ کا بیان

مسئلہ: اگر کوئی بات خلافِ شرع ہو جائے تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر اس سے توبہ کرے اور اپنے کیے پر پچھتائے اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرائے اور آئندہ کے لیے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کروں گا، اس سے بفضلِ خدا وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

نوافلِ سفر

مسئلہ: جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے، اس کے بعد اپنے گھر جائے۔

حدیث: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔''

حدیث: نبی کریم ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔

مسئلہ: مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز پڑھ لے۔

نمازِ قتل

مسئلہ: جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تاکہ یہی نماز و استغفار اس کا آخری عمل رہے۔

حدیث: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے

لیے کہیں بھیجا تھا، اثنائے راہ میں کفارِ مکہ نے انہیں گرفتار کیا۔ سوائے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا، جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی، اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہوگئی۔

تمرین

سوال ①: ''تحیۃ المسجد'' کون سی نماز ہے؟ اور کب پڑھی جاتی ہے؟
سوال ②: اگر بار بار مسجد میں جانے کا اتفاق ہو تو کیا ''تحیۃ المسجد'' بار بار پڑھی جائے گی؟
سوال ③: ''استخارہ'' کسے کہتے ہیں اور اس کا طریقہ کیا ہے؟
سوال ④: نمازِ توبہ اور نمازِ قتل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
سوال ⑤: نوافلِ سفر کس وقت پڑھنے چاہییں؟ حدیث شریف میں اس کے متعلق کیا وارد ہوا ہے؟

فصل فی التراویح

تراویح کا بیان[1]

مسئلہ (۱): تراویح کے بعد وتر پڑھنا بہتر ہے، اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۲): نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے، ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے، اس بیٹھنے میں اختیار ہے، چاہے تنہا نوافل پڑھے، چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے، چاہے چپ بیٹھا رہے۔

مسئلہ (۳): اگر کوئی شخص عشا کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور پڑھ چکنے کے بعد معلوم ہو کہ عشا کی نماز میں کوئی بات ایسی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشا کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشا کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ (۴): اگر عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے، اس لیے کہ تراویح عشا کے تابع ہے، ہاں جو لوگ جماعت سے عشا کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں، ان کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہو جائے گا جس نے عشا کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے، اس لیے کہ وہ اُن لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔

مسئلہ (۵): اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پر پہنچے کہ عشا کی نماز ہو چکی ہو تو اُسے چاہیے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو اور اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔

مسئلہ (۶): مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، لوگوں کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیے، ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا اُن کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے اسی قدر پڑھا جائے۔ ”اَلَمْ تَرَ کَیْفَ“ سے اخیر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں، ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس

---

[1] اس عنوان کے تحت گیارہ (۱۱) مسائل مذکور ہیں۔

رکعتیں ہو جائیں تو انھیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔

مسئلہ(۷): ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے، تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

مسئلہ(۸): ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ اُن کو گراں نہ گزرے، اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ(۹): تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے، اس لیے کہ ''بِسْمِ اللّٰہ'' بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے، اگرچہ کسی سورت کا جز نہیں، پس اگر ''بِسْمِ اللّٰہ'' بالکل نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

مسئلہ(۱۰): تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سُنت ہے، اگرچہ قرآن مجید مہینہ تمام ہونے سے پہلے ختم ہو جائے، مثلاً: پندرہ روز میں پورا قرآن شریف پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ(۱۱): صحیح یہ ہے کہ ''قُلْ ھُوَ اللّٰہ'' کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔

تمرین

سوال①: نمازِ تراویح فرض ہے یا واجب یا سنت؟

سوال②: جس نے نمازِ عشا جماعت سے نہ پڑھی ہو تو وہ نمازِ تراویح جماعت سے کیسے پڑھے گا؟

سوال③: وتر تراویح سے پہلے پڑھنے چاہییں یا بعد میں؟

سوال④: تراویح پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ عشا کی نماز میں کوئی غلطی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے نماز نہیں ہوئی تو اس صورت میں تراویح کا کیا حکم ہے؟

سوال⑤: اگر عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح کو جماعت سے پڑھیں گے یا بغیر جماعت کے؟

سوال⑥: کیا تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کرنا ضروری ہے؟

باب صلوٰۃ الکسوف والخسوف

نمازِ کسوف وخسوف

مسئلہ (۱): کسوف (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔
مسئلہ (۲): نمازِ کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امام مسجد اپنی مسجد میں نمازِ کسوف پڑھا سکتا ہے۔
مسئلہ (۳): نمازِ کسوف کے لیے اذان یا اقامت نہیں بلکہ لوگوں کو جمع کرنا مقصود ہو تو ''الصَّلاۃُ جامِعۃٌ'' پکار دیا جائے۔
مسئلہ (۴): نمازِ کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے اور قراءت آہستہ پڑھے۔
مسئلہ (۵): نماز کے بعد امام کو چاہیے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک کہ گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہیے، ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آ جائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے۔
مسئلہ (۶): خسوف (چاند گرہن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے، مگر اس میں جماعت مسنون نہیں، سب لوگ تنہا علاحدہ علاحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔

دیگر مسنون نمازیں

مسئلہ (۱): اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے، مثلاً: سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے، ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔
مسئلہ (۲): جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں اُن کے علاوہ بھی جس قدر کثرتِ نوافل کی جائے باعث ثواب وترقی درجات ہے، خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی

ترغیب نبی ﷺ نے فرمائی ہے، مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور ان میں عبادت کا بہت احادیث میں وارد ہوا ہے، ہم نے اختصار کے خیال سے اُن کی تفصیل نہیں کی۔

استسقاء کی نماز کا بیان

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اُس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے، استسقاء کے لیے دعا کرنا اس طریقے سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پاپیادہ خشوع عاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کی طرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہلِ حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہم راہ کسی کافر کو نہ لے جائیں، پھر دو رکعت بلا اذان اور اقامت کے جماعت سے پڑھیں۔

اور امام جہر سے قراءت پڑھے، پھر دو خطبے پڑھے جس طرح عید کے روز کیا جاتا ہے، پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں، تین روز متواتر ایسا ہی کریں، تین روز کے بعد نہیں، کیوں کہ اس سے زیادہ ثابت نہیں اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھ کر بارش ہو جائے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور تینوں دنوں میں روزہ بھی رکھیں تو مستحب ہے اور جانے سے پہلے صدقہ خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ، جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اُترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں، استقبالِ قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں، ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں۔

اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں، اس وقت نماز نہ پڑھیں، اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگر چہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں اُن

لو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے۔

نمازِ خوف کا طریقہ:

اس قاعدے سے نماز پڑھیں، یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیے جائیں۔ ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے۔ اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر، عصر، مغرب عشا جب کہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں، پس امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگے تب یہ حصہ چلا جائے۔

اگر یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر، عصر، عشا کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے، امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے، پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ بغیر سلام پھیرے ہوئے دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آ کر اپنی بقیہ نماز بے قراءت کے تمام کر لیں اور سلام پھیر دیں، اس لیے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں، دوسرا حصہ یہاں آ کر اپنی نماز قراءت کے ساتھ تمام کر لے اور سلام پھیر دے اس لیے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔

مسئلہ (۱): حالتِ نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے لیے آتے وقت پیادہ چلنا چاہیے، اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔

مسئلہ (۲): دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آ کر اپنی نماز تمام کرنا، اُس کے بعد دوسرے حصے کا یہیں آ کر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے، ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کر لے تب دشمن کے مقابلے میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔

مسئلہ (۳): یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اُس وقت کے لیے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں، مثلاً: کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں، ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کیساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلے میں چلا جائے، پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر

پوری نماز پڑھ لے۔

مسئلہ (۴): اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی اس کے بعد یہ خیال غلط نکلا تو امام کی نماز تو صحیح ہوگئی مگر مقتدیوں کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے، اس لیے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے لیے خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے، بغیر ضرورتِ شدیدہ اس قدر عملِ کثیر مفسدِ نماز ہے۔

مسئلہ (۵): اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقے سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، مثلاً: باغی لوگ بادشاہِ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لیے اس قدر عملِ کثیر معاف نہ ہوگا۔

مسئلہ (۶): نمازِ جہتِ قبلہ کی مخالف سمت میں شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۷): اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آ جائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا جائز ہے اور اس وقت استقبالِ قبلہ شرط نہ رہے گا۔

مسئلہ (۸): اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

تمرین

سوال ①: نمازِ کسوف ونمازِ خسوف کسے کہتے ہیں اور ان کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ②: نمازِ استسقاء کسے کہتے ہیں اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ③: خوف کی نماز کسے کہتے ہیں اور کیسے ادا کی جاتی ہے؟

سوال ④: خوف اور مصیبت کے وقت جو دیگر مسنون نمازیں ہیں، ان کے نام بتائیں۔

باب القضاء والفوائت

قضانمازوں کے پڑھنے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آئے فوراً اس کی قضا پڑھے، بلاکسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے سو جس کی کوئی نماز قضا ہوئی اور اس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ڈال دی کہ فلانے دن پڑھ لوں گا اور اس دن سے پہلے ہی اچانک مرگیا تو دوہرا گناہ ہوا، ایک تو نماز کے قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔

مسئلہ (۲): اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہوگئیں تو جہاں تک ہوسکے جلدی سے سب کی قضا پڑھ لے، ہوسکے تو ہمت کر کے ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے۔ یہ ضروری نہیں کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت پڑھے اور عصر کی قضا عصر کے وقت اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو ان کی قضا میں بھی جہاں تک ہوسکے جلدی کرے، ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے، اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی، یہ بہت کم درجے کی بات ہے۔

مسئلہ (۳): جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی اس سے پہلے کوئی نماز اس کی قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنی باقی ہے تو پہلے اس کی قضا پڑھ لے تب کوئی ادا نماز پڑھے، اگر بغیر قضا نماز پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی، قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے، ہاں اگر قضا پڑھنی یاد نہیں رہی بالکل بھول گیا تو ادا درست ہوگئی، اب جب یاد آئے تو فقط قضا پڑھ لے، ادا کو نہ دُہرائے۔

مسئلہ (۴): قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے، البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ (۵): اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گا تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے تب قضا پڑھے۔

---

[1] اس باب میں اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۶) اگر دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہوگئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمے کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے، یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوا ہے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا قضا تو ہوگئی لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے، پھر اس کے بعد والی، پھر اس کے بعد والی۔ اسی طرح ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا، یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشا اسی ترتیب سے قضا پڑھے۔ اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بل کہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ (۷) اگر کسی کی چھ نمازیں قضا ہوگئیں تو اب بغیر ان کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھنی جائز ہے اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بل کہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے، سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۸) دو چار مہینے یا دو چار برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہوگئی تھیں اور اب تک اُن کی قضا نہیں پڑھی، لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتا رہا کبھی قضا نہیں ہونے پائی، مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنی درست ہے اور ترتیب واجب نہیں۔

مسئلہ (۹) کسی کے ذمے چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں، اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنی اس پر واجب نہیں تھیں، لیکن اس نے ایک ایک، دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی، اب کسی نماز کی قضا پڑھنی باقی نہیں رہی تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب سے پڑھنا پڑیں گی اور بغیر ان پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنی درست نہیں، البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جائیں تو پھر ترتیب معاف ہو جائے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بھی ادا پڑھنی درست ہوگی۔

مسئلہ (۱۰) کسی کی بہت سی نمازیں قضا ہوئی تھیں، اس نے تھوڑی تھوڑی کر کے سب کی قضا پڑھ لی، اب فقط چار پانچ نمازیں رہ گئیں تو اب ان چار پانچ نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے بل کہ اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے اور بغیر ان باقی نمازوں کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا پڑھ لینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر وتر کی نماز قضا ہوگئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمے قضا نہیں تو بغیر وتر کے قضا پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھنی درست نہیں ہے۔ اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بل کہ فجر کی نماز پڑھ لے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ (۱۲): فقط عشا کی نماز پڑھ کے سوگیا، پھر تہجد کے وقت اٹھ اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی، پھر صبح کو یاد آیا کہ عشا کی نماز بھولے سے بغیر وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشا کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ (۱۳): قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا نہیں ہے، البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔

مسئلہ (۱۴): اگر فجر کا وقت تنگ ہوگیا اس لیے فقط دو رکعت فرض پڑھ لیے سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھے۔

مسئلہ (۱۵): اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے، نہیں تو گناہ ہوگا اور نماز کے فدیہ کا بیان روزے کے فدیہ کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ صفحہ نمبر ۳۲۵ پر آئے گا۔

مسئلہ (۱۶): کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنی واجب ہے، توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں، البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہوگیا، اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گناہ گار ہوگا۔

نماز قضا ہو جانے کے مسائل

مسئلہ (۱۷): اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہوگئی ہو تو ان کو چاہیے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں، اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قراءت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

مسئلہ (۱۸): اگر کوئی نابالغ لڑکا عشا کی نماز پڑھ کر سوئے اور طلوعِ فجر کے بعد بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہوگیا ہے تو راجح قول کے مطابق اس کو چاہیے کہ عشا کی نماز کا پھر اعادہ کرے اور اگر طلوع

فجر سے قبل بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشا کی نماز قضا پڑھے۔

تمرین

سوال ①: قضا نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے اور کس وقت پڑھنی چاہیے؟

سوال ②: اگر عمر بھر کسی کے ذمے قضا نماز نہیں پھر دو تین نمازیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا کا کیا طریقہ ہوگا؟

سوال ③: قضا نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا کن وجوہات کی بنا پر ساقط ہو جاتا ہے؟

سوال ④: جس کی قضا نمازوں کی ترتیب ایک مرتبہ ساقط ہوگئی تھی تو اب وہ دوبارہ کس طرح لوٹے گی؟

سوال ⑤: جس کے ذمے کوئی نماز قضا نہ ہو پھر وتر قضا ہو جائے تو کیا اس کے قضا کیے بغیر فجر کی نماز درست ہے؟

سوال ⑥: کن کن نمازوں کی قضا پڑھی جاتی ہے؟

سوال ⑦: کسی کے ذمے قضا نمازیں تھیں اور ان کو ابھی تک قضا نہیں کیا کہ موت کا وقت آ گیا تو ایسے شخص کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال ⑧: کیا توبہ کرنے سے نماز معاف ہو جاتی ہے؟

سوال ⑨: قضا نماز کو جماعت سے ادا کیا جا سکتا ہے؟

سوال ⑩: کسی کے ذمے بہت سی قضا نمازیں تھیں پھر وہ کم ہو کر چار رہ گئیں اور پھر ایک نماز چھوٹ گئی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: عشا کی نماز اگر بے وضو بھولے سے پڑھی اور پھر وتر تہجد کے وقت باوضو پڑھی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑫: فجر کی نماز چھوٹ جائے تو قضا کا کیا حکم ہے، کیا سنتیں بھی ساتھ پڑھنی ہوں گی؟

باب سجود السهو

سجدہ سہو کا بیان[۱]

سجدہ سہو واجب ہو جانے کا ضابطہ:

مسئلہ (۱): نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں اس میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے، اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔
مسئلہ (۲): اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی پھر سے پڑھے۔

سجدہ سہو کا طریقہ:

مسئلہ (۳): سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کے ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے، پھر بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔

سجدہ سہو کے مسائل:

مسئلہ (۴): کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔
مسئلہ (۵): اگر بھولے سے دو رکوع کر لیے یا تین سجدے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

قراءت سے متعلق مسائل:

مسئلہ (۶): نماز میں ''اَلْحَمْدُ'' پڑھنا بھول گیا فقط سورت پڑھی یا پہلے سورت پڑھی اور پھر ''اَلْحَمْدُ'' پڑھی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔
مسئلہ (۷): فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا، نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں،

[۱] اس باب میں انتالیس (۳۹) مسائل مذکور ہیں۔

بالکل اخیر رکعت میں ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ (۸): سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے، اس لیے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کرے۔

دورانِ نماز سوچنے کے مسائل:

مسئلہ (۹): ''اَلْحَمْدُ'' پڑھ کر سوچنے لگا کہ کون سی سورت پڑھوں اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہہ سکتا ہے تو بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر بالکل اخیر رکعت میں ''اَلتَّحِیَّات'' اور درود پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین، اسی سوچ میں خاموش بیٹھا رہا اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہہ سکتا ہے پھر یاد آ گیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۱): جب ''اَلْحَمْدُ'' اور سورت پڑھ چکا بھولے سے کچھ سوچنے لگا اور رکوع کرنے میں اتنی دیر ہو گئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۲): اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر ''اَلتَّحِیَّات'' کے لیے بیٹھا تو فوراً ''اَلتَّحِیَّات'' نہیں شروع کی، کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب رکوع سے اٹھا تو دیر تک کچھ کھڑا سوچتا رہا یا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھا تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے، غرض کہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر کر دے گا یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جائے گی تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

''اَلتَّحِیَّات'' پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱۳): تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز (ادا پڑھ رہا ہو یا قضا اور وتروں میں اور ظہر کی پہلی سنتوں کی چار رکعتوں) میں جب دو رکعت پر ''اَلتَّحِیَّات'' کے لیے بیٹھا تو دو دفعہ ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ گیا تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ''اَلتَّحِیَّات'' کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گیا ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' یا اس سے زیادہ پڑھ گیا تب

یاد آیا اور اُٹھ کھڑا ہوا تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سہو کا سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۴): نفل نماز (یا منت کی چار رکعت والی نماز) میں دو رکعت پر بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے، اس لیے کہ نفل (اور منت کی نماز) میں درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا، البتہ اگر دو مرتبہ ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ جائے تو نفل میں بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ (۱۵): ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھنے بیٹھا مگر بھولے سے ''اَلتَّحِیَّات'' کی جگہ کچھ اور پڑھ گیا یا ''اَلْحَمْدُ'' پڑھنے لگا تو بھی سہو کا سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ (۱۶): نیت باندھنے کے بعد ''سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ'' کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگا تو سہو کا سجدہ واجب نہیں، اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر ''اَلْحَمْد'' کی جگہ ''اَلتَّحِیَّات'' یا کچھ اور پڑھنے لگا تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

''اَلتَّحِیَّات'' میں بیٹھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱۷): تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ لے تب کھڑا ہو اور ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا ہو تو نہ بیٹھے بل کہ کھڑا ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے، فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آیا اور بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھی تو گناہ گار ہوگا اور سجدہ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا۔

مسئلہ (۱۸): اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور ''اَلتَّحِیَّات'' درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تب بھی بیٹھ جائے بل کہ اگر ''اَلْحَمْد'' اور سورت بھی پڑھ چکا ہو یا رکوع بھی کر چکا ہو تب بھی بیٹھ جائے اور ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کر سجدہ سہو کر لے، البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے، یہ نماز نفل ہو گئی۔ ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ رکعت کر لے اور سجدہ سہو نہ کرے۔

مسئلہ (۱۹): اگر چوتھی رکعت پر بیٹھا اور ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کے کھڑا ہو گیا تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آئے بیٹھ

جائے اور ''اَلتَّحِیَات'' نہ پڑھے بل کہ بیٹھ کر ترت (فوراً) سلام پھیرے سجدہ سہو کرے، اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کرے، چار فرض ہوگئیں اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کرے، اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا تو برا کیا، چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت (بے کار) گئی۔

مسئلہ (۲۰): اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیے، اگر سجدہ کر لیا تو خیر تب بھی نماز ہوگئی اور سجدہ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

رکعات کی تعداد میں شک ہونے کے مسائل:

مسئلہ (۲۱): اگر نماز میں شک ہوگیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اگر یہ شک اتفاق سے ہوگیا ہے، ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے۔ اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف برابر خیال رہے، نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے، لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے تب کھڑا ہو کے چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو بھی کرے۔

مسئلہ (۲۲): اگر یہ شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اتفاق سے یہ شک پڑا ہو تو پھر سے پڑھے اور اگر اکثر شک پڑ جاتا ہو تو جدھر زیادہ گمان ہو جائے اس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی سمجھے، لیکن اس پہلی رکعت پر بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے کہ شاید یہ دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پڑھ کے پھر بیٹھے اور اس میں ''اَلْحَمْد'' کے ساتھ سورت بھی ملائے، پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھی بیٹھے کہ شاید یہی چوتھی ہو پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ (۲۳) اگر یہ شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر دونوں گمان برابر درجے کے ہوں تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر تیسری رکعت پڑھے اور پھر بیٹھ کے ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے کہ شاید یہی چوتھی ہو، پھر چوتھی پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ(۲۴) اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہوگئی، البتہ اگر ٹھیک یاد آ جائے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہوکر ایک رکعت اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے اور اگر پڑھ کے بول پڑا ہو یا اور کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے۔ اسی طرح اگر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے، لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ(۲۵) اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہوگئیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا، ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو نہیں کیا جاتا۔

مسئلہ(۲۶) سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدہ سہو کافی ہے، اب پھر سجدہ سہو نہ کرے۔

مسئلہ(۲۷) نماز میں کچھ بھول ہوگئی تھی جس سے سجدہ سہو واجب تھا، لیکن سجدہ سہو کرنا بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا، لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھا ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرا، نہ کسی سے کچھ بولا، نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدہ سہو کر لے۔ بل کہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگا ہو تب بھی کچھ حرج نہیں، اب سجدہ سہو کر لے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ(۲۸): سجدہ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدہ سہو نہ کروں گا، تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدہ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے۔

مسئلہ(۲۹): چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدہ سہو کرے، البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

وتر میں سجدہ سہو کے مسائل:

مسئلہ(۳۰) بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، تیسری

رکعت میں پھر پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ(۳۱): وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجے کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' کے بعد کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ(۳۲): وتر میں دعائے قنوت کی جگہ ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' پڑھ گیا، پھر جب یاد آیا تو دعائے قنوت پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ(۳۳): وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا، سورت پڑھ کے رکوع میں چلا گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ(۳۴): ''اَلْحَمْد'' پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گیا تو کچھ ڈر نہیں اور سجدہ سہو واجب نہیں۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں:

مسئلہ(۳۵): فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت ملالی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ(۳۶): نماز کے اول میں ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' پڑھنا بھول گیا، یا رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم'' نہیں پڑھا، یا سجدے میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' نہیں کہا، یا رکوع سے اٹھ کر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه'' کہنا یاد نہیں رہا، یا نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے، یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی یوں ہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ(۳۷): فرض کی پچھلی دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں ''اَلْحَمْد'' پڑھنی بھول گیا، چپکے کھڑا رہ کر رکوع میں چلا گیا تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ(۳۸): جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً کرے تو سجدہ سہو واجب نہیں بل کہ نماز پھر سے پڑھے، اگر سجدہ سہو کر بھی لے تب بھی نماز نہیں ہوئی، جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

سہو کے بعض مسائل:

مسئلہ(۳۹): اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے قراءت کر جائے یا بلند آواز کی

نماز میں امام آہستہ آواز سے قراءت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے، ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قراءت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو، مثلاً. دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدہ سہو لازم نہیں، یہی اصح ہے۔

تمرین

سوال①: سجدہ سہو کن چیزوں کی وجہ سے لازم آتا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

سوال②: کیا فرض چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی یا نہیں؟

سوال③: نماز کے دوران کتنی مقدار سوچنے سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے؟

سوال④: پہلے قعدے میں ''اَلتَّحِیَّات'' کے بعد کون سی نماز میں اور کتنی مقدار میں درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب آتا ہے؟

سوال⑤: ''اَلتَّحِیَّات'' کے بدلے کچھ اور پڑھ لیا، اسی طرح نماز کے شروع میں ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگا یا فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بجائے سورت الفاتحہ کے ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھنے لگا تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا یا نہیں؟

سوال⑥: پہلے قعدے میں بیٹھنا بھول گیا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اب کیا کرے؟

سوال⑦: آخری رکعت میں بیٹھنا بھول گیا اور کھڑا ہو گیا یا ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کر کھڑا ہوا تو اب کیا کرے؟

سوال⑧: نماز میں شک ہونے کے احکام تفصیل سے لکھیں۔

سوال⑨: اگر سجدہ سہو کرنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال⑩: بھولے سے وتر کی پہلی رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: جن چیزوں سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ان کو قصداً کیا تو اس سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

سوال ⑫: اگر سوچنے میں دیر لگا دی تو سجدہ سہو کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑬: اگر چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر درود پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑭: اگر ''اَلتَّحِيَّات'' میں بیٹھنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑮: فرض نمازوں میں پچھلی دونوں یا ایک رکعت میں سورت ملالی تو کیا سجدہ سہو واجب ہے؟

ب سجود التلاوۃ

سجدۂ تلاوت کا بیان[1]

سجدۂ تلاوت کی تعداد:

مسئلہ (۱): قرآن شریف میں چودہ (۱۴) سجدۂ تلاوت ہیں، جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر سجدہ لکھا رہتا ہے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدے کو "سجدۂ تلاوت" کہتے ہیں۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ:

مسئلہ (۲): سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہہ کے سجدہ کرے اور "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے، سجدے میں کم سے کم تین دفعہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" کہہ کے پھر "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہہ کے سر اٹھا لے بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

مسئلہ (۳): بہتر یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اوّل "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہہ کے سجدے میں جائے، پھر "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہہ کے کھڑا ہو جائے اور اگر بیٹھ کر "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہہ کر سجدے میں جائے پھر "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہہ کے اٹھ بیٹھے، کھڑا نہ ہو تب بھی درست ہے۔

آیت سجدہ پڑھنے اور سننے کا حکم:

مسئلہ (۴): سجدے کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہو اور بغیر قصد کے سجدے کی آیت سن لی ہو۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ سجدے کی آیت کو آہستہ سے پڑھے، تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

سجدۂ تلاوت کی شرائط:

مسئلہ (۵): جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں وہ سجدۂ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں، یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا،

[1] اس باب میں سینتیس (۳۷) مسائل مذکور ہیں۔

بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف (رخ کرکے) سجدہ کرنا وغیرہ۔
مسئلہ(۶): جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی کرنا چاہیے۔
مسئلہ(۷): اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے، فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرلے، کیوں کہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔
مسئلہ(۸): اگر کسی کے ذمے بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں، اب تک ادا نہ کیے ہوں تو اب ادا کرلے۔ عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کرلینے چاہییں، کبھی ادا نہ کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔
مسئلہ(۹): اگر ایسی حالت میں سنا جب کہ اس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔
مسئلہ(۱۰): اگر بیماری کی حالت میں سنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارے سے کرتا ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارے سے کرے۔

دورانِ نماز آیت سجدہ پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ(۱۱): اگر نماز میں سجدے کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز ہی میں سجدہ کرلے پھر باقی سورت پڑھ کے رکوع میں جائے، اگر اس آیت کو پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گیا تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا تو ہوگیا لیکن گناہ گار ہوا۔
مسئلہ(۱۲): اگر نماز میں سجدے کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا، ہمیشہ کے لیے گناہ گار رہے گا، اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔
مسئلہ(۱۳): سجدے کی آیت پڑھ کے اگر فوراً رکوع میں چلا جائے یا دو تین آیتوں کے بعد اور رکوع میں یہ نیت کرلے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتا ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہوجائے گا۔ اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کرے گا تو اسی سجدے سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہوجائے گا، چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔
مسئلہ(۱۴): نماز پڑھتے میں کسی اور سے سجدے کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بل کہ نماز کے بعد کرے، اگر نماز ہی میں کرے گا تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہوگا۔

نماز سے باہر آیت سجدہ پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱۵). ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی آیت کو کئی بار دُوہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلے، پھر اسی کو بار بار دُوہراتا رہے اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دوہرایا، پھر تیسری جگہ جاکے وہی آیت پھر پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتا رہا تو جتنی دفعہ دُوہرائے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔

مسئلہ (۱۶). اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اتنے سجدے کرے۔

مسئلہ (۱۷): بیٹھے بیٹھے سجدے کی کوئی آیت پڑھی، پھر اٹھ کھڑا ہوا لیکن چلا پھرا نہیں، جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دوہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ (۱۸): ایک جگہ سجدے کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلا گیا، پھر اسی جگہ آ کر وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔

مسئلہ (۱۹): ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی کوئی آیت پڑھی، پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکا تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گیا جیسے کھانا کھانے لگا۔ اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے اور جب کوئی اور کام کرنے لگا تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ (۲۰). ایک کوٹھڑی یا دالان[1] کے ایک کونے میں سجدے کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی، تب بھی ایک سجدہ ہی کافی ہے، چاہے جتنی دفعہ پڑھے، البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گا تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا، پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گا تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ (۲۱): اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کر دُوہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔

مسئلہ (۲۲): مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھڑی کا حکم ہے کہ اگر سجدے کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دوہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ (۲۳): اگر نماز میں سجدے کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب

[1] بڑا اور لمبا کمرہ جس میں محراب دار دروازے ہوتے ہیں۔

دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کرے پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔

مسئلہ (۲۴): سجدے کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جائیں گے، البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ (۲۵): اگر سجدے کی آیت پڑھ کے سجدہ کر لیا، تب اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دوہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔

مسئلہ (۲۶): پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی، ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتا رہا، لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا اور دوسری دفعہ اور جگہ، تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہیں، جتنی دفعہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ (۲۷): اگر سننے والے کی جگہ نہیں بدلی، بلکہ پڑھنے والے کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک ہی سجدہ ہے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۲۸): ساری سورت پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ اور منع ہے، فقط سجدے سے بچنے کے لیے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدے سے گویا انکار ہے۔

مسئلہ (۲۹): اگر سورت میں کوئی آیت نہ پڑھے فقط سجدے کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیت کے برابر ہو، لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدے کی آیت کو ایک دو آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

مسئلہ (۳۰): اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اس کے بعد اس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدے کی ضرورت نہیں، اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ دوسری یہ کہ وہ رکعت نہ ملے تو اس کو نماز تمام کرنے کے بعد خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۳۱) مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ اس پر نہ اس کے امام پر، نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں، ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں، خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ (۳۲): سجدۂ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ (۳۳): عورت کی محاذات[1] مفسد سجدۂ تلاوت نہیں۔

مسئلہ (۳۴): سجدۂ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے، تاخیر کی اجازت نہیں۔

مسئلہ (۳۵): خارجِ نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بل کہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمے ہوگا، اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے اور ارحم الراحمین اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے۔

مسئلہ (۳۶): اگر دو شخص علاحدہ علاحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے آ رہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سنے تو ہر شخص پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے۔ اگر ایک ہی آیت کو نماز میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سنا تو دو سجدے واجب ہوں گے، ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے، مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جائے گا اور سننے کے سبب سے جو ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ (۳۷): جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نماز میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیے، اس لیے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

---

[1] یعنی عورت کا نماز میں مرد کے ساتھ برابر میں کھڑا ہونا۔

تمرین

سوال ①: ''سجدۂ تلاوت'' کسے کہتے ہیں اور اس کے کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ②: ''سجدۂ تلاوت'' کتنے ہیں؟

سوال ③: ''سجدۂ تلاوت'' کب اور کس پر واجب ہوتا ہے؟

سوال ④: نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کی صورت میں سجدہ کب کرے؟

سوال ⑤: اگر نماز میں ''سجدۂ تلاوت'' ادا نہ کیا تو کیا باہر سجدہ ادا کرنا پڑے گا؟

سوال ⑥: کیا نماز کے رکوع اور سجدے میں ''سجدۂ تلاوت'' ادا ہو سکتا ہے؟

سوال ⑦: جگہ تبدیل ہونے یا حالت تبدیل ہونے (جیسے بیٹھا تھا کھڑا ہو گیا وغیرہ) میں سجدۂ تلاوت لازم آتا ہے یا نہیں؟ مثالوں کے ذریعے اس کی وضاحت فرمائیں۔

سوال ⑧: ''سجدۂ تلاوت'' کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا پھر اسی جگہ نماز پڑھی اور وہی سجدے کی آیت اس میں پڑھی اور سجدہ کیا تو کیا نماز کے بعد ایک اور سجدہ کرنا پڑے گا؟

سوال ⑨: سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اسی جگہ نماز پڑھی اور وہی سجدے کی آیت اس میں پڑھی تو کیا نماز میں سجدہ کرنا واجب ہوگا؟

سوال ⑩: پڑھنے والا آیت سجدہ کو بار بار ایک جگہ پڑھے اور سننے والے کی جگہ بدل جائے یا اس کے برعکس ہو تو کس پر متعدد سجدے آئیں گے اور کس پر صرف ایک؟

سوال ⑪: اگر مسجد میں آیت سجدہ بار بار پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑫: آہستہ نمازوں میں آیت سجدہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑬: کیا ''سجدۂ تلاوت'' رکوع کرنے سے ادا ہو جائے گا؟

سوال ⑭: اگر ایک ہی سجدے کی آیت مختلف جگہوں پر پڑھی تو کتنے سجدے کرے؟

سوال ⑮: اگر مختلف آیات سجدہ ایک ہی جگہ پڑھے تو کتنے سجدے کرے؟

باب صلوة المريض

بیمار کی نماز کا بیان[1]

بیٹھ کر نماز پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱). نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑے، جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر نماز پڑھتا رہے اور جب کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کرلے اور رکوع کر کے دونوں سجدے کر لے اور رکوع کے لیے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔

مسئلہ (۲): اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدے کو اشارے سے ادا کرے اور سجدے کے لیے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے۔

مسئلہ (۳). سجدہ کرنے کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں، جب سجدے کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے، تکیہ کے اُوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ (۴): اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ (۵): اگر کھڑا تو ہو سکتا ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتا تو چاہے کھڑا ہو کر پڑھے اور رکوع وسجدے اشارے سے کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدے کو اشارے سے ادا کرے، دونوں اختیار ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

لیٹ کر نماز پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۶): اگر بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بل کہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بل کہ گھٹنے کھڑے رکھے، پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدے کا اشارہ زیادہ نیچا کرے، اگر گاؤ

[1] اس باب میں سترہ (۱۷) مسائل مذکور ہیں۔

تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر و سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے، لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے آسمان کی طرف نہ رہے، پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے، رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدے کا اشارہ ذرا زیادہ کرے۔

مسئلہ (۷) اگر چت نہ لیٹے بلکہ داہنی یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کرے یہ بھی جائز ہے لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔

اگر اشارے سے بھی نماز پڑھنے کی قدرت نہ ہو:

مسئلہ (۸) اگر سر سے بھی اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے، پھر اگر ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہی تو نماز بالکل معاف ہوگئی، اچھے ہونے کے بعد قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارے سے پڑھنے کی طاقت آگئی تو اشارے ہی سے ان کی قضا پڑھے اور یہ ارادہ نہ کرے کہ جب بالکل اچھا ہو جاؤں گا تب پڑھوں گا کہ شاید مر گیا تو گناہ گار مرے گا۔

مسئلہ (۹) اسی طرح اگر اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہوگئی ہو تو قضا پڑھنا واجب نہیں۔

تن درست دورانِ نماز بیمار ہو جائے:

مسئلہ (۱۰) جب نماز شروع کی اس وقت بھلا چنگا (ٹھیک) تھا، پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکا تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ کھڑا نہ ہو سکا تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے، اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے، نہیں تو رکوع سجدے کو سر کے اشارے سے کرے اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں رہی تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔

بیمار دورانِ نماز صحت یاب ہو جائے:

مسئلہ (۱۱) بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدے کی جگہ سجدہ کیا، پھر نماز ہی میں اچھا ہو گیا تو اسی نماز کو کھڑا ہو کر پورا کرے۔

جو بیمار خود استنجا نہ کر سکے:

مسئلہ (۱۲) فالج گرا اور ایسا بیمار ہو گیا کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا تیمم کرادے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے پونچھنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے، اسی طرح نماز پڑھے، کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں، نہ ماں نہ باپ (کو) نہ لڑکا نہ لڑکی (کو) البتہ بیوی کو اپنے میاں اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے، اس کے سوا کسی کو درست نہیں۔

قضا نماز پڑھنے میں دیر نہ کرے:

مسئلہ (۱۳): تن درستی کے زمانے میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں، پھر بیمار ہو گیا تو بیماری کے زمانے میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا پڑھے، یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آئے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے کی قوت آئے تب پڑھوں، یہ سب شیطانی خیالات ہیں، دین داری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔

ناپاک بستر بدلنے کا حکم:

مسئلہ (۱۴): اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہوگی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۵): حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتا رہے۔

مریض کے بعض مسائل

مسئلہ (۱۶) اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع سجدہ ادا کر چکا ہو، اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی، پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر ابھی اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تن درست ہو گیا تو پہلی نماز صحیح ہے اس پر بنا جائز ہے۔

مسئلہ (۱۷): اگر کوئی شخص قراءت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے

لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگالینا مکروہ نہیں۔ تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

تمرین

سوال ①: مریض کن کن صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ تفصیل سے تحریر کریں۔
سوال ②: اگر مریض کو رکوع وسجدے کی قدرت نہ ہو تو وہ نماز کس طرح پڑھے؟
سوال ③: جس میں بیٹھنے کی قدرت بھی نہ ہو وہ نماز کس طرح پڑھے؟
سوال ④: مریض سے نماز کب معاف ہوتی ہے؟
سوال ⑤: کیا کسی اچھے خاصے آدمی سے جو مریض نہ ہو نماز معاف ہونے کی کوئی صورت ہے؟
سوال ⑥: اگر فالج گرا یا ایسا بیمار ہوا کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو ایسی حالت میں نماز کس طرح پڑھے؟
سوال ⑦: بیمار اگر رکوع سجدہ بیٹھ کر نہ کر سکے مگر کھڑا ہو سکتا ہے تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑧: اگر سر سے اشارہ کرنے کی طاقت بھی نہ رہے تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑨: اگر بے ہوشی ایک دن رات سے بڑھ جائے تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑩: نماز بالکل صحیح حالت میں شروع کی اور پھر کوئی مسئلہ پیش آ گیا جس کی وجہ سے کھڑا نہیں ہو سکتا تو کیا کرے؟
سوال ⑪: اگر بیماری کی حالت میں نماز شروع کی اور پھر ٹھیک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑫: اگر بیماری کی بنا پر استنجا نہیں کر سکتا تو کیا کرے؟
سوال ⑬: بیمار کا نجس بستر بدلنے میں تکلیف ہوتی ہو تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑭: اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع سجدہ ادا کر چکا ہو اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو نماز کا کیا حکم ہے؟

باب صلوة المسافر

سفر میں نماز پڑھنے کا بیان[1]

آدمی شرعاً کب مسافر بنتا ہے؟

مسئلہ (۱): اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا اور شریعت کے قاعدے سے اس کو مسافر نہیں کہتے۔ اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہییں جیسے کہ اپنے گھر کرتا تھا۔ چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے، پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۲): جو کوئی تین منزل چلنے کا ارادہ کر کے نکلے، وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے، جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہو گیا تو شریعت سے مسافر بن گیا اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتا رہے تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جائے گا۔

مسئلہ (۳): تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں، تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا اڑتالیس میل انگریزی ہے۔ (یعنی 77.24 کلومیٹر)

مسئلہ (۴): اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکہ[2] یا تیز بہلی[3] پر سوار ہے اس لیے دو ہی دن میں پہنچ جائے گا یا ریل پر سوار ہو کر ذرا دیر میں پہنچ جائے گا، تب بھی شریعت سے وہ مسافر ہے۔

دورانِ سفر نماز کا حکم:

مسئلہ (۵): جو کوئی شریعت کی رو سے مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشا کی فرض نماز دو دو رکعتیں پڑھے۔ سنتوں کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے، اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو، نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے، ان میں کمی نہیں ہے۔

---

[1] اس باب میں اٹھائیس (۲۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] ایک گھوڑے کی رتھ نما گاڑی۔ [3] یکے کی، تند بیلوں کی چھوٹی گاڑی۔

مسئلہ (۶) فجر اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے، جیسے ہمیشہ پڑھتا ہے ویسے ہی پڑھے۔

مسئلہ (۷) ظہر، عصر، عشا کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے، پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے جیسے ظہر کے کوئی چھ فرض پڑھے تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ (۸) اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہوگئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی اور سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھا ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔

اقامت کے مسائل:

مسئلہ (۹) اگر راستے میں کہیں ٹھہر گیا تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو برابر وہ مسافر رہے گا، چار رکعت والی فرض نماز دو ۲ رکعت پڑھتا رہے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہا۔ پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے چلے جانے کا ارادہ ہوگیا تب بھی مسافر نہ بنے گا نمازیں پوری پوری پڑھے۔ پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جاتا ہے تو پھر مسافر ہو جائے گا اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہ بنے گا۔

مسئلہ (۱۰) تین منزل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا، لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ فلانے گاؤں میں پندرہ دن ٹھہروں گا[1] تو مسافر نہیں رہا، راستہ بھر پوری نمازیں پڑھے، پھر اگر گاؤں میں پہنچ کے پورے پندرہ دن نہیں ٹھہرنا ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گا۔

مسئلہ (۱۱) تین منزل جانے کا ارادہ ہے لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا گھر پڑے گا تب بھی مسافر نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۲) نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ہوگئی تو مسافر نہیں رہا، یہ نماز بھی پوری پڑھے۔

مسئلہ (۱۳) دو چار دن کے لیے راستے میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا ہے، روز یہ نیت ہوتی ہے کہ پرسوں چلا جاؤں گا لیکن نہیں جانا ہوتا۔ اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا

---

[1] اور وہ گاؤں ایک یا دو منزل پر ہے، یعنی مسافت سفر کے اندر ہے۔

ہوگیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گا، چاہے جتنے دن اسی طرح گزر جائیں۔

مسئلہ (۱۴). تین منزل جانے کا ارادہ کر کے چلا، پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آیا تو جب سے لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب ہی سے مسافر نہیں رہا۔

مسئلہ (۱۵). تین منزل چل کے کہیں پہنچا تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہا، چاہے کم رہے یا زیادہ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہا، اب نمازیں پوری پوری پڑھے اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گا، چار رکعت فرض کی دو رکعتیں پڑھتا رہے۔

مسئلہ (۱۶)۔ راستے میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے، دس دن یہاں، پانچ دن وہاں، بارہ دن وہاں، لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گا۔

مسئلہ (۱۷): کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا، کسی دوسری جگہ گھر بنا لیا اور وہیں رہنے سہنے لگا، اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت راستے میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گا، نمازیں سفر کی طرح پڑھے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۱۸): اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہوگئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشا کی دو ہی دو رکعتیں قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے مثلاً ظہر کی نماز قضا ہوگئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اس کی قضا پڑھے۔

مسئلہ (۱۹): دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو اسی چلتی کشتی پر نماز پڑھ لے، اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ (۲۰): ریل پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست ہے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ (۲۱): نماز پڑھتے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہوگیا تو نماز ہی میں گھوم جائے اور قبلہ کی طرف منہ کر لے۔

مسئلہ (۲۵): اگر تین منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر

کرنا درست نہیں ہے، بے (بغیر) محرم کے ساتھ کے سفر کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں۔ حدیث میں اس کی بھی بڑی ممانعت آئی ہے۔

مسئلہ (۲۲): اگر اونٹ سے یا بہلی سے اترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدون اترے بھی نماز درست ہے۔

تمرین

سوال ①: مسافر کس کو کہتے ہیں اور وہ نمازیں کس طرح پڑھے گا؟

سوال ②: اگر مسافر بھولے سے چار رکعت نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: راستے میں کہیں ٹھہرنے سے کیا مسافر مقیم بن جاتا ہے؟

سوال ④: مسافر نے دورانِ نماز پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا اور اس سے لاتعلق ہوگیا، پھر اس شہر میں سفر کے دوران جانے کا اتفاق ہو تو یہ شخص یہاں مسافر ہوگا یا مقیم؟

سوال ⑥: سفر کی قضا نمازیں گھر اور گھر کی قضا نمازیں سفر میں کس طرح پڑھے گا؟

سوال ⑦: کیا ریل پر نماز پڑھنا جائز ہے؟

سوال ⑧: کیا اونٹ وغیرہ پر نماز ہو سکتی ہے؟

سوال ⑨: اگر تیز رفتار سواری پر تین دن کا سفر ایک دن میں کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: قصر نمازوں کی رکعات کی تعداد کیا ہے اور کیا سنتوں میں بھی قصر ہے؟

سوال ⑪: اگر چار رکعت کی نماز کو دو کے بجائے پورا پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑫: کتنے دن ٹھہرنے سے مقیم کہلائے گا؟

سوال ⑬: اگر نیت میں یہ ہو کہ کل چلا جاؤں گا لیکن پندرہ دن گزر گئے اور جانا نہیں ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑭: راستے میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے مگر پندرہ دن سے کم تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑮: کشتی میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

مسافر کی نماز کے مسائل

دو جگہوں میں اقامت کی نیت:

مسئلہ (۲۳): کوئی شخص پندرہ (۱۵) دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں اور اُن دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہ جاسکتی ہو مثلاً: دس (۱۰) روز مکہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ (۵) روز منی میں، مکہ سے منی تین میل کے فاصلے پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہوگا۔

مسئلہ (۲۴): اور اگر مسئلہ مذکورہ میں رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس مقام میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا، وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی۔ اب دوسرا مقام جس میں دن کو رہتا ہے اگر اُس پہلے مقام سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا۔

مسئلہ (۲۵): اور اگر مسئلہ مذکورہ میں ایک مقام دوسرے مقام سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جاسکتی ہے تو وہ دونوں مقام ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ (۱۵) دن ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم ہو جائے گا۔

مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے:

مسئلہ (۲۶): مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے، خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ اپنی نماز اُٹھ کر تمام کرلے اور اس میں قراءت نہ کرے بل کہ چپ کھڑا رہے، اس لیے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعتِ امام کی وجہ سے فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنے کے بھی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے۔

مسافر کی اقتدا مقیم کے پیچھے:

مسئلہ (۲۷): مسافر بھی مقیم کی اقتدا کرسکتا ہے مگر وقت کے اندر اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کرسکتا ہے اور

ظہر، عصر، عشاء میں نہیں۔ اس لیے کہ جب مسافر مقیم کی اقتدا کرے گا تو امام کی اتباع کی وجہ سے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدۂ اولیٰ فرض نہ ہوگا اور اس کا فرض ہوگا۔ پس فرض پڑھنے والے کی اقتدا غیر فرض والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔

حالتِ نماز میں اقامت کی نیت:

مسئلہ (۲۸) اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کر لے خواہ اول میں یا درمیان میں یا اخیر میں، مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے یہ نیت کر لے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہیے، اس میں قصر جائز نہیں۔ اور اگر سجدۂ سہو یا سلام کے بعد نیت کی ہو تو یہ نماز قصر ہی ہوگی۔ ہاں اگر نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہونے کی حالت میں نیت کرے تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اُس کو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا۔

مثال: (۱) کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی، ایک رکعت پڑھنے کے بعد وقت گزر گیا، اس کے بعد اس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اُس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

مثال: (۲) کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاحق ہوگیا، پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا پھر اُس لاحق نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

تمرین

سوال ①: اگر کوئی شخص دو مقاموں میں پندرہ (۱۵) دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو یہ مسافر ہوگا یا مقیم، تفصیل سے لکھیں؟

سوال ②: مقیم مسافر کے پیچھے نماز کس طرح پڑھے گا؟

سوال ③: مسافر مقیم کی اقتدا کب کرسکتا ہے؟

سوال ④: اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

باب صلوٰۃ الجمعۃ

جمعے کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی، اس وجہ سے پروردگارِ عالم نے اس عبادت کو اپنے اُن غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لیے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخر موت تک بل کہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا، ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعے کے دن چوں کہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوئی ہیں، حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام جو انسانی نسل کے لیے اصلِ اوّل ہیں اسی دن پیدا کیے گئے ہیں، لہٰذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا اور ہم اوپر[1] جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اُسی قدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اُس وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اور اُس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا۔

ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چوں کہ جمعے کا دن تمام دنوں میں افضل واشرف تھا، لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کے لیے کی گئی ہے۔ اگلی اُمتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر اُنہوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی اُمت کے حصے میں پڑی۔

یہود نے سنیچر (ہفتے) کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے،[2] چناں چہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دو دِنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دُنیا کے کام کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں، نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

---

[1] یعنی پچھلے صفحات میں۔ [2] یعنی زمین وآسمان بنانے کی ابتدا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی دن سے فرمائی۔

جمعے کے (۱۲) فضائل

(۱) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے (جو اس عالم میں انسان کے وجود کا سبب ہوا جو بہت بڑی نعمت ہے) اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا۔'' (صحیح مسلم شریف)

(۲) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے: ''شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے، اس لیے کہ اسی شب میں سرورِ عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا، دنیا و آخرت میں اس قدر خیر و برکت کا سبب ہوا کہ اس کا شمار و حساب کوئی نہیں کرسکتا۔''

(اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوۃ شریف)

(۳) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے تو ضرور قبول ہو۔'' (صحیحین شریفین)

علما مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گزرا کس وقت ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''شرح سفر السعادت'' میں چالیس قول نقل کیے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے: (۱) وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے (۲) وہ ساعت اخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیر نے اختیار کیا ہے اور بہت احادیث صحیح اس کی مؤید ہیں۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمعے کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعے کا دن ختم ہونے لگے تو اُن کو خبر کردے، تاکہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں۔ (اشعۃ اللمعات)

(۴) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے سب دنوں میں جمعے کا دن افضل ہے، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اس روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کہ وہ اُسی دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے، حالاں کہ بعد وفات آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے زمین پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا بدن حرام کردیا ہے۔'' (ابوداؤد شریف)

(۵) نبی ﷺ نے فرمایا ''شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے، کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں، اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں دُعا نہیں کرتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے۔'' (ترمذی شریف)

شاہد کا لفظ ''سورۂ بروج'' میں واقع ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی قسم کھائی ہے ﴿والسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝﴾ (قسم ہے اُس آسمان کی جو برجوں والا ہے (یعنی بڑے بڑے ستاروں والا) اور قسم ہے دن موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔''

(۶) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔'' (ابن ماجہ)

(۷) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان جمعے کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔'' (ترمذی شریف)

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مرتبہ آیت ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ﴾ کی تلاوت فرمائی۔ اُن کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا، اس نے کہا ''اگر ہم پر ایسی آیت اُترتی تو ہم اُس دن کو عید بنا لیتے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری تھی، جمعے کا دن اور عرفے کا دن۔'' یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت؟ اُس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔

(۹) نبی ﷺ فرماتے تھے: ''جمعے کی رات روشن رات ہے اور جمعے کا دن روشن دن ہے۔'' (مشکوۃ شریف)

(۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیج دیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے، اگرچہ وہاں دن رات نہ ہوں گے، مگر اللہ تعالیٰ اُن کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمائے گا، پس جب جمعے کا دن آئے گا اور وہ وقت ہوگا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعے کی نماز کے لیے نکلتے تھے، ایک منادی آواز دے گا کہ اے اہلِ جنت! مزید کے جنگلوں میں چلو، وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول و عرض سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا وہاں مُشک کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر بلند، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نور کے ممبروں پر بٹھلائے جائیں گے اور مؤمنین یاقوت کی کرسیوں پر۔ پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں

ڈھیر ہوگا اُڑے گا، وہ ہوا اس مُشک کو اُن کے کپڑوں میں لے جائے گی اور منہ میں اور بالوں میں لگائے گی، وہ ہوا اس مُشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں، پھر حق تعالیٰ حاملانِ عرش کو حکم دے گا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان میں لے جا کر رکھو، پھر ان لوگوں کو خطاب کر کے فرمائے گا "اے میرے بندو! جو غیب پر ایمان لائے ہو، حالاں کہ مجھ کو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر (ﷺ) کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی، اب کچھ مجھ سے مانگو، یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے" سب لوگ ایک زبان ہو کر کہیں گے "اے پروردگار! ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔"

حق تعالیٰ فرمائے گا "اے اہل جنت! اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے"۔ تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کریں گے "اے پروردگار! ہم کو اپنا جمال دکھا دے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، پس حق سبحانہ پردہ اُٹھا دے گا اور اُن لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور اپنے جمال جہاں آرا سے ان کو گھیر لے گا، اگر اہل جنت کے لیے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جل نہ جائیں تو بے شک وہ اس نور کی تاب نہ لا سکیں اور جل جائیں۔ پھر اُن سے فرمائے گا: "اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ۔" اور ان لوگوں کا حسن و جمال اس جمالِ حقیقی کے اثر سے دوگنا ہو گیا ہوگا، یہ لوگ اپنی بیبیوں کے پاس آئیں گے نہ بیبیاں اُن کو دیکھیں گی نہ یہ بیبیوں کو، تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو اُن کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائے گا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ ان کی بیبیاں کہیں گی "جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں، یعنی ہزار ہا درجہ اس سے اچھی ہے۔" یہ لوگ جواب دیں گے۔ "ہاں! یہ اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذاتِ مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اُس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔" (شرح سفر السعادت) دیکھیے جمعے کے دن کتنی بڑی نعمت ملی۔

(۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے، مگر جمعے کی برکت سے جمعے کے دن نہیں تیز کی جاتی۔ (احیاء العلوم)

(۱۲) نبی ﷺ نے ایک جمعے کو ارشاد فرمایا "اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے، پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوش بو ہو وہ خوش بو لگائے اور مسواک کو اُس دن لازم کرو۔" (ابن ماجہ)

تمرین

سوال ①: نمازِ جمعہ کی فضیلت اور تاکید بیان کریں۔

سوال ②: قرآن مجید میں اللہ تعالی نے سورہ بروج میں لفظ "شاھد" کس دن کے لیے استعمال کیا ہے؟

سوال ③: اہل جنت جمعے کا دن کیسے گزاریں گے؟

جمعے کے نو (۹) آداب

(۱) ہر مسلمان کو چاہیے کہ جمعے کا اہتمام جمعرات سے کرے، جمعرات کے دن عصر کے بعد استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے اور خوش بو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اُس دن لا رکھے، تاکہ پھر جمعے کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول ہونا نہ پڑے۔ بزرگانِ سلف نے فرمایا ہے ''سب سے زیادہ جمعے کا فائدہ اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام جمعرات سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتیٰ کہ صبح کو لوگوں سے پوچھے کہ آج کون سا دن ہے؟''
اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کر رہتے تھے۔ (احیاء العلوم ۱ ۱۶۱)

(۲) پھر جمعہ کے دن غسل کرے، سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے اور مسواک کرنا بھی اُس دن بہت فضیلت رکھتا ہے۔ (احیاء العلوم ۱،۱۶۱)

(۳) جمعہ کے دن غسل کے بعد عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کترائے۔ (احیاء العلوم ۱/ ۱۶۱)

(۴) جامع مسجد میں بہت سویرے جائے، جو شخص جتنے سویرے جائے گا اس قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن فرشتے دروازے پر اس مسجد کے جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اُس کو پھر اُس کے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں اور سب سے پہلے جو آیا اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُونٹ قربانی کرنے والے کو، اس کے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کے واسطے مُرغ کے ذبح کرنے میں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو انڈہ صدقہ دیا جائے، پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سُننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔'' (متفق علیہ)
اگلے زمانے میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں، تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدھام (رش) ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں، پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا: ''یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی۔'' یہ لکھ کر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں. ''کیوں شرم

نہیں آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دُنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید وفروخت کے لیے پہنچ جاتے ہیں، پس طالبانِ دین کیوں نہیں پیش قدمی کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانے میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹادی، ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون سا دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے؟

افسوس! وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی ﷺ کو فخر تھا اور جو دن اگلی اُمتوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ناقدری ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

(۵) جمعے کی نماز کے لیے پاپیادہ (پیدل) جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۶) نبی ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں ''سورۃ الم سجدہ'' اور ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ﴾ پڑھتے تھے لہٰذا ان سورتوں کو جمعے کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے کبھی کبھی ترک کردے، تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔

(۷) جمعے کی نماز میں نبی ﷺ ''سورۃ المنافقون'' یا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

(۸) جمعے کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے ''سورۂ کہف'' پڑھنے میں بہت ثواب ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن جو کوئی ''سورۂ کہف'' پڑھے اس کے لیے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا اور اُس جمعے سے پہلے جمعے تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے۔'' (شرح سفر السعادت) علماؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہِ صغیرہ مراد ہیں، اس لیے کہ کبیرہ بغیر توبہ کے نہیں معاف ہوتے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْن.

(۹) جمعے کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے، اسی لیے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعے کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

تمرین

سوال①: جمعے کے آداب بیان کریں۔

سوال②: جمعے کی نماز کے لیے جامع مسجد میں پہلے جانے والے کو کیا ثواب ملتا ہے اور بالترتیب اس کے بعد آنے والوں کے لیے کیا ثواب ہے؟

سوال③: نبی ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں اور جمعے کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے؟

سوال④: جمعے کے دن ''سورۂ کہف'' پڑھنے کے بارے میں حدیث شریف میں کیا کیا فضائل آئے ہیں، بیان کریں؟

جمعے کی نماز کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے، قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے۔ منکر اس کا کافر اور بےعذر اس کا تارک فاسق ہے۔

(۱) قولہ تعالیٰ ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

یعنی اے ایمان والو! جب نماز جمعہ کے لیے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید فروخت چھوڑ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے۔ دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔

(۲) نبی ﷺ نے فرمایا ہے ''جو شخص جمعے کے دن غسل اور طہارت بقدرِ امکان کرے، اُس کے بعد اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوش بو کا استعمال کرے، اس کے بعد نماز کے لیے چلے اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اُس کی جگہ سے اُٹھا کر نہ بیٹھے، پھر جس قدر نوافل اس کی قسمت میں ہوں پڑھے، پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گزشتہ جمعے سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے۔'' (صحیح بخاری شریف)

(۳) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی جمعے کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا (پیدل) جائے، سوار ہو کر نہ جائے، پھر خطبہ سُنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اُس کو ہر قدم کے عوض ایک سال کی کامل عبادت کا ثواب ملے گا، ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔'' (ترمذی شریف)

(۴) ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''ہم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: ''لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر مہر کر دے گا، پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے۔'' (صحیح مسلم شریف)

(۵) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اُس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے۔'' (ترمذی شریف) اور ایک روایت میں ہے: ''خداوند عالم اُس سے بےزار ہو جاتا ہے۔''

(۶) طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر (۱) غلام یعنی جو قاعدۂ شرع کے موافق مملوک ہو (۲) عورت (۳) نابالغ لڑکا (۴) بیمار۔ (ابوداؤد شریف)

(۷) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں۔ نبی ﷺ نے تارکینِ جمعہ کے حق میں فرمایا ''میرا مُصمّم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کردوں اور خود اُن لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے۔'' (صحیح مسلم شریف)
اسی مضمون کی حدیث ترکِ جماعت کے حق میں بھی وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

(۸) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بے ضرورت جمعے کی نماز ترک کردیتا ہے وہ منافق لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں کہ جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے۔'' (مشکوۃ شریف)
یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا، ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاف فرمائے تو وہ دوسری بات ہے۔

(۹) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُس کو جمعے کے دن نمازِ جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام۔ پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز محمود ہے۔'' (مشکوۃ شریف) یعنی اس کو کسی کی عبادت کی پرواہ نہیں، نہ اس کا کچھ فائدہ ہے۔ اس کی ذات بہمہ صفت موصوف ہے، کوئی اس کی حمد وثنا کرے یا نہ کرے۔

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''جس شخص نے پے درپے کئی جمعے ترک کردیے پس اُس نے اسلام کو پس پُشت ڈال دیا۔'' (اشعۃ اللمعات)

(۱۱) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا: ''ایک شخص مر گیا اور وہ جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا، اُس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں؟''
اُنھوں نے جواب دیا: ''وہ دوزخ میں ہے۔''
پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر اُن سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے۔

ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعے کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اس کے تارک (چھوڑنے والے) پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص اسلام کے دعوی کے بعد اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کر سکتا ہے؟

تمرین

سوال①: جمعے کی نماز کی فضیلت بیان کریں۔

سوال②: حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر“ وہ چار کون ہیں؟

سوال③: نمازِ جمعہ ترک کرنے کے بارے میں کیا کیا وعیدیں وارد ہوئی ہیں؟

سوال④: مسجد میں جلدی جانے کی فضیلت کیا ہے؟

نمازِ جمعہ پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ (۱): جمعے کی پہلی اذان کے بعد خطبے کی اذان ہونے سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے، یہ سُنتیں مؤکدہ ہیں۔ پھر خطبے کے بعد دو رکعت فرض امام کے ساتھ جمعے کی پڑھے، پھر چار رکعت سنت پڑھے، یہ سنتیں بھی مؤکدہ ہیں، پھر دو رکعت سُنت پڑھے، یہ دو رکعت بھی بعض حضرات کے نزدیک مؤکدہ ہیں۔

نمازِ جمعے کے واجب ہونے کی پانچ (۵) شرطیں

(۱) مقیم ہونا۔ پس مسافر پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔

(۲) صحیح ہونا۔ پس مریض پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔ جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اُسی مرض کا اعتبار ہے، بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کم زور ہوگیا ہو یا مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو، یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نمازِ جمعہ اُن پر واجب نہ ہوگی۔

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔

(۴) مرد ہونا۔ عورت پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔

(۵) جماعت کے ترک کرنے کے لیے جو عذر پہلے بیان ہو چکے ہیں اُن سے خالی ہونا۔ اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو جمعہ واجب نہ ہوگا

مثال ۱: پانی بہت زور سے برستا ہو۔

مثال ۲: کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو۔

مثال ۳: مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو۔

مثال ۴: اور نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں، یعنی عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا۔ یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نمازِ جمعے کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص ان شرطوں کے نہ پائے جانے کے باوجود نمازِ جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی، یعنی ظہر کا فرض اُس کے ذمے سے اُتر جائے گا، مثلاً: کوئی مسافر یا کوئی عورت نمازِ جمعہ پڑھے۔

جمعے کی نماز صحیح ہونے کی آٹھ (۸) شرطیں

(۱) مصر یعنی شہر یا قصبہ ہو۔ پس گاؤں یا جنگل میں نمازِ جمعہ درست نہیں، البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو، مثلاً: تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے۔

(۲) ظہر کا وقت ہو۔ پس وقت ظہر سے پہلے اور اس کے نکل جانے کے بعد نمازِ جمعہ درست نہیں، حتیٰ کہ اگر نمازِ جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدرِ تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نمازِ جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔

(۳) خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ خواہ صرف **سبحان اللہ** یا **الحمد للہ** کہہ دیا جائے، اگرچہ صرف اس قدر پر اکتفا کرنا سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۴) خطبے کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۵) خطبے کا وقت ظہر کے اندر ہونا۔ پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۶) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبے سے سجدۂ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا۔ اگرچہ وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور، مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں، پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔

(۷) اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔

(۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار (بے روک ٹوک) نمازِ جمعہ کا پڑھنا۔ پس کسی خاص مقام میں چھپ کر نمازِ جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نمازِ جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعے کو مسجد کے دروازے بند کر لیے جائیں تو نماز نہ ہوگی۔

یہ شرائط جو نمازِ جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں اگر کوئی شخص ان شرائط کے نہ پائے جانے کے باوجود نمازِ جمعہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی، نمازِ ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی اور چوں کہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے، لہٰذا ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

تمرین

سوال ①: نمازِ جمعہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ②: نمازِ جمعے کے واجب ہونے کی شرائط کیا ہیں؟

سوال ③: جمعے کی نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں ذکر کریں؟

جمعے کے خطبے کے نو (۹) مسائل

مسئلہ (۱) جب سب لوگ جماعت میں آجائیں تو امام کو چاہیے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہوکر اذان کہے۔ بعد اذان کے فوراً امام کھڑا ہوکر خطبہ شروع کردے۔

مسئلہ (۲): خطبے میں بارہ (۱۲) چیزیں مسنون ہیں:

(۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔

(۲) دو خطبے پڑھنا۔

(۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سُبحان اللہ کہہ سکیں۔

(۴) دونوں حَدَثوں سے پاک ہونا[۱]۔

(۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔

(۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہنا۔

(۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سُن سکیں۔

(۸) خطبے میں ان آٹھ (۸) قسم کے مضامین کا ہونا:

(الف) اللہ تعالیٰ کا شکر (ب) اور اس کی تعریف (ج) خداوند عالم کی وحدت اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت، (د) نبی ﷺ پر درود، (ہ) وعظ و نصیحت (و) قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا (ز) دوسرے خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا (ح) دوسرے خطبے میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔ یہ آٹھ (۸) قسم کے مضامین کی فہرست تھی آگے بقیہ فہرست ہے ان اُمور کی جو حالت خطبہ میں مسنون ہیں۔

(۹) خطبے کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔

(۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا۔ اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا۔

(۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض عوام کا دستور ہے خلافِ سنت مؤکدہ اور مکروہِ تحریمی ہے۔

---

[۱] یعنی جنبی بھی نہ ہو اور وضو بھی کرچکا ہو۔

(۱۲) خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ دوسرے خطبے میں نبی ﷺ کے آل واصحاب وازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے دعا کرنا مستحب ہے، بادشاہِ اسلام کے لیے بھی دعا کرنا جائز ہے، مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ (۳) جب امام خطبے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اُس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کے لیے اس وقت بھی جائز بل کہ واجب ہے، پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کردے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

مسئلہ (۴) جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے، خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا، سلام یا سلام کا جواب دینا یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالتِ نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے۔ ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتادے۔

مسئلہ (۵) اگر سنت نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو راجح یہ ہے کہ سنتِ مؤکدہ تو پوری کرلے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

مسئلہ (۶) دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں بے ہاتھ اُٹھائے ہوئے اگر دل میں دُعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے، نہ آہستہ نہ زور سے، لیکن نبی ﷺ اور اُن کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں۔

مسئلہ (۷): رمضان کے اخیر جمعے کے خطبے میں وداع وفراق کے مضامین پڑھنا بوجہ اس کے کہ نبی ﷺ اور اُن کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں، نہ کتبِ فقہ میں کہیں اس کا پتا ہے اور اس پر مداومت کرنے سے عوام کو اس کے ضروری ہونے کا خیال ہوتا ہے، اس لیے بدعت ہے۔

تنبیہ: ہمارے زمانے میں اس خطبے پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سُننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ (روع الاخوان)

مسئلہ (۸): خطبے کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ (۹): نبی ﷺ کا اسمِ مبارک اگر خطبے میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعے کے دن کا خطبہ

مسئلہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ نقل کرنے سے یہ غرض نہیں کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کرلیں بل کہ کبھی کبھی بغرض تبرک واتباع اس کو بھی پڑھ لیا جایا کرے۔ عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہوجاتے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بدل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہتے، جب اذان ختم ہوجاتی (تو) آپ کھڑے ہوجاتے اور ساتھ ہی خطبہ شروع فرمادیتے۔ جب تک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے[1] دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے، نہ دعا مانگتے، جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے۔ خطبہ پڑھتے وقت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہوجاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہوجاتی تھیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عن قریب آنا چاہتا ہوا اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے ''بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ'' ''میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔'' اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے:

''أَمَّا بَعْدُ إِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ. وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِه مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِأَهْلِه وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْضِيَاعًا فَعَلَيَّ.''

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے:

''يٰأَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوْا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوْبَةً فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فِيْ شَهْرِيْ هٰذَا فِيْ عَامِيْ هٰذَا إِلٰى

[1] منبر بن جانے کے بعد بھی لاٹھی وغیرہ سے سہارا منقول ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے حاشیہ بہشتی زیور یا امداد الفتاوی جلد اول۔

یوم القیمة من وجد إلیه سبیلاً فمن ترکها فی حیاتی أو بعدی جحوداً بها و استخفافاً بها وله إمام جائر أو عادل فلا جمع اللّٰه شمله ولابارک له فی أمره ألا ولا صلوة له ألا ولا صوم له ألا ولا زکوة له ألا ولا حج له ألا ولا بر له حتی یتوب فإن تاب تاب اللّٰه ألا ولا تؤمن امرأة رجلاً ألا ولا یؤمن أعرابی مهاجراً ألا ولایؤمن فاجر مؤمناً إلا ان یقهره سلطان یخاف سیفه وسوطه. (ابن ماجه)''

اور کبھی بعد حمد وصلوۃ کے یہ خطبہ پڑھتے تھے:

''الحمد للّٰه نحمده ونستغفره ونعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا ومن سیات أعمالنا من یهده اللّٰه فلا مضل له ومن یضلل فلا هادی له وأشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحده لا شریك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله. أرسله بالحق بشیراً و نذیراً بین یدی الساعة من یطع اللّٰه ورسوله فقد رشد واهتدی ومن یعصهما فإنه لایضر إلا نفسه ولا یضر اللّٰه شیئا ''

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت (ﷺ) ''سورۃ ق'' خطبے میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتی کہ میں نے ''سورۃ ق'' حضرت (ﷺ) ہی سے سن کر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی ''سورۂ والعصر'' اور کبھی۔

﴿لایستوی اصحب النار و اصحب الجنة ۔ اصحب الجنة هم الفائزون﴾

اور کبھی

﴿ونادوا یملك لیقض علینا ربك ۔ قال انكم ماكثونo﴾

جمعے کی نماز کے چار (۴) مسائل

مسئلہ (۱) بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۲) خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے، خطبہ اور نماز کے درمیان میں کوئی دُنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر درمیان میں فصل زیادہ ہو جائے (تو) اس کے بعد خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے۔ ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو کوئی شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبے کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں، نہ خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے۔

مسئلہ (۳). نمازِ جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے:

نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَي الْفَرْضِ صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ.

ترجمہ: ''میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نمازِ جمعہ پڑھوں۔''

بہتر یہ ہے کہ جمعے کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں، اگر چہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نمازِ جمعہ جائز ہے۔

مسئلہ (۴). اگر کوئی مسبوق قعدۂ اخیرہ میں ''التحیات'' پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آ کر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعے کی نماز تمام کرنا چاہیے، ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

تمرین

سوال ①: خطبے میں مسنون اعمال کون سے ہیں بیان کریں؟

سوال ②: اگر سنت نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: خطیب کا خطبے کے دوران مسئلہ بتانا کیسا ہے؟

سوال ④: رمضان کے آخری جمعے میں الوداعی مضامین وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ⑤: کیا خطیب کے لیے دیکھ کر خطبہ پڑھنا جائز ہے؟

سوال ⑥: نبی کریم ﷺ جمعے کے دن کون سا خطبہ پڑھتے تھے؟

سوال ⑦: کیا جو شخص خطبہ پڑھے اسی کو نمازِ جمعہ پڑھانی چاہیے؟

باب صلوٰۃ العیدین

عیدین کی نماز کا بیان[1]

مسئلہ(۱): شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو ''عید الفطر'' کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ''عید الاضحی'' یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں، ان دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے، جمعے کی نماز کی صحت و وجوب کے لیے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکی ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں، سوائے خطبے کے کہ جمعے کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں، سنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے، مگر عیدین کے خطبے کا سننا بھی مثل جمعے کے خطبے کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔ عید الفطر کے دن تیرہ (۱۳) چیزیں مسنون ہیں

عید کی تیرہ (۱۳) سنتیں

(۱) شریعت کے موافق اپنی آرائش کرنا۔
(۲) غسل کرنا۔
(۳) مسواک کرنا۔
(۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔
(۵) خوشبو لگانا۔
(۶) صبح کو بہت سویرے اُٹھنا۔
(۷) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔
(۸) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز مثلاً: چھوہارے وغیرہ کھانا۔
(۹) عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر دے دینا۔
(۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔
(۱۱) جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔

---

[1] اس باب میں بیس (۲۰) مسائل مذکور ہیں۔

(۱۲) پیدل جانا۔
(۱۳) راستے میں "اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہیے۔

عید کی نماز کا طریقہ

مسئلہ (۲): عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے:
"نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْوَاجِبِ صَلٰوةِ عِيْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَكْبِيْرَاتٍ وَّاجِبَةٍ."
ترجمہ: میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نمازِ عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں (زبان سے کہنا ضروری نہیں، دل میں ارادہ کرلینا بھی کافی ہے)

یہ نیت کرکے ہاتھ باندھ لے اور "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہے اور ہر مرتبہ تکبیرِ تحریمہ کی طرح دونوں کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور تکبیر کے بعد ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف (وقفہ) کرے کہ تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بل کہ باندھ لے اور "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ" اور "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسبِ دستور رکوع سجدہ کرکے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ لے اور اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے، لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے، بل کہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

مسئلہ (۳): نماز کے بعد دو خطبے منبر پر کھڑے ہوکر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعے کے خطبے میں۔

مسئلہ (۴): عیدین کی نماز کے بعد (یا خطبے کے بعد) دعا مانگنا گو نبی ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول نہیں، مگر چوں کہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لیے عیدین کی نماز کے بعد بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔

مسئلہ (۵): عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے۔ اوّل خطبے میں نو مرتبہ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہے، دوسرے میں سات مرتبہ۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں فرق

مسئلہ (۶) عید الاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں۔ فرق اس قدر ہے کہ عید الاضحیٰ کی نیت میں بجائے عید الفطر کے عید الاضحیٰ کا لفظ داخل کرے۔ عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں۔ عید الفطر میں راستے میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے اور عید الفطر کی نماز دیر کرکے پڑھنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ کی سویرے اور یہاں صدقۂ فطر نہیں بل کہ اہلِ وسعت پر بعد میں قربانی ہے اور اذان واقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں۔

عید کی نماز سے پہلے اور بعد کے نوافل

مسئلہ (۷) جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے، نماز سے پہلے بھی اور پیچھے (بعد میں) بھی۔ ہاں نماز کے بعد گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور نماز سے پہلے یہ بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۸) عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نمازِ عیدین نہ پڑھیں اُن کو نمازِ عید سے پہلے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔

تکبیرِ تشریق کے مسائل

مسئلہ (۹) عید الفطر کے خطبے میں صدقۂ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیرِ تشریق کے احکام بیان کرنا چاہیے۔ تکبیرِ تشریق یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ

"اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ."

کہنا واجب ہے بشرط یہ کہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ جگہ شہر ہو۔[1] یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں، اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو اُن پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی لیکن اگر

[1] یہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک گاؤں والوں پر بھی واجب ہے، اور اس مسئلہ میں فتویٰ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ ہی کے قول پر ہے، اس لیے گاؤں والوں پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے۔

نفرداور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔[1]

مسئلہ (۱۰): یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیے، سب تیئیس (۲۳) نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

مسئلہ (۱۱): اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔ ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔

مسئلہ (۱۲): نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۳): اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں، یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔

مسئلہ (۱۴): عیدالاضحی کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۵): عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مواضع (جگہوں) میں جائز ہے۔

مسئلہ (۱۶): اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نمازِ عید نہیں پڑھ سکتا، اس لیے کہ اس میں جماعت شرط ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شریک ہوا ہو اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۷): اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عیدالفطر کی نماز دوسرے دن اور عیدالاضحی کی بارھویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ (۱۸): عیدالاضحی کی نماز میں بے عذر[2] بھی بارھویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہے اور عیدالفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز نہیں ہوگی۔

---

[1] یہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت اور مسافر پر تکبیر کہنا واجب ہے اور فتویٰ اس میں بھی صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ ہی کے قول پر ہے۔ وأمّا عندهما فهو واجبٌ على كلِّ من يُصلّي المكتوبة لأنّه تبعٌ لها فيجبُ على المسافرِ والمرأةِ والقروي قال في السراجِ الوهّاجِ والجوهرةِ والفتوى على قولهما۔ [2] یعنی بغیر کسی مجبوری کے۔

عذر کی مثال

(۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو۔

(۲) پانی برس رہا ہو۔

(۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہوا اور زوال کے بعد جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے۔

(۴) بادل کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بادل کھل جانے کے بعد معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔

مسئلہ (۱۹) اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً نیت باندھنے کے بعد تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قراءت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے، اس کے بعد رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے، مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے اور اگر اس کے قبل کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں، وہ اس سے معاف ہیں۔

مسئلہ (۲۰) اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چھٹ جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قراءت کرلے اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدے کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہیے تھا؛ لیکن چوں کہ اس طریقے سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہو جاتی ہیں اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں ہے، اس لیے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے رکوع میں اُس کو خیال آئے تو اُس کو چاہیے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی، لیکن ہر حال میں کثرت ازدحام کی وجہ سے سجدہ سہو نہ کرے۔

تمرین

سوال①: عید کے دن کے مسنون اعمال بیان کریں۔

سوال②: عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں کیا فرق ہے؟

سوال③: عید الفطر کی نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال④: تکبیر تشریق کسے کہتے ہیں، کن پر واجب ہے اور کب واجب ہے؟

سوال⑤: اگر کسی سے عید کی نماز کی ایک رکعت چلی جائے تو وہ اسے کس طرح ادا کرے گا؟

باب الجنائز

گھر میں موت ہو جانے کا بیان[1]

مسئلہ (۱) جب آدمی مرنے لگے تو اس کو چت لٹا دو اور اس کے پیر قبلہ کی طرف کر دو اور سر اونچا کر دو، تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور اس کے پاس بیٹھ کر زور زور سے کلمہ پڑھو، تاکہ تم کو پڑھتے سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے۔ اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو، کیوں کہ وہ وقت بڑا مشکل ہے، نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔

مسئلہ (۲): جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ رہو، یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے اور پڑھتے پڑھتے دم نکلے، کیوں کہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہیے، اس کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹنے تک کلمہ برابر جاری رہے، ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات چیت کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو، جب وہ پڑھ لے تو پھر چپ رہو۔

مسئلہ (۳): جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو سمجھو اس کی موت آ گئی، اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔

مسئلہ (۴): سورۂ یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے، اس کی سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ دو یا کسی سے پڑھوا دو۔

مسئلہ (۵): اس وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے، کیوں کہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا وقت ہے، ایسے کام کرو ایسی باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جائے کہ مردے کی خیر خواہی اسی میں ہے۔ ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا یا اور کوئی جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اسے سامنے لانا یا ایسی باتیں کرنا کہ دل اس کا ان کی طرف متوجہ ہو جائے اور ان کی محبت اس کے دل میں سما جائے بڑی بُری بات ہے، دنیا کی محبت لے کے رخصت ہوا تو نعوذ باللہ بری موت مرا۔

مسئلہ (۶): مرتے وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے تو اس کا خیال نہ کرو، نہ اس کا چرچا کرو، بل کہ یہ سمجھو کہ موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہی، اس وجہ سے ایسا ہوا اور عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو

[1] اس باب میں دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔

سب معاف ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتے رہو۔

مسئلہ (۷): جب مر جائے تو سب عضو درست کر دو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھ دو کہ کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگا دو، تا کہ منہ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کر دو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کے باندھ دو، تا کہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں، پھر کوئی چادر اُڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو۔

مسئلہ (۸): منہ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو: "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ."

مسئلہ (۹): مر جانے کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوش بو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت اور جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔

مسئلہ (۱۰): مر جانے کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں ہے۔

تمرین

سوال ①: مردے کے پاس جنبی مرد یا نفاس و حیض والی عورت کے رہنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ②: کیا مر جانے کے بعد میت کے پاس تلاوت کی جا سکتی ہے؟

سوال ③: انسان کے مر جانے کی کیا علامات ہیں؟

سوال ④: انسان کے مرتے وقت پاس موجود ہونے والوں کو کیا کرنا چاہیے؟

نہلانے کا بیان[1]

مسئلہ(۱): جب گور وکفن کا سب سامان ہو جائے اور نہلانا چاہو تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختے کو لوبان یا اگربتی وغیرہ خوش بودار چیز کی دھونی دے دو، تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ، چاروں طرف دھونی دے کر مردے کو اس پر لٹا دو اور کپڑے اتار لو اور کوئی (موٹا) کپڑا ناف سے لے کر زانو تک ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے۔

مسئلہ(۲) اگر نہلانے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہہ جائے گا تو خیر نہیں تو تخت کے نیچے گڑھا کھدوا لو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے، اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں، غرض فقط یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی پھسل کر گر نہ پڑے۔

نہلانے کا طریقہ

پہلے مردے کو استنجا کرا دو، لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو، بل کہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو اور جو کپڑا ناف سے لے کر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلاؤ، پھر اس کو وضو کرا دو، لیکن نہ کلی کراؤ، نہ ناک میں پانی ڈالو، نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ، بل کہ پہلے منہ دھلاؤ، پھر ہاتھ کہنی سمیت، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے۔ اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض ونفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو، تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے۔

جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جائے جیسے بیسن یا کھلی یا صابون سے مل کر دھوئے اور صاف کر کے پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے، یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے، پھر داہنی کروٹ پر لٹائے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا

[1] اس عنوان کے تحت سترہ (۱۷) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

بٹھائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبائے، اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھوڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کوئی نقصان نہیں اب نہ دوہراؤ، اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹائے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے، پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنا دو۔

مسئلہ (۳): اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے، اسی سے اس طرح تین دفعہ نہلا دے اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلائے اور نہلانے کا یہ طریقہ جو بیان ہوا سنت ہے، اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بل کہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھوڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ (۴): جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو، اگر مردہ مرد ہو تو ڈاڑھی پر بھی عطر لگا دو، پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلی اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو۔ بعضے (لوگ) کفن میں عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں، یہ سب جہالت ہے، جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زائد مت کرو۔

مسئلہ (۵): بالوں میں کنگھی نہ کرو، نہ ناخن کاٹو، نہ کہیں کے بال کاٹو، سب اسی طرح رہنے دو۔

میت کو کون غسل دے؟

مسئلہ (۶): اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں، اگر چہ (وہ عورت اس کی) محرم ہی کیوں نہ ہو، اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دو، لیکن اس کے بدن میں ہاتھ نہ لگاؤ بل کہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لو، تب تیمم کراؤ۔

مسئلہ (۷): کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بیوی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے اور اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں، البتہ دیکھنا درست ہے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ (۸): جو مرد جنبی ہو یا عورت حیض و نفاس سے ہو، وہ مردے کو نہ نہلائے کہ یہ مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ (۹): بہتر یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلائے اور اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی دین دار نیک مرد نہلائے۔

غسل دینے والا میت کے عیب کو چھپائے

مسئلہ (۱۰): اگر نہلانے میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے، اگر خدانخواستہ مرنے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا اور کالا ہوگیا تو یہ بھی نہ کہے اور بالکل اس کا چرچا نہ کرے کہ یہ سب ناجائز ہے، ہاں اگر وہ کھلم کھلا کوئی گناہ کرتا ہو جیسے ناچتا تھا یا گانا گانے کا پیشہ کرتا تھا تو ایسی باتیں کہہ دینا درست ہیں کہ اور لوگ ایسی باتوں سے بچیں اور توبہ کریں۔[1]

ڈوب کر مرنے والے کا حکم

مسئلہ (۱۱): اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کو غسل دینا فرض ہے، پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہ ہوگا، اس لیے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں ان کا کوئی فعل نہیں ہوا، ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دے دی جائے تو غسل ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کو غسل دینا فرض رہے گا۔

نامکمل میت کا حکم

مسئلہ (۱۲): اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا۔ اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ہے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا، خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔

میت کے مسلمان ہونے کا علم نہ ہونا

مسئلہ (۱۳): اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

مسئلہ (۱۴): اگر مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز باقی نہ رہے تو ان سب کو غسل دیا

[1] اور اگر کوئی اچھی بات دیکھے جیسے چہرہ پرنور ہونا اور رونق کا ہونا اس کا ظاہر کرنا مستحب ہے۔

جائے گا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علاحدہ کرلی جائیں اور صرف ان ہی کو غسل دیا جائے، کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔

کافر رشتہ دار کی میت کا حکم

مسئلہ (۱۵): اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور مر جائے تو اس کی نعش اس کے ہم مذہب کو دے دی جائے۔ اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو، یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے، مگر نا مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے، کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بل کہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا حتی کہ اگر کوئی شخص اس کو لیے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

باغی، ڈاکو اور مرتد کے غسل کا حکم

مسئلہ (۱۶): باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرط یہ کہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔

مسئلہ (۱۷): مرتد اگر مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہلِ مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔

تیمّم کرانے کے بعد پانی مل گیا

مسئلہ (۱۸): اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دے دینا چاہیے۔

تمرین

سوال ①: میت کے نہلانے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ②: اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں نہلانے والا کوئی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: کن صورتوں میں میت کو غسل نہیں دیا جائے گا؟

وصیت لکھیے

☆ مسلمان مرد و عورت کی ترجیحاتی ضرورت کے متعلق ایک اہم اور مفید کتاب جس میں وصیت لکھنے کے مکمل فارم، اہم ذاتی نکات، آسان اور عام فہم انداز میں لکھنے کے لئے ڈائری اور وصیت لکھنے کا تفصیلی طریقہ ذکر کیا گیا ہے۔

☆ اُمید ہے کتاب کے مطالعہ کے بعد وصیت لکھی جائے گی تو وارثین میں جھگڑا بھی پیدا نہیں ہوگا اور کسی کا حق بھی ان شاء اللہ ذمہ پر نہیں رہے گا۔

☆ ہمارے اکابرین تو پہلے سے اپنی وصیت لکھ کر محفوظ رکھتے تھے، اللہ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائیں۔

کفنانے کا بیان[1]

مسنون کفن

مسئلہ (۱) مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا سنت ہے (۱) کرتہ (۲) ازار (۳) چادر (اسے لفافہ بھی کہتے ہیں) ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتا گلے سے لے کر پاؤں تک ہو، لیکن اس میں کلی ہوں نہ آستین۔

مسئلہ (۲) مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں، دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ (۳) پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دو تب اس میں مردے کو کفنادو۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ

مسئلہ (۴) کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ، پھر ازار، اس کے اوپر کرتہ، پھر مردے کو اس پر لے جا کے پہلے کرتہ پہناؤ، پھر ازار لپیٹ دو، پہلے بائیں طرف لپیٹو، پھر داہنی طرف، پھر چادر لپیٹو، پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف، پھر کسی دھجی (کپڑے کی کترن) سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ راستے میں کہیں کھل نہ پڑے۔

قبر میں عہد نامہ رکھنا یا کچھ لکھنا

مسئلہ (۵) کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح کفن پر یا سینے پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چودہ (۱۴) مسائل مذکور ہیں۔

نابالغ اور ناتمام بچے کا غسل اور کفن

مسئلہ (۶). جو بچہ زندہ پیدا ہوا، پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مر گیا تو وہ بھی اسی قاعدے سے نہلایا جائے اور کفن کے نماز پڑھی جائے پھر دفن کر دیا جائے اور اس کا نام بھی کچھ رکھا جائے۔

مسئلہ (۷). جو بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا، پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی، اس کو بھی نہلاؤ لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دو، بل کہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو اور نام اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہیے۔

مسئلہ (۸) اگر حمل گر جائے تو اگر بچے کے ہاتھ، پاؤں، منہ، ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلائے اور نہ کفنائے، کچھ بھی نہ کرے بل کہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچے کے کچھ عضو بن گئے ہیں تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جائے اور نہلا دیا جائے لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دیا جائے نہ نماز پڑھی جائے بل کہ کپڑے میں لپیٹ کر کے دفن کر دیا جائے۔

مسئلہ (۹) لڑکے کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ پیدا ہونے کا حکم ہے، البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ زندہ پیدا ہوا۔ اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینے تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصہ نکل آیا اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۰) اگر کوئی لڑکا مر جائے تو اسے بھی اسی ترکیب سے نہلا دو جو اوپر بیان ہو چکی اور کفنانے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر تم کو معلوم ہوا۔

جنازے کے اوپر ڈالی جانے والی چادر کا حکم

مسئلہ (۱۱). جو چادر جنازے کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے، کفن فقط اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

ناتمام یا بوسیدہ میت کا کفن

مسئلہ (۱۲): اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے، ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہیے۔

مسئلہ (۱۳): کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہیے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اور اگر پھٹ گئی ہو تو کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ (مسنون کفن کی حاجت نہیں)

تمرین

سوال ①: مرد کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے گا؟
سوال ②: اگر کسی انسان کا نصف حصہ مل جائے تو کیا حکم ہے؟
سوال ③: اگر بچہ مردہ پیدا ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
سوال ④: نابالغ اور ناتمام بچے کے غسل اور کفن کا کیا حکم ہے؟

زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل

نزع کے وقت سورۂ یسین شریف پڑھو اور قریب موت داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹاؤ کہ مسنون ہے جب کہ مریض کو تکلیف نہ ہو، ورنہ اس کے حال پر چھوڑ دو اور چت لٹانا بھی جائز ہے کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں اور سر کسی قدر اونچا کر دیا جائے اور پاس بیٹھنے والے ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کسی قدر بلند آواز سے پڑھتے رہیں۔ میت کو کلمہ پڑھنے کے لیے نہ کہیں، کہیں وہ ضد میں آ کر منع کر دے۔

مرنے پر ایک چوڑی پٹی لے کر اس ٹھوڑی کے نیچے کو نکال کر سر پر لا کر گرہ دے دو اور آنکھیں بند کر دو، پیروں کے انگوٹھے ملا کر دھجی سے باندھ دو اور ہاتھ داہنے بائیں رکھو، سینے پر نہ رہیں اور لوگوں کو مرنے کی خبر کر دو اور دفن میں بہت جلدی کرو، سب سے پہلے قبر کا بندوبست کرو اور کفن دفن کے لیے سامان ذیل کی فراہمی کرو جس کو اپنے اپنے موقع پر صرف کرو۔

تفصیل سامان کی یہ ہے: گھڑے دو عدد، اگر گھر میں برتن موجود ہوں تو نئے کی حاجت نہیں، لوٹا اگر موجود ہو تو حاجت نہیں، تختۂ غسل وہ اکثر مسجد میں رہتا ہے، صابن ایک تولہ، روئی آدھی چھٹانک، گل خیرو ایک چھٹانک، کافور چھ ماشہ، تختہ یا لکڑی بڑے پٹاؤ[1] قبر بقدر پیمائش قبر، بوریا ایک عدد بقدر قبر۔ کفن جس کی ترکیب مرد کے لیے یہ ہے کہ مردے کے قد کے برابر ایک لکڑی لو اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگاؤ اور ایک تاگہ سینے کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں لے جاؤ کہ دونوں سرے اس تاگے کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جائیں اور اس کو وہاں سے توڑ کر رکھ لو، پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض اس تاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو۔ اگر عرض اس قدر نہ ہو تو اس میں جوڑ لگا کر پورا کر لو اور اس لکڑی کے برابر ایک چادر پھاڑ لو اس کو ازار کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسری چادر پھاڑو جو عرض میں تو اسی قدر ہو البتہ طول میں ازار سے چار گرہ[2] زیادہ ہو اس کو لفافہ کہتے ہیں، پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض مردے کے جسم کی چوڑائی کے برابر ہو اور لکڑی کے نشان سے اخیر تک جس قدر طول ہے اس کا دوگنا پھاڑو اور دونوں سرے کپڑے کے ملا کر اس کو بیچ سے چاک کرو کہ سر کی طرف سے گلے میں آ جائے (اس کو قمیص یا کفنی کہتے ہیں) یہ تو کفن ہوا اور کفن مسنون اسی قدر ہے اور بعض چیزیں کفن کے متعلقات سے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے۔

---

[1] یعنی قبر کا گڑھا ڈھکنے کے لیے۔ [2] ایک گرہ ... تقریباً تین انگل کی چوڑی۔

تہ بند بدن کی موٹائی سے تین گرہ زیادہ، بڑے آدمی کے لیے سوا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پنڈلی تک چودہ گرہ عرض کافی ہے، یہ دو ہونے چاہییں۔ دستانہ چھ گرہ طول اور تین گرہ عرض ہو بقدر پنجہ دست بنالیں، یہ بھی دو عدد ہوں۔

تنبیہ (۱): کفن اور اس کے متعلقات کا بندوبست بھی گھڑوں وغیرہ کے ساتھ کردیں۔

تنبیہ (۲): اب مناسب ہے کہ بڑے شخص کے کفن کو یک جائی طور پر لکھ دیا جائے تاکہ اور آسانی ہو۔

نمبر شمار	نام پارچہ	طول	عرض	اندازہ پیمائش
۱	ازار	ڈھائی گز تقریباً سوا دو میٹر	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک تقریباً سوا میٹر تک	سر سے پاؤں تک
۲	لفافہ	پونے تین گز تقریباً ڈھائی میٹر	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک تقریباً سوا میٹر تک	ازار سے تقریباً نو انچ زیادہ
۳	قمیص	ڈھائی گز تا پونے تین گز تقریباً ڈھائی میٹر	ایک گز تقریباً ایک میٹر تک	کندھے سے آدھی پنڈلی تک

تنبیہ (۳): تخمیناً مرد کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا دس گز صرف ہوتا ہے اور تہ بند اور دستانہ اس سے جدا ہیں اور بچے کا کفن اس کے مناسب حال مثل سابق لے لو۔

غسل اور کفنانے کا طریقہ

ایک گھڑے میں دو مٹھی بیری کے پتے ڈال کر پانی کو جوش دے دو اور اس کے دو گھڑے بنا لو اور ایک گڑھا شمالاً جنوباً لمبا کھود و (یہ ضروری نہیں، اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ پانی کسی نالی وغیرہ کے ذریعے سے بہہ جائے تو اس کے قریب تختہ رکھ لینا کافی ہے) اور اس پر تختہ اسی رخ سے بچھا کر تین دفعہ لوبان کی دھونی دے دو اور مردے کو اس پر لٹاؤ اور کرتہ، انگرکھا (ایک قسم کا مردانہ لباس) وغیرہ کو چاک کر کے نکال لو اور تہ بند ستر پر ڈال کر استعمالی پارچہ[1] اندر ہی اندر اتار لو اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو، نجاست خارج ہو یا نہ ہو، دونوں صورت میں مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کراؤ۔ پھر پانی سے استنجا کراؤ مگر ہاتھ میں دستانہ یعنی تھیلی پہن لو، بلا تھیلی کے ستر پر ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے، پھر روئی کا پھایہ (کپڑا) تر کر کے ہونٹوں اور دانتوں پر پھیر کر پھینک دو، اسی طرح تین مرتبہ کرو، اسی

[1] کپڑا، لباس، پوشاک۔

صورت سے تین مرتبہ ناک اور رخساروں پر پھیرو۔

پھر منہ اور ناک اور کانوں میں روئی رکھ دو کہ پانی نہ جائے، پھر سر اور داڑھی کو گل خیرو یا صابن سے دھولو، پھر وضو کراؤ، اول میت کا منہ دھوؤ، پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پاؤں دھوؤ، پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر پانی بہاؤ، پھر داہنی کروٹ پر ایسے ہی کرو، پھر دوسرا دستانہ پہن کر بدن کو صاف کر دو اور تہ بند دوسرا بدل دو۔ پھر چارپائی بچھا کر اس پر اول لفافہ، اس پر ازار، پھر اس پر نیچے کا حصہ کفنی کا بچھا کر باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو، پھر مردے کو تختے سے بآہستگی اٹھا کر اس پر لٹاؤ اور کفنی کے حصے کو سر کی طرف الٹ دو کہ گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو اور تہ بند نکال دو اور کافور سر اور داڑھی اور سجدے کے موقعوں پر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلی، دونوں گھٹنے، دونوں پنجے پر مل دو، پھر ازار کا بایاں پلہ لپیٹ کر اس پر دایاں پلہ لپیٹ دو اور لفافے کو بھی ایسے ہی کرو اور ایک کترے کر سرہانے اور پائینتی چادر کے گوشہ چن کر باندھ دو۔

تنبیہ (۱): بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ رکھے ہیں، حالاں کہ وہ کفن مسنون سے خارج ہیں، میت کے ترکے سے ان کا خریدنا جائز نہیں، وہ یہ ہیں (۱) جائے نماز، طول سوا گز، عرض چودہ گرہ، (۲) پٹکا، طول ڈیڑھ گز، عرض چودہ گرہ، یہ مردے کے قبر میں اتارنے کے لیے ہوتا ہے (۳) بچھونا، طول اڑھائی گز، عرض سوا گز، یہ چارپائی پر بچھانے کے لیے ہوتا ہے (۴) دامنی، طول دو گز، عرض سوا گز بقدر استطاعت چار سے سات تک محتاجین کو دیتے ہیں جو محض عورت کے لیے مخصوص ہیں (۵) چادر کلاں، مرد کے جنازے پر طول تین گز، عرض پونے دو گز جو چارپائی کو ڈھانک لیتی ہے، البتہ عورت کے لیے ضروری ہے مگر ہے کفن سے خارج، اس لیے اس کا ہم رنگ کفن ہونا ضروری نہیں، پردے کے لیے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے۔

تنبیہ (۲): اگر جائے نماز وغیرہ کی ضرورت کبھی خیال میں آئے تو گھر کے کپڑے کار آمد ہو سکتے ہیں، ترکہ میت سے ضرورت نہیں یا کوئی عزیز اپنے مال سے خرید دے۔

مسئلہ (۱): سامانِ غسل وکفن میں سے اگر کوئی چیز گھر میں موجود ہو اور پاک صاف ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔

مسئلہ (۲): کپڑا کفن کا اسی حیثیت کا ہونا چاہیے جیسا مردہ اکثر زندگی میں استعمال کرتا تھا، تکلّفات فضول ہیں۔

مسئلہ (۳): جو بچہ علامت زندگی کی ظاہر ہو کر مر گیا تو اس کا نام اور غسل اور نماز سب ہوگی اور اگر کوئی علامت نہ پائی گئی تو غسل دے کر اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر بغیر نماز دفن کر دیں گے۔

قبر میں مردے کو قبلہ رُخ اس طرح کہ تمام جسم کو کروٹ دی جائے لٹا دیں اور کفن کی گرہ کھول دیں اور سلفِ صالحین کے موافق ایصالِ ثواب کریں، وہ اس طرح کہ کسی رسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ کریں، اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر اس کو ثواب پہنچا دیں اور دفن سے پہلے قبرستان میں جو وقت فضول خرافات باتوں میں گزارتے ہیں اس وقت کلمہ کلام پڑھتے اور ثواب بخشتے رہا کریں۔

تمرین

سوال ①: جو شخص مرنے کے قریب ہو اس کے پاس کیا عمل کرنا چاہیے؟
سوال ②: مرنے کے فوراً بعد کیا کرنا چاہیے؟
سوال ③: کفن دفن کے وقت جس سامان کی ضرورت ہوا سے تفصیل سے لکھیں؟
سوال ④: بڑے شخص کے کفن میں جو چیزیں استعمال ہوتی ہیں ان کا نقشہ بنا کر واضح کریں؟
سوال ⑤: میت کو غسل دینے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ⑥: میت کو کفنانے کا شرعی طریقہ تفصیل سے لکھیں؟

فصل فی الصلوٰۃ علی المیت

جنازے کی نماز کے مسائل[1]

نمازِ جنازہ درحقیقت اس میت کے لیے ارحم الرّاحمین سے دعا ہے۔

نمازِ جنازہ واجب ہونے کی شرائط

مسئلہ (۱) نمازِ جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو پس جس کو یہ خبر نہ ہو تو وہ معذور ہے، نمازِ جنازہ اس پر ضروری نہیں۔

نمازِ جنازہ صحیح ہونے کی شرائط

مسئلہ (۲) نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں

ایک قسم کی وہ شرطیں ہیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں، وہ وہی (شرطیں) ہیں جو اور نمازوں کے لیے اوپر بیان ہو چکیں یعنی طہارت، ستر عورت، استقبالِ قبلہ، نیت۔ ہاں اس کے لیے وقت شرط نہیں اور اس کے لیے نماز نہ ملنے کے خیال سے تیمم جائز ہے، مثلاً نمازِ جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کر لے، بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز نہیں۔

جوتا پہن کر نمازِ جنازہ پڑھنا

مسئلہ (۳) آج کل بعض آدمی جنازے کی نماز جوتا پہنے ہوئے پڑھتے ہیں، ان کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں وہ اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے، اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔

دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کا میت سے تعلق ہے وہ چھ (۶) ہیں

شرط (۱) میت کا مسلمان ہونا۔ پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں، مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے،

---

[1] اس باب میں ستائیس (۲۷) مسائل مذکور ہیں۔

سوائے ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں اور اگر لڑائی کے بعد یا اپنی موت سے مر جائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائے گی۔ اسی طرح جس شخص نے (نعوذ باللہ) اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی اور ان دونوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی اور جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔

مسئلہ (۴) جس (نابالغ) لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔

مسئلہ (۵) میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو اور اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔

شرط (۲) میت کے بدن اور کفن کا نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر (پاک) ہونا۔ ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے (غسل کے بعد) خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، نماز درست ہے۔

مسئلہ (۶) اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر (پاک) نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا غسل کے ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً غسل یا تیمم کے بغیر دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حال میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میت پر بغیر غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور دفن کے بعد علم ہو کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے، اس لیے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی، ہاں اب چوں کہ غسل ممکن نہیں ہے لہٰذا نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ (۷) اگر کوئی مسلمان نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے جب تک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے[1] اس کی تعیین نہیں ہو سکتی یہی اصح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدت بیان کی ہے۔

مسئلہ (۸) اگر میت پاک پلنگ یا تخت پر ہو تو میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میت کو بغیر پلنگ و تخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے، بعض کے

---

[1] کیوں کہ بعض ملک ٹھنڈے ہوتے ہیں وہاں نعش جلدی نہیں پھٹتی اور بعض ملک گرم ہوتے ہیں وہاں نعش جلدی پھٹ جاتی ہے۔

نزدیک میت کی جگہ کی طہارت شرط ہے، اس سے نماز نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں لہٰذا نماز صحیح ہو جائے گی۔
شرط (۳). میت کا جو جسم واجب الستر ہے اس کا پوشیدہ ہونا۔ اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔
شرط (۴): میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں۔
شرط (۵). میت کا یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔
شرط (٦). میت کا وہاں موجود ہونا۔ اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

نمازِ جنازہ کے فرائض

مسئلہ (۹). نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں (۱) چار مرتبہ اَللّٰہُ أَکْبَر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں ایک رکعت کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا۔ جس طرح فرض واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بغیر عذر اس کا ترک جائز نہیں اور عذر کا بیان (نماز کے بیان میں) اوپر ہو چکا ہے۔
مسئلہ (۱۰). رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔

نمازِ جنازہ کی سنتیں

مسئلہ (۱۱): نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں. (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا (۲) نبی ﷺ پر درود پڑھنا (۳) میت کے لیے دعا کرنا۔ جماعت اس میں شرط نہیں پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا خواہ (نماز پڑھنے والا) عورت ہو یا مرد، بالغ ہو یا نابالغ۔
مسئلہ (۱۲). ہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے، اس لیے کہ یہ میت کے لیے دعا ہے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہِ الٰہی میں کسی چیز کے لیے دعا کرنا نزولِ رحمت اور قبولیت کے لیے ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔

نمازِ جنازہ کا مسنون طریقہ

مسئلہ (۱۳): نمازِ جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا

ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں:

''نَوَیْتُ أَنْ أُصَلِّيَ صَلوةَ الْجَنَازَةِ لِلّٰهِ تَعَالیٰ وَدُعَاءً لِلْمَيِّتِ''[1]

ترجمہ: ''میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو اللہ تعالیٰ کی نماز ہے اور میت کے لیے دعا ہے۔''

یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں، پھر ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' آخر تک پڑھیں۔ اس کے بعد پھر ایک بار ''اللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہیں، مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں، اس کے بعد درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے پھر ایک مرتبہ ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں، اس تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کریں، اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ.''

اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجاً خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ.''

اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بل کہ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''رد المحتار'' میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے۔ ان دونوں دعاؤں کے سوا اور بھی دعائیں احادیث میں آئی ہیں اور ان کو ہمارے فقہا نے بھی نقل کیا ہے، جس دعا کو چاہے اختیار کر لے۔

اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّمُشَفَّعاً.''

اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں ''اجْعَلْهُ'' کی جگہ ''اجْعَلْهَا'' اور ''شَافِعاً

[1] یہ نیت زبان سے کرنا ضروری نہیں ہے بل کہ صرف دل سے کر لینا بھی کافی ہے۔

وَّ مُشَفَّعاً '' کی جگہ شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً پڑھیں۔ جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ 'اَللّٰهُ أَكْبَر '' کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔ اس نماز میں ''اَلتَّحِيَّات'' اور قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۴). نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثنا اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔

نمازِ جنازہ میں صف بندی

مسئلہ (۱۵). جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کردی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک۔

نمازِ جنازہ کے مفسدات

مسئلہ (۱۶) جنازے کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازے کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور عورت کی محاذات (برابر میں کھڑے ہونے) سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔

مسجد میں نمازِ جنازہ

مسئلہ (۱۷). جنازے کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازوں یا جمعے یا عیدین کی نماز کے لیے بنائی گئی ہوں، خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہو اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں۔ ہاں جو خاص جنازے کی نماز کے لیے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔

نمازِ جنازہ میں تاخیر

مسئلہ (۱۸): میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔

بیٹھ کر یا سواری پر نمازِ جنازہ

مسئلہ (۱۹) جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

اجتماعی نمازِ جنازہ

مسئلہ (۲۰): اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علاحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ صورت اس لیے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے گا جو مسنون ہے۔

مسئلہ (۲۱): اگر جنازے مختلف اصناف (قسموں) کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغہ عورتوں کے ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔

نمازِ جنازہ میں مسبوق اور لاحق کا حکم

مسئلہ (۲۲): اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہوں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا[1] اور اس کو چاہیے کہ فوراً آتے ہی اور نمازوں کی طرح تکبیرِ تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بل کہ امام کی (اگلی) تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیرِ تحریمہ ہوگی، پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا (قضا) کر لے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

---

[1] یعنی وہ تکبیریں جو اس سے فوت ہو چکی ہیں بعد میں ادا (یعنی قضا) کرے گا۔

اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائے گا اس کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور نماز کے ختم ہونے کے بعد اپنی گئی ہوئی تکبیروں کا اعادہ کرلے۔ (لوٹالے)

مسئلہ (۲۳): اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لیے تیار تھا مگر سستی یا اور کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہو جانا چاہیے، امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہیے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا لوٹانا اس کے ذمے نہ ہوگا بشرطیکہ اس سے پہلے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو۔

مسئلہ (۲۴): جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اس کے سامنے سے اٹھالیا جائے گا تو دعا نہ پڑھے۔

مسئلہ (۲۵): جنازے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے۔

نمازِ جنازہ میں امامت کا حق دار

مسئلہ (۲۶): جنازے کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہے، گو تقوی اور ورع میں اس سے بہتر بھی لوگ وہاں موجود ہوں، اگر بادشاہِ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکمِ شہر ہو وہ مستحق امامت ہے. گو تقوی اور ورع میں اس سے بہتر بھی لوگ وہاں موجود ہوں، وہ بھی نہ ہو تو شہر کا قاضی، وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب، ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا بغیر ان کی اجازت کے جائز نہیں، ان ہی کا امام بنانا واجب ہے۔ اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلے کا امام مستحق ہے، بشرطیکہ میت کے اعزہ میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو، ورنہ میت کے وہ اعزہ جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں۔ اگر ولی میت کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے، حتی کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے جب تک نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

مسئلہ (۲۷): اگر میت کے ولی کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی جس کو امامت کا استحقاق ہے پھر

میت کا ولی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر میت کے ولی نے بادشاہِ وقت کے موجود نہ ہونے کی حالت میں نماز پڑھادی ہو تو بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہے، بل کہ صحیح یہ ہے کہ اگر میت کے ولی نے بادشاہِ وقت کے موجود ہونے کی حالت میں نماز پڑھ لی تب بھی بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہ ہوگا، گو ایسی حالت میں بادشاہِ وقت کے امام نہ بنانے سے ترکِ واجب کا گناہ میت کے اولیا پر ہوگا۔

حاصل یہ ہے کہ ایک جنازے کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں، مگر میت کے ولی کو جب کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی غیر مستحق نے نماز پڑھادی ہو (تو) دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

تمرین

سوال ①: نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

سوال ②: نمازِ جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ بیان کریں۔

سوال ③: نمازِ جنازہ میں کتنے فرض اور کتنی سنتیں ہیں تفصیل سے لکھیں؟

سوال ④: اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے مختلف اقسام کے آجائیں تو نمازِ جنازہ پڑھنے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

سوال ⑤: اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں اس وقت آیا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی تھیں تو وہ نمازِ جنازہ میں کس طرح شرکت کرے گا؟

سوال ⑥: نمازِ جنازہ میں امامت کا سب سے زیادہ حق دار کون شخص ہے؟

دفن کے اٹھائیس (۲۸) مسائل

مسئلہ (۱): میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔

مسئلہ (۲): جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لیے جہاں قبر کھدی ہو، لے جانا چاہیے۔

جنازہ اٹھانے کا طریقہ

مسئلہ (۳): اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے، پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے، اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں۔

اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہیے، مثل مال واسباب کے شانوں پر لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے، مثلاً: قبرستان بہت دور ہو۔

مسئلہ (۴): میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے، اس کے بعد پچھلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے، اس کے بعد بایاں پایا اپنے بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے، پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔

مسئلہ (۵): جنازے کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔

جنازے کے ہم راہ جانے والوں سے متعلق مسائل

مسئلہ (۶): جو لوگ جنازے کے ہم راہ جائیں ان کو جنازہ کے شانوں سے اتارنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۷): جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوں بل کہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔

مسئلہ (۸): جو لوگ جنازے کے ہم راہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے، اگرچہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے۔ ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے، اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۹): جنازے کے ہم راہ پیدل چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔

مسئلہ (۱۰): جنازے کے ہم راہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔

قبر سے متعلق مسائل

مسئلہ (۱۱): میت کی قبر کم سے کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیے اور اس کے قد کے موافق لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے، ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔

مسئلہ (۱۲): یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں، خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا، مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔

مسئلہ (۱۳): جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں، اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہوں کہ میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔

مسئلہ (۱۴): قبر میں اتارنے والوں کو طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی کریم ﷺ کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔

مسئلہ (۱۵): قبر میں رکھتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ (۱۶): میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔

مسئلہ (۱۷): قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کے کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔

مسئلہ (۱۸): اس کے بعد کچی اینٹوں یا نرکل (سرکنڈا) سے بند کر دیں۔ پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے، ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۱۹): عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۰): مردوں کے دفن کے وقت قبر پر پردہ نہ کرنا چاہیے، ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔

مسئلہ (۲۱): جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں، اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے جب کہ بہت زیدہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اور اگر تھوڑی سی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۲۲): قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے: ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ﴾ اور دوسری مرتبہ ﴿وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ﴾ اور تیسری مرتبہ: ﴿وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾

مسئلہ (۲۳): دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۴): مٹی ڈال چکنے کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۵): کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہیے، اس لیے کہ یہ بات انبیاء **علیھم الصلاۃ والسلام** کے ساتھ خاص ہے۔

مسئلہ (۲۶): قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی کوہان شتر کے مثل بنائی جائے، اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیدہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ (۲۷): قبر کا ایک بالشت سے بہت زیدہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے، قبر پر گچ کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔

قبر کو پختہ بنانا، گنبد وغیرہ بنانا

مسئلہ (۲۸): دفن کر چکنے کے بعد قبر پر کوئی عمارت، گنبد یا قبے وغیرہ کے مثل بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے، میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو، ورنہ جائز نہیں،

لیکن اس زمانے میں چوں کہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کرلیا ہے اور مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہوجاتا ہے، اس لیے ایسے امور بالکل ناجائز ہوں گے اور جو جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

تمرین

سوال①: میت کے اُٹھانے کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

سوال②: قبر کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے اور اس میں میت کو اتارنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال③: قبر پر مٹی کتنی اور کس طرح ڈالنی چاہیے؟

سوال④: قبر بنانے کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

جنازے کے سولہ (۱۶) متفرق مسائل

مسئلہ (۱): اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے بعد خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لیے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں۔ ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں سے تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہیے۔

مسئلہ (۲): عورتوں کو جنازے کے ہم راہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ (۳): میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔

مسئلہ (۴) اگر امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہیے کہ ان زائد تکبیروں میں اس کا اتباع نہ کریں، بل کہ سکوت کیے ہوئے کھڑے رہیں، جب امام سلام پھیرے تو خود بھی سلام پھیر دیں۔ ہاں اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بل کہ مکبّر سے سنی جائیں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تحریمہ سمجھے یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں مکبّر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیر تحریمہ کہی ہو۔

بحری جہاز میں موت واقع ہو جانا

مسئلہ (۵): اگر کوئی شخص جہاز وغیرہ پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہیے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس کو دریا میں ڈال دیں اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اترنے کی امید ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔

جنازے کی دعا کا یاد نہ ہونا

مسئلہ (۶): اگر کسی شخص کو نماز جنازے کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" کہہ دینا کافی ہے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیروں پر اکتفا کی جائے تب بھی نماز ہو جائے گی، اس لیے دعا فرض نہیں بل کہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔

دفن کے بعد میت کا قبر سے نکالنا

مسئلہ (۷): جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔

مثال: (۱) جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس دفن پر راضی نہ ہو (۲) کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔

حاملہ عورت کا مر جانا

مسئلہ (۸): اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے، لیکن اگر مردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکے میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔

جنازے کو دوسری جگہ منتقل کرنا

مسئلہ (۹): دفن سے پہلے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لیے لے جانا خلافِ اَولیٰ ہے جب کہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں[1] اور دفن کے بعد نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔

میت کی مدح خوانی کرنا

مسئلہ (۱۰): میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو، وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔

---

[1] اس مسئلے میں چوں کہ بہت کوتاہی ہو رہی ہے اس لیے ہر مسلمان کو مرنے کے متعلق اپنی وصیت لکھ لینی چاہیے اور گھر والوں کو تاکید بھی کر دینی چاہیے کہ **میرا انتقال** سفر وغیرہ میں جہاں کہیں ہو اسی جگہ سنت کے موافق مجھے دفن دیا جائے۔ شہداء احد کو آپ ﷺ نے وہیں دفنانے کا حکم دیا حالاں کہ جنت البقیع **کا قبرستان بہت** نزدیک **تھا**۔

تعزیت کا مسنون طریقہ

مسئلہ (۱۱). میت کے اعزہ کو تسکین وتسلی دینا اور صبر کے فضائل اوراس کا ثواب ان کو سنا کران کو صبر پر رغبت دلانا اور ان کے اور نیز میت کے لیے دعا کرنا جائز ہے، اسی کو تعزیت کہتے ہیں، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں۔ جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۲). اپنے لیے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں، قبر کا تیار رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۳): میت کے کفن پر بغیر روشنائی کے ویسے ہی انگلی کی حرکت سے کوئی دعا جیسے عہد نامہ وغیرہ لکھنا یا اس کے سینے پر ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' اور پیشانی پر کلمہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' جائز ہے مگر کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے، اس لیے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۴): قبر پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔

اجتماعی قبر

مسئلہ (۱۵). ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش دفن نہ کرنا چاہیے مگر بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے۔ پھر اگر سب مردے مَرد ہی مرد ہوں تو جو ان سب میں افضل ہو اس کو آگے رکھے باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھ دیں اور اگر کچھ مَرد ہوں اور کچھ عورتیں تو مَردوں کو آگے رکھیں اور ان کے پیچھے عورتوں کو۔

زیارتِ قبور کا مسئلہ

مسئلہ (۱۶): قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا مردوں کے لیے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتے میں کم

سے کم ایک مرتبہ زیارت کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعے کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کر کے جانا جائز ہے جب کہ کوئی عقیدہ اور عمل خلافِ شرع نہ ہو جیسا آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

تمرین

سوال ①: اگر کسی شخص کو نمازِ جنازہ کی منقول دعائیں یاد نہ ہوں تو کیا کرے؟

سوال ②: کیا میت کی نعش کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے؟

سوال ③: قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: عورتوں کو جنازے کے ہم راہ جانا کیسا ہے؟

باب الشهيد

شہید کے احکام

اگر چہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتی کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں، اس لیے اس کے احکام علاحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں، بعض علما نے ان اقسام کے جمع کرنے کے لیے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں، مگر ہم کو شہید کے جو احکام یہاں بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ سات (٧) شرطیں پائی جائیں۔

شرط (١): مسلمان ہونا۔ پس غیر اہل اسلام کے لیے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔

شرط (٢) مکلّف ہونا۔ یعنی عاقل بالغ ہونا پس جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کے لیے شہادت کے وہ احکام جن کا ذکر ہم آگے کریں گے ثابت نہ ہوں گے۔

شرط (٣): حدث اکبر سے پاک ہونا۔ اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض و نفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لیے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

شرط (٤): بے گناہ مقتول ہونا۔ پس اگر کوئی شخص بے گناہ مقتول نہیں ہوا بل کہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو، بل کہ یوں ہی مر گیا ہو تو اس کے لیے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

شرط (٥): اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو، اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو، مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جائے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے، لیکن لوہا مطلقاً آلہ جارحہ کے حکم میں ہے گو اس میں دھار نہ ہو اور اگر کوئی شخص، حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکہ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتی کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے بل کہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں بل کہ اگر وہ سببِ قتل بھی ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال (١): کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا (٢) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا، اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا (٣) کسی حربی

وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگادی جس سے کوئی جل کر مرگیا۔

شرط (۶): اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض مقرر نہ ہو بل کہ قصاص واجب ہوا ہو، پس اگر مالی عوض مقرر ہوگا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔

مثال (۱): کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلۂ جارحہ سے قتل کر دے (۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلۂ جارحہ سے قتل کر دے مگر خطاءً، مثلاً: کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کو لگ جائے (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو ان سب صورتوں میں چوں کہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا، اس لیے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداءً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال (۱): کوئی شخص آلۂ جارحہ سے قصداً یا ظلماً مارا گیا لیکن قاتل میں اور ورثائے مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہوگئی ہو تو اس صورت میں چوں کہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتدا میں واجب نہیں ہوا تھا بل کہ صلح کے سبب سے واجب ہوا، اس لیے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال (۲): کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداءً قصاص ہی واجب ہوا تھا، مال ابتداءً واجب نہیں ہوا لیکن باپ کے احترام و عظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہے، لہٰذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

شرط (۷): زخم لگنے کے بعد پھر کوئی زندگی کا امر راحت و تمتع مثل کھانے، پینے، سونے، دوا کرنے، خرید و فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئے اور نہ ایک وقت کی نماز کے بقدر اس کی زندگی حالت ہوش و حواس میں گزرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں۔ ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔

پس اگر کوئی شخص زخم کے بعد زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا، اس لیے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملے میں ہو تو خارج نہ ہوگا۔ اگر کوئی معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور

اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہوجائے گا ورنہ نہیں، لیکن یہ شخص اگر محاربہ (لڑائی کی جگہ) میں مقتول (قتل) ہوا ہے اور ہنوز حرب (لڑائی) ختم نہیں ہوئی تو تمتّعات مذکورہ[1] کے باوجود وہ شہید ہے۔

مسئلہ: جس شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کردیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتارا جائے، ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لیے اور کپڑے زیادہ کردیے جائیں۔ اسی طرح اگر اس کے کپڑے مسنون کفن سے زیدہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لیے جائیں۔ اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہیے، ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہیے۔ ٹوپی، جوتا، ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا اور باقی سب احکام جو اور مُردوں کے لیے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔ اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور دوسرے مُردوں کی طرح نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

تمرین

سوال ①: شہید کا کیا حکم ہے تفصیل سے لکھیں؟

سوال ②: شریعت کے بعض احکام جس شہید کے ساتھ خاص ہیں اس کی کیا شرائط ہیں مثالوں کے ذریعے وضاحت سے لکھیں؟

[1] یعنی وہ کام جو انسان زندگی میں کرتا ہے جیسے کھانا، پینا، سونا، دوا کرنا وغیرہ جن کا اوپر ذکر ہوا۔

کتاب الزکوۃ

زکوۃ کا بیان[1]

زکوۃ ادا نہ کرنے پر وعید

مسئلہ (۱): جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوۃ نہ نکالتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ گار ہے، قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر گرم کر لی جائیں گی۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جائے گا اور وہ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا: ''میں ہی تیرا مال اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔''

اللہ کی پناہ اتنے عذاب کی کون طاقت رکھ سکتا ہے، تھوڑے سے لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بے وقوفی کی بات ہے، اللہ ہی کی دی ہوئی دولت کو اللہ ہی کی راہ میں نہ دینا کتنی بے جا بات ہے۔

سونے چاندی کا نصاب

مسئلہ (۲): جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا[2] ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اس کی زکوۃ دینا واجب ہے[3] اور اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوۃ واجب ہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت انتیس (۲۹) مسائل مذکور ہیں۔ [2] ساڑھے باون تولے چاندی 612.36 گرام کے برابر اور ساڑھے سات تولے سونا 87.48 گرام کے برابر ہوتے ہیں۔ [3] جو شخص بالغ ہونے کے بعد قمری ماہ کی جس تاریخ کو صاحب نصاب بنا ہو ہر سال اس مہینے کی اسی تاریخ کو اس شخص پر زکوۃ فرض ہوگی، زکوۃ کا حساب اسی تاریخ کو ہوگا ادا جب چاہے کرے۔ مسئلے میں سال گزرنے سے یہی سال مراد ہے، ہر مال پر علاحدہ سال گزرنا ضروری نہیں۔

دورانِ سال مال کا کم ہو جانا

مسئلہ (۳). کسی کے پاس آٹھ تولے سونا چار مہینے یا چھ مہینے رہا، پھر وہ کم ہوگیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر مال مل گیا تب بھی زکوۃ دینا واجب ہے، غرض یہ کہ جب سال کے اول و آخر میں مال دار ہو جائے اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم رہ جائے تو بھی زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوۃ معاف نہیں ہوتی۔ البتہ اگر سب مال جاتا رہے اس کے بعد پھر مال ملے تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جائے گا۔

مسئلہ (۴). کسی کے پاس آٹھ نو تولے سونا تھا، لیکن سال گزرنے سے پہلے پہلے ختم ہوگیا، پورا سال نہیں گزرنے پایا تو زکوۃ واجب نہیں۔

مقروض پر زکوۃ

مسئلہ (۵): کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ (36 612 گرام) چاندی کی قیمت ہے اور اتنے ہی روپوں کا وہ قرض دار ہے تو بھی زکوۃ واجب نہیں۔

مسئلہ (۶): اگر اتنے کا قرض دار ہے کہ قرضہ ادا ہو کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بچتی ہے تو زکوۃ واجب ہے۔

سونے چاندی کی تمام اشیا پر زکوۃ کا حکم

مسئلہ (۷) سونے چاندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ، ٹھپہ سب پر زکوۃ واجب ہے، چاہے پہننے کے ہوں یا بند رکھے ہوں اور کبھی استعمال نہ ہوتے ہوں غرض کہ چاندی و سونے کی ہر چیز پر زکوۃ واجب ہے، البتہ اگر اتنی مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوۃ واجب نہ ہوگی۔

کھوٹ ملے سونے چاندی کا حکم

مسئلہ (۸) سونا چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو جیسے مثلاً: چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا۔ اگر چاندی زیادہ ہو تو اس کو وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے یعنی اگر اتنی مقدار ہو جو اوپر بیان ہوئی

توزکوٰۃ واجب ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے، پس جو حکم پیتل، تانبے، لوہے، رانگے وغیرہ اسباب کا آگے آئے گا وہی اس کا بھی حکم ہے۔

سونے اور چاندی کے ملانے کا حکم

مسئلہ (۹): کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے، نہ پوری مقدار چاندی کی، بل کہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت مل کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی مقدار پوری پوری ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں[1]۔

وضاحت: زکوٰۃ کے مندرجہ ذیل مسائل اس زمانے میں لکھے گئے ہیں جس زمانے میں روپیہ چاندی کا ہوتا تھا اور سونا چاندی ارزاں تھا۔

سونے یا چاندی کے ساتھ نقدی روپے ملنے کا حکم

مسئلہ (۱۰): فرض کرو کہ کسی زمانے میں پچیس روپے کا ایک تولہ سونا ملتا ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ تولہ چاندی ملتی ہے اور کسی کے پاس دو تولہ سونا اور پانچ روپے ضرورت سے زائد ہیں اور سال بھر تک وہ رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کیوں کہ دو تولہ سونا پچاس روپے کا ہوا اور پچاس روپے کی چاندی پچھتر تولہ ہوئی دو تولہ سونے کی چاندی اگر خریدو گے تو پچھتر تولہ ملے گی اور پانچ روپے تمہارے پاس ہیں، اس حساب سے اتنی مقدار سے بہت زیادہ مال ہو گیا جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ البتہ اگر فقط دو تولہ سونا ہو اس کے ساتھ روپے اور چاندی کچھ نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

دورانِ سال مال میں اضافے کا حکم

مسئلہ (۱۱): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے تھے، پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور

---

[1] بل کہ سونے کی زکوٰۃ اس کے نصاب کا حساب کر کے الگ کر کے دے اور اگر اس صورت میں بھی قیمت لگا کر دینا چاہے تو اس شرط سے جائز ہے کہ جس طرح قیمت لگانے میں غریبوں کا بھلا ہو اس طرح قیمت لگائے اور جو اس میں بکھیڑا سمجھے تو پھر دونوں کا الگ ہی حساب لگا کر دے دے۔

مل گئے تو ان پچیس روپے کا حساب الگ نہ کریں گے بلکہ اسی سو روپے کے ساتھ اس کو ملا دیں گے اور جب سو روپے کا سال پورا ہوگا تو پورے ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور ایسے سمجھیں گے کہ پورے ڈیڑھ سو پر سال گزر گیا۔

مسئلہ (۱۲): کسی کے پاس سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا آ گیا یا نو دس تولہ سونا مل گیا تب بھی اس کا حساب الگ نہ کیا جائے گا بلکہ اس چاندی کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ کا حساب ہوگا پس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جائے گا تو اس سب مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مالِ تجارت پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۳): سونے چاندی کے سوا اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہا، تانبا، پیتل، گلٹ، رانگا، وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے، جوتے اور اس کے سوا جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بیچتا اور سوداگری کرتا ہو (یعنی مالِ تجارت ہو) تو دیکھو وہ اسباب کتنا ہے اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہے تو جب سال گزر جائے تو اس سوداگری کے اسباب میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال سوداگری کے لیے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو، اگر ہزاروں روپے کا مال ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

گھریلو ساز و سامان اور استعمال کی اشیا پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۴): گھر کا اسباب جیسے پتیلی، دیگچہ، بڑی دیگ، سینی، لگن اور کھانے پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے کپڑے، سچے موتیوں کا ہار وغیرہ ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے جتنا ہو اور چاہے روزمرہ کے کاروبار میں آتا ہو یا نہ آتا ہو کسی طرح زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں اگر یہ سوداگری (تجارت) کا اسباب ہو تو پھر اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ سونا چاندی کے سوا اور جتنا مال اسباب ہو، اگر وہ سوداگری کا اسباب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے، نہیں تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

کرایے پر دی ہوئی اشیا پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۵): کسی کے پاس دس پانچ گھر ہیں، ان کو کرایہ پر چلاتا ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔ ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو روپے کے برتن خرید لیے اور ان کو کرایہ پر چلاتا رہتا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں غرض یہ کہ کرایہ پر چلانے سے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

کپڑے میں اگر چاندی کا کام ہو تو زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۶): پہننے کے دھراؤ جوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں اس میں زکوٰۃ واجب نہیں، لیکن ان میں سچا کام ہے اور اتنا کام ہے اگر چاندی چھڑائی جائے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مختلف اموال کی زکوٰۃ

مسئلہ (۱۷): کسی کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو، اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو واجب نہیں۔

مالِ تجارت کی تعریف

مسئلہ (۱۸): سوداگری کا مال وہ کہلائے گا جس کو اسی ارادے سے مول (خرید) لیا ہو کہ اس کی سوداگری کریں گے تو اگر کسی نے اپنے گھر کے خرچ کے لیے یا شادی وغیرہ کے خرچ کے لیے چاول مول لیے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اس کی سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

جو مال کسی کے ذمے قرض ہو

مسئلہ (۱۹). اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوۃ واجب ہے لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں.
(۱) قوی (۲) متوسط (۳) ضعیف۔

(۱) دَین قوی:

قوی یہ کہ نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا اسباب بیچا اس کی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو جتنی پر زکوۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوۃ دینا واجب ہے اور اگر یک مُشت نہ وصول ہو تو جب اس میں سے ساڑھے دس تولہ (472 122 گرام) چاندی کی قیمت وصول ہو تب اتنے کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے اور اگر اس سے کم ملے تو واجب نہیں، پھر جب ساڑھے دس تولہ (122.472 گرام) چاندی کی قیمت اور ملے تو اس کی زکوۃ دے، اسی طرح دیتا رہے اور جب دے تو سب برسوں کی دے اور اگر ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت بھی متفرق ہی ہو کر ملے تو جب بھی یہ مقدار پوری ہو جائے اتنی مقدار کی زکوۃ ادا کرتا رہے اور جب زکوۃ دے تو سب برسوں کی دے اور اگر قرضہ اس سے کم ہو تو زکوۃ واجب نہ ہوگی، البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور مال بھی ہو اور دونوں ملا کر مقدار پوری ہو جائے تو زکوۃ واجب ہوگی۔

(۲) دَین متوسط:

متوسط یہ ہے کہ اگر نقد نہیں دیا نہ سوداگری کا مال بیچا بلکہ کوئی اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھر ہستی کا اسباب بیچ دیا، اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی ہے جتنی میں زکوۃ واجب ہوتی ہے، پھر وہ قیمت کئی برس کے بعد وصول ہو تو سب برسوں کی زکوۃ دینا واجب ہے اور اگر سب ایک مرتبہ کر کے وصول نہ ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ملے تو جب تک اتنی رقم وصول نہ ہو جائے جو نرخ بازار سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہو تب تک زکوۃ واجب نہیں۔ جب مذکورہ رقم وصول ہو تو سب برسوں کی زکوۃ دینا واجب ہے۔

(۳) دَین ضعیف:

ضعیف یہ ہے کہ شوہر کے ذمے مہر ہو، وہ کئی برس کے بعد ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے، پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں بل کہ اگر اب اس کے پاس رکھا رہے اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، ورنہ واجب نہیں۔

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا

مسئلہ (۲۰) اگر کوئی مال دار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دے اور سال کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ہو جاتی ہے اور اگر مال دار نہیں ہے بل کہ کہیں سے مال ملنے کی امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، جب مال مل جائے اور اس پر سال گزر جائے تو پھر زکوٰۃ دینا چاہیے۔

مسئلہ (۲۱): مال دار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دے دے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینا پڑے گی۔

مسئلہ (۲۲): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زیادہ رکھے ہوئے ہیں اور سو روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے، اس نے پورے دو سو روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی دے دی یہ بھی درست ہے، لیکن اگر ختم سال پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہوگئی اور وہ دیا ہوا صدقہ نافلہ ہوگیا۔[1]

سال گزرنے کے بعد مال ضائع ہو گیا یا خود کر دیا

مسئلہ (۲۳): کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا یا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ معاف ہوگئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دے دیا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بل کہ دینا پڑے گی۔

مسئلہ (۲۴): سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہوگئی۔

---

[1] یعنی سال کے ختم پر صاحب نصاب نہیں رہا تو پیشگی دی ہوئی زکوٰۃ نفلی صدقہ ہو جائے گی۔

مسئلہ (۲۵). کسی کے پاس دو سو روپے تھے، ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو چوری ہو گئے یا ایک سو روپے خیرات کر دیے تو ایک سو کی زکوۃ معاف ہو گئی فقط ایک سو کی زکوۃ دینا پڑے گی۔

زکوۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ (۲۶) اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال کے ساتھ ملا دے تو سب کی زکوۃ اس کو دینا ہو گی۔

مسئلہ (۲۷) اگر کوئی شخص زکوۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوۃ نہ لی جائے گی۔ ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کے تہائی مال میں سے زکوۃ لے لی جائے گی، گو یہ تہائی پوری زکوۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دے دیں لے لیا جائے گا۔

مسئلہ (۲۸). اگر ایک سال کے بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کر دے تو قرض خواہ کو زکوۃ اس ایک سال کی نہ دینا پڑے گی، ہاں اگر وہ مقروض مال دار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور قرض خواہ کو زکوۃ دینا پڑے گی، کیوں کہ مال کے ہلاک کر دینے سے زکوۃ ساقط نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۲۹) فرض واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جب کہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے۔ اسی طرح اپنے کل مال کا صدقہ میں دے دینا بھی مکروہ ہے، ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو اور اہل وعیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بل کہ بہتر ہے۔

تمرین

سوال ①: زکوٰۃ کس پر واجب ہے اور نصاب سے کیا مراد ہے؟

سوال ②: سال گزرنے سے کیا مراد ہے اور اگر سال کے درمیان مال نصاب سے کم ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: نصاب کے بقدر مال ہے لیکن مقروض بھی ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: کن کن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے تفصیل سے بتائیں؟

سوال ⑤: سال مکمل ہونے سے چند دن قبل کچھ مال آ گیا تو کیا اس کی زکوٰۃ نکالی جائے گی؟

سوال ⑥: کیا قرض پر زکوٰۃ ہے، قرض کی اقسام تفصیل سے بیان کریں؟

سوال ⑦: سوداگری (تجارت) کا مال کون سا ہے؟

سوال ⑧: سال گزرنے سے قبل زکوٰۃ ادا کرنا کیسا ہے؟

سوال ⑨: اگر کسی پر زکوٰۃ واجب ہوگئی تھی اور زکوٰۃ نکالنے سے پہلے مال ضائع ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: سال گزرنے کے بعد قرض خواہ قرض معاف کر دے تو کیا اس کی زکوٰۃ دینا پڑے گی؟

زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان[1]

زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کا حکم

مسئلہ (۱): جب مال پر پورا سال گزر جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کردے، نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آجائے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جائے۔ اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گزر گیا تو گناہ گار ہو، اب بھی توبہ کر کے دونوں سال کی زکوٰۃ دے دے، غرض عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور دے دے، باقی نہ رکھے۔

مقدارِ زکوٰۃ

مسئلہ (۲): جتنا مال ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے یعنی سو روپے میں ڈھائی روپے اور چالیس روپے میں ایک روپیہ۔

زکوٰۃ کی نیت

مسئلہ (۳): جس وقت زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب کو دے اس وقت اپنے دل میں اتنا ضرور خیال کرلے کہ میں زکوٰۃ میں دیتا ہوں، اگر یہ نیت نہیں کی یوں ہی دے دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دینا چاہیے اور جتنا دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ (۴): اگر فقیر کو دیتے وقت یہ نیت نہیں کی تو جب تک وہ مال فقیر کے پاس رہے اس وقت تک یہ نیت کرلینا درست ہے، اب نیت کرلینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، البتہ جب فقیر نے خرچ کر ڈالا اس وقت نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہے، اب پھر سے زکوٰۃ دے۔

مسئلہ (۵): کسی نے زکوٰۃ کی نیت سے دو روپے نکال کر الگ رکھ لیے کہ جب کوئی مستحق ملے گا اس کو دے دوں گا،

---

[1] اس عنوان کے تحت سولہ ۱۶ مسائل درج ہیں۔

پھر جب فقیر کو دے دیا اس وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گیا تو بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی، البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتا تو ادا نہ ہوتی۔

پوری زکوٰۃ یک مُشت ادا کرنے اور نہ کرنے کا حکم

مسئلہ (۶): کسی نے زکوٰۃ کے روپے نکالے تو اختیار ہے چاہے ایک ہی کو سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دے اور چاہے اسی دن سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دے۔

ایک فقیر کو ادا کرنے کی مقدار

مسئلہ (۷): بہتر یہ ہے کہ ایک غریب کو کم سے کم اتنا دے دے کہ اس دن کے لیے کافی ہو جائے کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔

مسئلہ (۸): ایک ہی فقیر کو اتنا مال دے دینا جتنے مال کے ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے، لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اس سے کم دینا جائز ہے، مکروہ بھی نہیں۔

قرض یا انعام کے نام سے زکوٰۃ دینے کا حکم

مسئلہ (۹): کوئی قرض مانگنے آیا اور معلوم ہے کہ وہ اتنا تنگ دست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گا یا ایسا نادہند ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتا، اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر کسی کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں، تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ کا ادا نہ ہونا

مسئلہ (۱۱): کسی غریب آدمی پر دس روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپے یا اس سے زیادہ ہے،

اس کو اپنا قرض زکوٰۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، البتہ اس کو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے دے دو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اب یہی روپے اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہیں۔

چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی دی جائے تو وزن کا اعتبار ہوگا

مسئلہ(۱۲). چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی دی جائے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے، قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا۔[1]

زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے وکیل بنانا

مسئلہ(۱۳): زکوٰۃ کا روپیہ خود نہیں دیا بل کہ کسی اور کو دے دیا کہ تم کسی کو دے دینا یہ بھی جائز ہے، اب وہ شخص دیتے وقت اگر زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ(۱۴). کسی غریب کو دینے کے لیے تم نے دو روپے کسی کو دیے لیکن اس نے بعینہ وہی دو روپے فقیر کو نہیں دیے جو تم نے دیے تھے بل کہ اپنے پاس سے دو روپے تمہاری طرف سے دے دیے اور یہ خیال کیا کہ وہ روپے میں لے لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی بشرط یہ کہ تمہارے روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے دو روپے کے بدلے میں تمہارے وہ دونوں روپے لے لے، البتہ اگر تمہارے دیے ہوئے روپے اس نے پہلے خرچ کر ڈالے اس کے بعد اپنے روپے غریب کو دیے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے اس کے پاس رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپے دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ روپے لے لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اب وہ دونوں روپے پھر زکوٰۃ میں دے۔

مسئلہ(۱۵): اگر تم نے کسی سے کچھ نہیں کہا، اس نے بغیر تمہاری اجازت کے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اب اگر تم منظور بھی کر لو تب بھی درست نہیں اور جتنا تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے وصول کرنے کا اس کو حق نہیں۔

---

[1] مثلاً اگر سو تولہ خالص چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی کا زیور دینا چاہتا ہے تو اس زیور کا وزن ڈھائی تولہ ہونا چاہیے، اگرچہ بازار میں اس زیور کی قیمت ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہو۔

مسئلہ(۱۶): تم نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ دینے کے لیے دو روپے دیے تو اس کو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دے دے یا کسی اور کے سپرد کردے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دے دینا اور نام کا بتلانا ضروری نہیں ہے کہ فلاں کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا اور وہ شخص وہ روپیہ اگر اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دے دے تو بھی درست ہے۔ لیکن اگر وہ خود غریب ہو تو آپ ہی لے لینا درست نہیں، البتہ اگر تم نے یہ کہہ دیا ہو کہ جو چاہے کرو اور جسے چاہے دے دو تو آپ بھی لینا درست ہے۔

تمرین

سوال①: مال پر کتنی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

سوال②: کیا زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرنا ضروری ہے؟ وہ صورت ذکر کریں کہ ادا کرتے وقت نیت نہ ہو پھر بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے۔

سوال③: زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کہہ کر دینا ضروری ہے یا قرض یا انعام وغیرہ بول کر دے سکتے ہیں؟

سوال④: چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی دینا ہو تو قیمت کا اعتبار ہوگا یا وزن کا؟

سوال⑤: زکوٰۃ ایک ہی مستحق کو دینا ضروری ہے یا بہت سوں کو دے سکتے ہیں اور ایک مستحق کو زیادہ سے زیادہ کتنی زکوٰۃ دینی چاہیے؟

سوال⑥: اگر آپ کا کسی غریب پر پانچ سو روپے قرض ہو تو کیا اس غریب کو زکوٰۃ میں معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کا بیان[1]

مال دار اور غریب کی تعریف

مسئلہ(۱): جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہے اس کو شریعت میں مال دار کہتے ہیں، ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو سوداگری کا اسباب تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مال دار ہے، ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں، اگرچہ خود اس قسم کے مال دار پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ(۲) اور جس کے پاس اتنا مال نہیں بل کہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گزارے کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں، ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔

ضرورت کا سامان

مسئلہ(۳): بڑی بڑی دیگیں اور بڑے بڑے فرش فروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ مرتبہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روزمرہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔

مسئلہ(۴): رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لیے نوکر چاکر اور گھر کی گھرستی[2] جو اکثر کام میں رہتی ہے یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں، اس کے ہونے سے مال دار نہیں ہوگا چاہے جتنی قیمت کی ہو، اس لیے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے، اسی طرح پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔

مسئلہ(۵): کسی کے پاس دس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتا ہے اور اس کی آمدنی سے گزر کرتا ہے یا ایک آدھ گاؤں ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس میں زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا

---

[1] اس عنوان کے تحت ۲۱ مسائل مذکور ہیں۔ [2] یعنی گھر کے ساز و سامان۔

یہ دینا درست ہے۔

مقروض کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ (۶): کسی کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے کا یا اس سے بھی زائد کا قرض دار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دے کر کتنے روپے بچتے ہیں، اگر اتنے ہیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔

مسافر کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ (۷): ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مال دار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا، سارا مال چوری ہوگیا یا کوئی وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں ہے، ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستے میں خرچ ختم ہوگیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی دینا درست ہے۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اور جن کو دینا جائز ہے

مسئلہ (۸): زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں، مسلمان ہی کو دے اور زکوٰۃ اور عشر اور صدقۂ فطر اور نذر اور کفارے کے سوا اور خیر خیرات کافر کو دینا بھی درست ہے۔

مسئلہ (۹): زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنانا یا کسی لاوارث مردے کا گور و کفن تیار کرنا یا مردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرنا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں، جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ (۱۰): اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے ان کو دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے، پڑپوتے، نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں ان کو بھی دینا درست نہیں۔ ایسے ہی بیوی اپنے میاں کو اور میاں اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ (۱۱): ان رشتہ داروں کے سوا سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ جیسے بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپھی،

خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، ساس، خسر، وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۲): نابالغ لڑکے کا باپ اگر مال دار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا لڑکی بالغ ہو گئے اور خود وہ مال دار نہیں لیکن ان کا باپ مال دار ہے تو ان کو دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۳): اگر چھوٹے بچے کا باپ تو مال دار نہیں لیکن ماں مال دار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۴): سیدوں کو اور علویوں کو اسی طرح جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یا حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں، اسی طرح جو صدقہ شریعت سے واجب ہو اس کا دینا بھی درست نہیں جیسے نذر، کفارہ، عشر، صدقہ فطر اور اس کے سوا صدقہ خیرات کا دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۵): گھر کے نوکر چاکر، خدمت گار، ماما، دائی، کھلائی وغیرہ کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے، لیکن ان کی تنخواہ میں نہ حساب کرے بل کہ تنخواہ سے زائد بطور انعام واکرام کے دے دے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے تو درست ہے۔

مسئلہ (۱۶): جس عورت نے بچپن میں تم کو دودھ پلایا ہے اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۷): ایک عورت کا مہر ہزار روپیہ ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے کہ مہر ادا نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں یا اس نے اپنا مہر معاف کر دیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر یہ امید ہے کہ جب وہ عورت مانگے گی تو وہ ادا کر دے گا کچھ تامل نہ کرے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔

زکوٰۃ دینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مستحق نہیں

مسئلہ (۱۸): ایک شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی، پھر معلوم ہوا کہ وہ تو مال دار ہے یا سید ہے یا اندھیری رات میں کسی کو دے دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میرا باپ تھا یا میرا لڑکا تھا یا کوئی ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو گئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں، لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لے اور پھیر دے۔ اگر دینے کے بعد معلوم ہو کہ جس کو دیا ہے وہ کافر

ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، پھر ادا کرے۔

مسئلہ (۱۹): اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مال دار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ نہ دے۔ اگر بغیر تحقیق کیے دے دیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے، اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مال دار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دے، لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہے تو پھر سے نہ دے زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ (۲۰): زکوٰۃ کے دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتے ناتے کے لوگوں کا خیال رکھو کہ پہلے ان ہی لوگوں کو دو لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ زکوٰۃ یا صدقہ اور خیرات کی چیز ہے، تا کہ وہ برا نہ مانیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت والوں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے ایک تو خیرات کا، دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے کا، پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔

ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا

مسئلہ (۲۱): ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے میں بھیجنا مکروہ ہے، ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہوں ان کو بھیج دیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہوں ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دین دار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

تمرین

سوال ①: کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟
سوال ②: مال دار کسے کہتے ہیں اور غریب کسے کہتے ہیں؟
سوال ③: کون سی چیزیں ضروری اسباب میں داخل ہیں اور کون سی نہیں؟
سوال ④: مسافر کو کب زکوٰۃ دینا جائز ہے؟
سوال ⑤: کیا زکوٰۃ کی رقم سے مسجد و مدرسہ بنانا جائز ہے؟
سوال ⑥: کن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور کن کو نہیں؟
سوال ⑦: چھوٹے بچے کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟
سوال ⑧: سیدوں کے علاوہ اور کون سے لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ دینا درست نہیں؟
سوال ⑨: کیا رضاعی ماں یا رضاعی بیٹے کو زکوٰۃ دینا درست ہے؟
سوال ⑩: زکوٰۃ وغیرہ دینے میں سب سے زیادہ خیال کس کا رکھا جائے؟
سوال ⑪: کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مستحق نہیں تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟
سوال ⑫: زکوٰۃ کی رقم سے مردے کے کفن دفن وغیرہ کا خرچ یا اس کا قرض ادا کرنا کیسا ہے؟
سوال ⑬: ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا کیسا ہے؟

باب صدقة الفطر

صدقۂ فطر کا بیان[1]

صدقۂ فطر کا نصاب

مسئلہ (۱): جو مسلمان اتنا مال دار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے، چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو، اس صدقے کو شرع میں ''صدقۂ فطر'' کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲): کسی کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانچ سو کا بکے[2] اور پہننے کے لیے بڑے قیمتی قیمتی کپڑے ہیں مگر ان میں گوٹہ لچکا نہیں اور خدمت کے لیے دو چار خدمت گار ہیں۔ گھر میں ہزار پانچ سو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں اور وہ سب کام آیا کرتا ہے یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹا لچکا اور زیور بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ایسے پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ (۳): کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دے دیا تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے، اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں، البتہ اگر اسی پر اس کا گزارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔

مسئلہ (۴): کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال اسباب ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے تو قرضہ مجرا (نفی) کر کے دیکھو کیا بچتا ہے، اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ یا صدقہ واجب ہو جائے تو صدقہ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔

---

[1] اس باب میں اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] یہ قیمت اس زمانے کے حساب سے تھی جس زمانے میں ''بہشتی زیور'' لکھی جارہی تھی۔

صدقہ فطر کے وجوب کا وقت

مسئلہ (۵): عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مرگیا اس پر صدقہ فطر واجب نہیں، اس کے مال میں سے نہیں دیا جائے گا۔

مسئلہ (۶): بہتر یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز کے لیے عیدگاہ جاتے ہیں اس سے پہلے ہی صدقہ دے دے اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد سہی۔

مسئلہ (۷): کسی نے صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دے دیا تب بھی ادا ہوگیا اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔

مسئلہ (۸): اگر کسی نے عید کے دن صدقہ فطر نہ دیا تو معاف نہیں ہوا، اب کسی دن دے دینا چاہیے۔

صدقہ فطر کس کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟

مسئلہ (۹): صدقۂ فطر فقط اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے واجب ہے، کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں، نہ تو بالغ اولاد کی طرف سے، نہ ماں باپ کی طرف سے، نہ بیوی کی طرف سے، نہ کسی اور کی طرف سے۔

مسئلہ (۱۰): اگر چھوٹے بچے کے پاس اتنا مال ہو جتنے کے ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے جیسے اس کا کوئی رشتہ دار مرگیا اس کے مال سے اس بچے کو حصہ ملا یا کسی اور طرح سے بچے کو مال مل گیا تو اس بچے کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کرے لیکن اگر بچہ عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہوا تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۱): جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔

صدقہ فطر کی مقدار

مسئلہ (۱۲): صدقہ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو دے تو اسّی (۸۰) کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر بلکہ احتیاط کے لیے پورے دو سیر یا کچھ اور زیادہ دے دینا چاہیے، کیوں کہ

زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے بل کہ بہتر ہے اور اگر جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دگنا دینا چاہیے۔[1]

مسئلہ (۱۳): اگر گیہوں اور جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار، چاول تو اتنا دے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جو کے برابر ہو جائے جتنے اوپر بیان ہوئے۔

مسئلہ (۱۴): اگر گیہوں اور جو نہیں دیے بل کہ اتنے گیہوں اور جو کی قیمت دے دی تو یہ سب سے بہتر ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۵): ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دے دے دونوں باتیں جائز ہیں۔

مسئلہ (۱۶): اگر کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دیا یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۷): صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔

مسئلہ (۱۸): اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور وہ شوہر کے گھر رخصت کر دی جائے تو اگر وہ (لڑکی) مال دار ہے تب تو اس کے مال میں صدقہ فطر واجب ہے اور اگر مال دار نہیں تو دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ شوہر کی خدمت یا اس کی موانست کے قابل ہے تو اس کا صدقہ فطر نہ باپ پر واجب ہے نہ شوہر پر نہ خود اس پر اور اگر وہ شوہر کی خدمت یا اس کی موانست کے قابل نہیں ہے تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ کے ذمے واجب رہے گا۔ اگر شوہر کے گھر میں رخصت نہیں کی گئی تو گو وہ شوہر کی خدمت یا اس کی موانست کے قابل ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔

[1] صدقہ فطر کلوگرام کے حساب سے 1 59 کلوگرام گندم ہوتا ہے اور احتیاطاً پونے دو کلو دے دینا بہتر ہے اور جو، کھجور، کشمش سے دے تو اس کا دگنا یعنی ساڑھے تین کلو دے۔

تمرین

سوال①: صدقۂ فطر کسے کہتے ہیں اور یہ کس پر واجب ہوتا ہے؟
سوال②: صدقۂ فطر کا مستحق کون ہے؟
سوال③: کیا قرض دار پر صدقۂ فطر واجب ہے؟
سوال④: صدقۂ فطر کب واجب ہوتا ہے اور کب دینا چاہیے؟
سوال⑤: صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے واجب ہے؟
سوال⑥: نابالغ بچے اگر مال دار ہوں تو کیا ان کے مال سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا؟
سوال⑦: صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے اور اس میں کیا چیز دینا بہتر ہے؟
سوال⑧: کیا ایک آدمی کا صدقۂ فطر کئی فقیروں کو دینا جائز ہے؟

کتاب الصوم

روزے کا بیان

روزے کی فضیلت

حدیث شریف میں روزے کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رُتبہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے گناہِ صغیرہ بخش دیے جائیں گے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوش بو سے بھی زیادہ پیاری ہے، قیامت کے دن روزے کا بے حد ثواب ملے گا۔''

روایت ہے: ''روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دسترخوان چنا جائے گا، وہ لوگ اُس پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے، اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں، اُن کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھتے تھے۔''

یہ روزہ بھی دین اسلام کا بڑا رکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ گار ہوگا اور اُس کا دین کمزور ہو جائے گا۔

روزے کی اقسام

مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں، جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے اور اگر کوئی روزے کی نذر کر لے تو نذر کر لینے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں، رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ عید اور بقرعید کے دن اور بقرعید کے بعد تین دن تک روزہ رکھنا حرام ہے۔

روزے کی تعریف

مسئلہ (۲). جب سے فجر کی نماز کا وقت (صبح صادق) آتا ہے اُس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کھانا اور پینا چھوڑ دے اور بیوی سے ہم بستر بھی نہ ہو، شرع میں اس کو "روزہ" کہتے ہیں۔

روزے کی نیت

مسئلہ (۳): زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے، بل کہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا، نہ پیا، نہ ہم بستر ہوا تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گا یا عربی میں یہ کہہ دے: "بصوم غدٍ نویْتُ" تو بھی کچھ حرج نہیں، یہ بھی بہتر ہے۔

مسئلہ (۴). اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا، لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بل کہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا، اگر دل میں روزے کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

مسئلہ (۵): شریعت میں روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، اس لیے جب تک صبح نہ ہو، کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے، بعض لوگ جلدی سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹ جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہ چاہیے، یہ خیال غلط ہے۔ جب تک صبح صادق نہ ہو برابر کھا پی سکتے ہیں، چاہے نیت کر چکے ہوں یا ابھی نہ کی ہو۔

تمرین

سوال ①: روزے کی دو فضیلتیں لکھیں۔
سوال ②: کون کون سے روزے فرض ہیں ذکر کریں؟
سوال ③: نفل روزے کون سے ہیں؟
سوال ④: روزہ کسے کہتے ہیں؟
سوال ⑤: کیا زبان سے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے؟
سوال ⑥: جلدی سحری کر کے روزے کی نیت کرنے کے بعد صبح صادق سے پہلے کچھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

رمضان شریف کے روزے کا بیان[1]

روزے کی نیت کے مسائل

مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کرلے تو بھی فرض ادا ہوجاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہوگئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھوں گا، پھر دن چڑھے خیال آگیا کہ فرض چھوڑ دینا بُری بات ہے، اس لیے اب روزے کی نیت کرلی تب بھی روزہ ہوگیا، لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکا ہو تو اب نیت نہیں کرسکتا۔

مسئلہ (۲): اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے رمضان کے روزے کی نیت کرلینا درست ہے۔

مسئلہ (۳): رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کرلینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے، یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے، بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہوجائے گا، اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہوجائے گا۔

مسئلہ (۴): رمضان کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں کل نفل کا روزہ رکھوں گا، رمضان کا روزہ نہ رکھوں گا بلکہ اس روزے کی پھر کبھی قضا رکھ لوں گا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا اور نفل کا نہیں ہوا۔

مسئلہ (۵): پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہوگیا تھا اور پورا سال گزر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی، پھر جب رمضان کا مہینہ آگیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا، قضا کا روزہ نہ ہوگا، قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے۔

مسئلہ (۶): کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو میں اللہ تعالیٰ کے لیے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گا، پھر جب رمضان کا مہینہ آیا تو اُس نے اُسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی، تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا، نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا، نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے، سب کا خلاصہ یہ

[1] اس عنوان کے تحت دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔

ہوا کہ رمضان کے مہینے میں جب کسی روزے کی نیت کرے گا تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور کوئی روزہ صحیح نہ ہوگا۔

شک والے دن کے روزے کا حکم

مسئلہ (۷): شعبان کی اُنتیسویں (۲۹) تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر اَبر (بادل) ہوں اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں روزہ نہ رکھو، بل کہ شعبان کے تیس (۳۰) دن پورے کرکے رمضان کے روزے شروع کرو۔

مسئلہ (۸): اُنتیسویں (۲۹) تاریخ اَبر کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفل روزہ بھی نہ رکھو، ہاں اگر ایسا اتفاق پڑا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھا کرتا تھا اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے، پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو اُسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اُس کی قضا نہ رکھے۔

مسئلہ (۹): بادل کی وجہ سے اُنتیس (۲۹) تاریخ کو رمضان کا چاند نہیں دکھائی دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ نہ کھاؤ نہ پیو۔ اگر کہیں سے خبر آ جائے تو اب روزے کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آئے تو کھاؤ اور پیو۔

مسئلہ (۱۰): اُنتیسویں (۲۹) تاریخ کو چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں، لاؤ میرے ذمہ جو گزشتہ سال کا ایک روزہ تھا اُس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اُس کا روزہ رکھ لوں، اُس دن قضا کا روزہ اور کفارے کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے، کوئی روزہ نہ رکھنا چاہیے، اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو بھی رمضان کا ہی روزہ ادا ہو گیا، قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزے کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

تمرین

سوال ①: رمضان شریف کے روزے کی نیت کب سے کب تک درست ہے؟

سوال ②: رمضان شریف کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ کل میں قضا روزہ یا نفل یا نذر کا روزہ رکھوں گا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: بادل کی وجہ سے انتیس (۲۹) شعبان کو چاند نظر نہ آیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: نذر کی نیت سے رمضان میں رکھا ہوا روزہ آیا نذر کا روزہ شمار ہوگا یا رمضان کا؟

چاند دیکھنے کا بیان[1]

اگر آسمان پر بادل یا غبار ہو

مسئلہ (۱): اگر آسمان پر بادل ہے یا غبار ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا، لیکن ایک دین دار پرہیزگار سچے آدمی نے آکر گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو چاند کا ثبوت ہو گیا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔

مسئلہ (۲): اور اگر بادل کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے، چاہے جتنا بڑا معتبر آدمی ہو، بل کہ جب دو معتبر اور پرہیزگار مرد یا ایک دین دار مرد اور دو دین دار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دے دیں تب چاند کا ثبوت ہوگا اور اگر چار عورتیں گواہی دیں تو بھی قبول نہیں۔

فاسق کی گواہی کا اعتبار

مسئلہ (۳): جو آدمی دین کا پابند نہیں، برابر گناہ کرتا رہتا ہے، مثلاً: نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے، شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شریعت میں اُس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے، چاہے جتنی قسمیں کھا کر کے بیان کرے بل کہ ایسے اگر دو تین آدمی ہوں اُن کا بھی اعتبار نہیں۔

چاند کے بارے میں رسم

مسئلہ (۴): یہ جو مشہور ہے کہ جس دن رجب کی چوتھی تھی اُس دن رمضان کی پہلی ہوتی ہے، شریعت میں اس کا بھی کچھ اعتبار نہیں ہے، اگر چاند نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہیے۔

چاند پر تبصرے کا حکم

مسئلہ (۵): چاند دیکھ کر یہ کہنا کہ ''چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے'' بُری بات ہے، حدیث میں آیا ہے کہ یہ

[1] اس عنوان کے تحت تیرہ (۱۳) مسائل مذکور ہیں۔

قیامت کی نشانی ہے، جب قیامت قریب ہوگی تو لوگ ایسا کہا کریں گے۔ خلاصہ یہ کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا بھی کچھ اعتبار نہ کرو، نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرو کہ ''آج دوئج[1] ہے آج ضرور چاند ہے'' شریعت سے یہ سب باتیں واہیات ہیں۔

اگر آسمان صاف ہو

مسئلہ (۶): اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہوگا، چاہے رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا، البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں، اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں ہوسکتا تب چاند ثابت ہوگا۔

چاند کی افواہ کا اعتبار

مسئلہ (۷): شہر بھر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہوا بہت سے لوگوں نے دیکھا لیکن بہت ڈھونڈا تلاش کیا پھر بھی کوئی آدمی ایسا نہیں ملتا جس نے خود چاند کو دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

کسی نے اکیلے چاند دیکھا اور گواہی قبول نہ ہوئی

مسئلہ (۸): کسی نے رمضان شریف کا چاند اکیلے دیکھا، سوائے اس کے شہر بھر میں کسی نے نہیں دیکھا، لیکن یہ شریعت کا پابند نہیں ہے تو اس کی گواہی سے شہر والے تو روزہ نہ رکھیں، لیکن خود یہ روزہ رکھے اور اگر اس اکیلے دیکھنے والے نے تیس (۳۰) روزے پورے کر لیے، لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو اکتیسواں (۳۱) روزہ بھی رکھے اور شہر والوں کے ساتھ عید کرے۔

مسئلہ (۹): اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا، اس لیے اس کی گواہی کا شریعت نے اعتبار نہیں کیا تو اس دیکھنے والے آدمی کو بھی عید کرنا درست نہیں ہے، صبح کو روزہ رکھے اور اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے۔

---

[1] قمری مہینے کی دوسری تاریخ۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۰): ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے۔ ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتی کہ اگر ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔

مسئلہ (۱۱): اگر دو ثقہ (معتبر) آدمیوں کی شہادت سے رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں تیس (۳۰) روزے پورے ہو جانے کے بعد عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں (۳۱) دن افطار کر لیا جائے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔

مسئلہ (۱۲): اگر تیس (۳۰) تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ آئندہ شب کا سمجھا جائے گا گزشتہ شب کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ رؤیت (چاند کا دیکھنا) زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد۔

مسئلہ (۱۳): جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت (گواہی) شرعاً قابلِ اعتبار نہ قرار پائے تو اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

تمرین

سوال ①: رمضان کا چاند اور عید کا چاند دیکھنے میں کتنے آدمیوں کی گواہی معتبر ہے؟

سوال ②: اگر آسمان صاف ہو اور چار آدمیوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا تو کیا اُس کی شہادت معتبر ہے؟

سوال ④: اگر دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور لوگ تیس، وزے پورے کرلیں اور اس کے بعد عید کا چاند نظر نہ آئے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: چاند دیکھ کر یہ کہنا: ''چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے'' شرعاً کیسا ہے؟

مسئلہ (۲۴): اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہوگئی، البتہ اگر ٹھیک یاد آ جائے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہوکر ایک رکعت اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے اور اگر پڑھ کے بول پڑا ہو یا اور کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے۔ اسی طرح اگر "اَلتَّحِیَّات" پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے، لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۲۵): اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہوگئیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا، ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو نہیں کیا جاتا۔

مسئلہ (۲۶): سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدہ سہو کافی ہے، اب پھر سجدہ سہو نہ کرے۔

مسئلہ (۲۷): نماز میں کچھ بھول ہوگئی تھی جس سے سجدہ سہو واجب تھا، لیکن سجدہ سہو کرنا بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا، لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھا ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرا، نہ کسی سے کچھ بولا، نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدہ سہو کر لے، بل کہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگا ہو تب بھی کچھ حرج نہیں، اب سجدہ سہو کر لے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ (۲۸): سجدہ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدہ سہو نہ کروں گا، تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدہ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے۔

مسئلہ (۲۹): چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدہ سہو کر لے، البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

وتر میں سجدہ سہو کے مسائل:

مسئلہ (۳۰): بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، تیسری

نماز میں امام آہستہ آواز سے قراءت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے، ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قراءت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو، مثلاً: دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدہ سہو لازم نہیں، یہی اصح ہے۔

تمرین

سوال ①: سجدہ سہو کن چیزوں کی وجہ سے لازم آتا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ②: کیا فرض چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی یا نہیں؟

سوال ③: نماز کے دوران کتنی مقدار سوچنے سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے؟

سوال ④: پہلے قعدے میں ''اَلتَّحِیَّات'' کے بعد کون سی نماز میں اور کتنی مقدار میں درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب آتا ہے؟

سوال ⑤: ''اَلتَّحِیَّات'' کے بدلے کچھ اور پڑھ لیا، اسی طرح نماز کے شروع میں ''سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ'' کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگا یا فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بجائے سورت الفاتحہ کے ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھنے لگا تو سجدہ سہو کرنا واجب ہو گا یا نہیں؟

سوال ⑥: پہلے قعدے میں بیٹھنا بھول گیا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اب کیا کرے؟

سوال ⑦: آخری رکعت میں بیٹھنا بھول گیا اور کھڑا ہو گیا یا ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کر کھڑا ہوا تو اب کیا کرے؟

سوال ⑧: نماز میں شک ہونے کے احکام تفصیل سے لکھیں۔

سوال ⑨: اگر سجدہ سہو کرنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: بھولے سے وتر کی پہلی رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

ب سجود التلاوۃ

سجدۂ تلاوت کا بیان[1]

سجدۂ تلاوت کی تعداد:

مسئلہ (۱): قرآن شریف میں چودہ (۱۴) سجدۂ تلاوت ہیں، جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر سجدہ لکھا رہتا ہے ان آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدے کو ''سجدۂ تلاوت'' کہتے ہیں۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ:

مسئلہ (۲): سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کہہ کے سجدہ کرے اور ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے، سجدے میں کم سے کم تین دفعہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی'' کہہ کے پھر ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کہہ کے سر اٹھا لے بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

مسئلہ (۳): بہتر یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اوّل ''اَللّٰہُ أَکْبَر'' کہہ کے سجدے میں جائے، پھر ''اَللّٰہُ أَکْبَر'' کہہ کے کھڑا ہو جائے اور اگر بیٹھ کر ''اَللّٰہُ أَکْبَر'' کہہ کر سجدے میں جائے پھر ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کہہ کے اٹھ بیٹھے، کھڑا نہ ہو تب بھی درست ہے۔

آیت سجدہ پڑھنے اور سننے کا حکم:

مسئلہ (۴): سجدے کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہو اور بغیر قصد کے سجدے کی آیت سن لی ہو۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ سجدے کی آیت کو آہستہ سے پڑھے، تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

سجدۂ تلاوت کی شرائط:

مسئلہ (۵): جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں وہ سجدۂ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں، یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا،

---

[1] اس باب میں سینتیس (۳۷) مسائل مذکور ہیں۔

نماز سے باہر آیت سجدہ پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱۵): ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی آیت کوئی بار دُوہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لے، پھر اسی کو بار بار دُوہراتا رہے اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دوہرایا، پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پھر پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتا رہا تو جتنی دفعہ دُوہرائے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔

مسئلہ (۱۶): اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اتنے سجدے کرے۔

مسئلہ (۱۷): بیٹھے بیٹھے سجدے کی کوئی آیت پڑھی، پھر اٹھ کھڑا ہوا لیکن چلا پھرا نہیں، جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دوہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ (۱۸): ایک جگہ سجدے کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلا گیا، پھر اسی جگہ آ کر وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔

مسئلہ (۱۹): ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی کوئی آیت پڑھی، پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکا تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گیا جیسے کھانا کھانے لگا۔ اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے اور جب کوئی اور کام کرنے لگا تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ (۲۰): ایک کوٹھڑی یا دالان[۱] کے ایک کونے میں سجدے کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی، تب بھی ایک سجدہ ہی کافی ہے، چاہے جتنی دفعہ پڑھے، البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گا تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا، پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گا تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ (۲۱): اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کر دُوہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔

مسئلہ (۲۲): مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھڑی کا حکم ہے کہ اگر سجدے کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دوہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ (۲۳): اگر نماز میں سجدے کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب

[۱] بڑا اور لمبا کمرہ جس میں محراب دار دروازے ہوتے ہیں۔

مسئلہ (۳۱): مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ اس پر نہ اس کے امام پر، نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں، ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں، خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ (۳۲): سجدۂ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ (۳۳): عورت کی محاذات[1] مفسد سجدۂ تلاوت نہیں۔

مسئلہ (۳۴): سجدۂ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے، تاخیر کی اجازت نہیں۔

مسئلہ (۳۵): خارجِ نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بل کہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمے ہوگا، اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے اور ارحم الراحمین اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے۔

مسئلہ (۳۶): اگر دو شخص علاحدہ علاحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے آرہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سنے تو ہر شخص پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے۔ اگر ایک ہی آیت کو نماز میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سنا تو دو سجدے واجب ہوں گے، ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے، مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جائے گا اور سننے کے سبب سے جو ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ (۳۷): جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نماز میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیے، اس لیے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

---

[1] یعنی عورت کا نماز میں مرد کے ساتھ برابر میں کھڑا ہونا۔

باب صلوۃ المریض

بیمار کی نماز کا بیان[۱]

بیٹھ کر نماز پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱): نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑے، جب تک کھڑے ہوکر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہوکر نماز پڑھتا رہے اور جب کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کرلے اور رکوع کر کے دونوں سجدے کرلے اور رکوع کے لیے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔

مسئلہ (۲): اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدے کو اشارے سے ادا کرے اور سجدے کے لیے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے۔

مسئلہ (۳): سجدہ کرنے کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں، جب سجدے کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کرلیا کرے، تکیہ کے اُوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ (۴): اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ (۵): اگر کھڑا تو ہوسکتا ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کرسکتا تو چاہے کھڑا ہوکر پڑھے اور رکوع وسجدے اشارے سے کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدے کو اشارے سے ادا کرے، دونوں اختیار ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

لیٹ کر نماز پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۶): اگر بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بل کہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بل کہ گھٹنے کھڑے رکھے، پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدے کا اشارہ زیادہ نیچا کرے، اگر گاؤ

[۱] اس باب میں سترہ (۱۷) مسائل مذکور ہیں۔

جو بیمار خود استنجا نہ کر سکے:

مسئلہ (۱۲): فالج گرا اور ایسا بیمار ہو گیا کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا تیمم کرا دے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے پونچھنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے، اسی طرح نماز پڑھے، کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں، نہ ماں نہ باپ (کو) نہ لڑکا نہ لڑکی (کو) البتہ بیوی کو اپنے میاں اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے، اس کے سوا کسی کو درست نہیں۔

قضا نماز پڑھنے میں دیر نہ کرے:

مسئلہ (۱۳): تن درستی کے زمانے میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں، پھر بیمار ہو گیا تو بیماری کے زمانے میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا پڑھے، یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آئے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے کی قوت آئے تب پڑھوں، یہ سب شیطانی خیالات ہیں، دین داری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔

ناپاک بستر بدلنے کا حکم:

مسئلہ (۱۴): اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہو گی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔
مسئلہ (۱۵): حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتا رہے۔

مریض کے بعض مسائل

مسئلہ (۱۶): اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع سجدہ ادا کر چکا ہو، اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی، پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر ابھی اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تن درست ہو گیا تو پہلی نماز صحیح ہے اس پر بنا جائز ہے۔
مسئلہ (۱۷): اگر کوئی شخص قراءت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے

باب صلوة المسافر

سفر میں نماز پڑھنے کا بیان[۱]

آدمی شرعاً کب مسافر بنتا ہے؟

مسئلہ(۱): اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا اور شریعت کے قاعدے سے اس کو مسافر نہیں کہتے۔ اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہییں جیسے کہ اپنے گھر کرتا تھا۔ چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے، پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ(۲): جو کوئی تین منزل چلنے کا ارادہ کر کے نکلے، وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے، جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہو گیا تو شریعت سے مسافر بن گیا اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتا رہے تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جائے گا۔

مسئلہ(۳): تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں، تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا اڑتالیس میل انگریزی ہے۔ (یعنی 77.24 کلومیٹر)

مسئلہ(۴): اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکّہ[۲] یا تیز بہلی[۳] پر سوار ہے اس لیے دو ہی دن میں پہنچ جائے گا یا ریل پر سوار ہو کر ذرا دیر میں پہنچ جائے گا، تب بھی شریعت سے وہ مسافر ہے۔

دورانِ سفر نماز کا حکم:

مسئلہ(۵): جو کوئی شریعت کی رو سے مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشا کی فرض نماز دو دو رکعتیں پڑھے۔ سنتوں کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے، اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو، نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے، ان میں کمی نہیں ہے۔

---

۱ اس باب میں اٹھائیس (۲۸) مسائل مذکور ہیں۔ ۲ ایک گھوڑے کی رتھ نما گاڑی۔ ۳ یکے کی مانند بیلوں کی چھوٹی گاڑی۔

ہوگیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گا، چاہے جتنے دن اسی طرح گزر جائیں۔

مسئلہ (۱۴): تین منزل جانے کا ارادہ کر کے چلا، پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آیا تو جب سے لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب ہی سے مسافر نہیں رہا۔

مسئلہ (۱۵): تین منزل چل کے کہیں پہنچا تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہا، چاہے کم رہے یا زیادہ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہا، اب نمازیں پوری پوری پڑھے اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گا، چار رکعت فرض کی دو رکعتیں پڑھتا رہے۔

مسئلہ (۱۶): راستے میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے، دس دن یہاں، پانچ دن وہاں، بارہ دن وہاں، لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گا۔

مسئلہ (۱۷): کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا، کسی دوسری جگہ گھر بنالیا اور وہیں رہنے سہنے لگا، اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت راستے میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گا، نمازیں سفر کی طرح پڑھے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۱۸): اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہوگئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشا کی دو ہی دو رکعتیں قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے مثلاً: ظہر کی نماز قضا ہوگئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اس کی قضا پڑھے۔

مسئلہ (۱۹): دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو اسی چلتی کشتی پر نماز پڑھ لے، اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ (۲۰): ریل پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست ہے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ (۲۱): نماز پڑھتے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہوگیا تو نماز ہی میں گھوم جائے اور قبلہ کی طرف منہ کر لے۔

مسئلہ (۲۵): اگر تین منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر

مسافر کی نماز کے مسائل

دو جگہوں میں اقامت کی نیت:

مسئلہ (۲۳): کوئی شخص پندرہ (۱۵) دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں اور اُن دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہ جاسکتی ہو مثلاً: دس (۱۰) روز مکہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ (۵) روز منیٰ میں، مکہ سے منیٰ تین میل کے فاصلے پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہوگا۔

مسئلہ (۲۴): اور اگر مسئلہ مذکورہ میں رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس مقام میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا، وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی۔ اب دوسرا مقام جس میں دن کو رہتا ہے اگر اُس پہلے مقام سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا۔

مسئلہ (۲۵): اور اگر مسئلہ مذکورہ میں ایک مقام دوسرے مقام سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جاسکتی ہے تو وہ دونوں مقام ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ (۱۵) دن ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم ہو جائے گا۔

مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے:

مسئلہ (۲۶): مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے، خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ اپنی نماز اُٹھ کر تمام کرلے اور اس میں قراءت نہ کرے بل کہ چُپ کھڑا رہے، اس لیے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعتِ امام کی وجہ سے فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنے کے بھی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے۔

مسافر کی اقتدا مقیم کے پیچھے:

مسئلہ (۲۷): مسافر بھی مقیم کی اقتدا کرسکتا ہے مگر وقت کے اندر اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کرسکتا ہے اور

باب صلوٰۃ الجمعۃ

جمعے کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی، اس وجہ سے پروردگارِ عالم نے اس عبادت کو اپنے اُن غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لیے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخرِ موت تک بل کہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا، ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعے کے دن چوں کہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوئی ہیں، حتی کہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام جو انسانی نسل کے لیے اصلِ اوّل ہیں اسی دن پیدا کیے گئے ہیں، لہٰذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا اور ہم اوپر[1] جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اُسی قدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اُس وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اور اُس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا۔

ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چوں کہ جمعے کا دن تمام دنوں میں افضل واشرف تھا، لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کے لیے کی گئی ہے۔ اگلی اُمتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر اُنھوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی اُمت کے حصے میں پڑی۔

یہود نے سنیچر (ہفتے) کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے،[2] چناں چہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دو دِنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دُنیا کے کام کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں، نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

---

[1] یعنی پچھلے صفحات میں۔ [2] یعنی زمین وآسمان بنانے کی ابتدا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی دن سے فرمائی۔

(۵) نبی ﷺ نے فرمایا: ''شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے، کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں، اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں دُعا نہیں کرتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے۔'' (ترمذی شریف)

شاہد کا لفظ ''سورۂ بروج'' میں واقع ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی قسم کھائی ہے ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝﴾ (قسم ہے اُس آسمان کی جو برجوں والا ہے (یعنی بڑے بڑے ستاروں والا) اور قسم ہے دن موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔''

(۶) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الاضحٰی سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔'' (ابن ماجہ)

(۷) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان جمعے کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔'' (ترمذی شریف)

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مرتبہ آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ کی تلاوت فرمائی۔ اُن کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا، اس نے کہا: ''اگر ہم پر ایسی آیت اُترتی تو ہم اُس دن کو عید بنا لیتے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری تھی، جمعے کا دن اور عرفے کا دن۔'' یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت؟ اُس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔

(۹) نبی ﷺ فرماتے تھے: ''جمعے کی رات روشن رات ہے اور جمعے کا دن روشن دن ہے۔'' (مشکوۃ شریف)

(۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیج دیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے، اگرچہ وہاں دن رات نہ ہوں گے، مگر اللہ تعالیٰ اُن کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمائے گا، پس جب جمعے کا دن آئے گا اور وہ وقت ہوگا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعے کی نماز کے لیے نکلتے تھے، ایک منادی آواز دے گا کہ اے اہلِ جنت! مزید کے جنگلوں میں چلو، وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول وعرض سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا وہاں مُشک کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر بلند، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نور کے ممبروں پر بٹھلائے جائیں گے اور مؤمنین یاقوت کی کرسیوں پر۔ پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں

تمرین

سوال ①: نمازِ جمعہ کی فضیلت اور تاکید بیان کریں۔

سوال ②: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ بروج میں لفظ "شاھد" کس دن کے لیے استعمال کیا ہے؟

سوال ③: اہل جنت جمعے کا دن کیسے گزاریں گے؟

نہیں آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دُنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید وفروخت کے لیے پہنچ جاتے ہیں، پس طالبانِ دین کیوں نہیں پیش قدمی کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانے میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹادی، ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون سا دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے؟

افسوس! وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی ﷺ کو فخر تھا اور جو دن اگلی اُمتوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ناقدری ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

(۵) جمعے کی نماز کے لیے پاپیادہ (پیدل) جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۶) نبی ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں ''سورۃ الم سجدہ'' اور ﴿ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ﴾ پڑھتے تھے لہٰذا ان سورتوں کو جمعے کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے کبھی کبھی ترک کردے، تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔

(۷) جمعے کی نماز میں نبی ﷺ ''سورۃ المنافقون'' یا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿ھَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

(۸) جمعے کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے ''سورۂ کہف'' پڑھنے میں بہت ثواب ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن جو کوئی ''سورۂ کہف'' پڑھے اس کے لیے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا اور اُس جمعے سے پہلے جمعے تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے۔'' (شرح سفر السعادت)۔ علما نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہِ صغیرہ مراد ہیں، اس لیے کہ کبیرہ بغیر توبہ کے نہیں معاف ہوتے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ وَھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ.

(۹) جمعے کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے، اسی لیے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعے کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

جمعے کی نماز کی فضیلت اور تاکید

نمازِ جمعہ فرضِ عین ہے، قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے اور اعظم شعائرِ اسلام سے ہے۔ منکر اس کا کافر اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔

(۱) قولہ تعالیٰ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

یعنی اے ایمان والو! جب نمازِ جمعہ کے لیے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید فروخت چھوڑ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

ذکر سے مراد اس آیت میں نمازِ جمعہ اور اس کا خطبہ ہے۔ دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔

(۲) نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو شخص جمعے کے دن غسل اور طہارت بقدرِ امکان کرے، اُس کے بعد اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوش بو کا استعمال کرے، اس کے بعد نماز کے لیے چلے اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اُس کی جگہ سے اُٹھا کر نہ بیٹھے، پھر جس قدر نوافل اس کی قسمت میں ہوں پڑھے، پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گزشتہ جمعے سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے۔'' (صحیح بخاری شریف)

(۳) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی جمعے کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا (پیدل) جائے، سوار ہو کر نہ جائے، پھر خطبہ سُنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اُس کو ہر قدم کے عوض ایک سال کی کامل عبادت کا ثواب ملے گا، ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔'' (ترمذی شریف)

(۴) ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''ہم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: ''لوگ نمازِ جمعہ کے ترک سے باز رہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر مہر کر دے گا، پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے۔'' (صحیح مسلم شریف)

(۵) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اُس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے۔'' (ترمذی شریف) اور ایک روایت میں ہے: ''خداوند عالم اُس سے بے زار ہو جاتا ہے۔''

(۶) طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر (۱) غلام یعنی جو قاعدۂ شرع کے موافق مملوک ہو (۲) عورت (۳) نابالغ لڑکا (۴) بیمار۔ (ابو داؤد شریف)

تمرین

سوال ①: جمعے کی نماز کی فضیلت بیان کریں۔

سوال ②: حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر'' وہ چار کون ہیں؟

سوال ③: نمازِ جمعہ ترک کرنے کے بارے میں کیا کیا وعیدیں وارد ہوئی ہیں؟

سوال ④: مسجد میں جلدی جانے کی فضیلت کیا ہے؟

جمعے کی نماز صحیح ہونے کی آٹھ (۸) شرطیں

(۱) مصر یعنی شہر یا قصبہ ہو۔ پس گاؤں یا جنگل میں نمازِ جمعہ درست نہیں، البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو، مثلاً: تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے۔

(۲) ظہر کا وقت ہو۔ پس وقتِ ظہر سے پہلے اور اس کے نکل جانے کے بعد نمازِ جمعہ درست نہیں، حتیٰ کہ اگر نمازِ جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدرِ تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نمازِ جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔

(۳) خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ خواہ صرف **سبحان اللہ** یا **الحمد للہ** کہہ دیا جائے، اگرچہ صرف اس قدر پر اکتفا کرنا سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۴) خطبے کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۵) خطبے کا وقتِ ظہر کے اندر ہونا۔ پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۶) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبے سے سجدۂ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا۔ اگرچہ وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور، مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں، پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔

(۷) اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔

(۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار (بے روک ٹوک) نمازِ جمعہ کا پڑھنا۔ پس کسی خاص مقام میں چھپ کر نمازِ جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نمازِ جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعے کو مسجد کے دروازے بند کر لیے جائیں تو نماز نہ ہوگی۔

یہ شرائط جو نمازِ جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں اگر کوئی شخص ان شرائط کے نہ پائے جانے کے باوجود نمازِ جمعہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی، نمازِ ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی اور چوں کہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے، لہٰذا ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جمعے کے خطبے کے نو (۹) مسائل

مسئلہ (۱): جب سب لوگ جماعت میں آ جائیں تو امام کو چاہیے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے۔ بعد اذان کے فوراً امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کر دے۔

مسئلہ (۲): خطبے میں بارہ (۱۲) چیزیں مسنون ہیں:

(۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔

(۲) دو خطبے پڑھنا۔

(۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سُبحان اللّٰہ کہہ سکیں۔

(۴) دونوں حَدَثوں سے پاک ہونا۔[1]

(۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔

(۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہنا۔

(۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سُن سکیں۔

(۸) خطبے میں ان آٹھ (۸) قسم کے مضامین کا ہونا:

(الف) اللہ تعالیٰ کا شکر (ب) اور اس کی تعریف (ج) خداوند عالم کی وحدت اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت، (د) نبی ﷺ پر درود، (ہ) وعظ و نصیحت (و) قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا (ز) دوسرے خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا (ح) دوسرے خطبے میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔ یہ آٹھ (۸) قسم کے مضامین کی فہرست تھی آگے بقیہ فہرست ہے ان اُمور کی جو حالت خطبہ میں مسنون ہیں۔

(۹) خطبے کو زیادہ طول نہ دینا بل کہ نماز سے کم رکھنا۔

(۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا۔ اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا۔

(۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض عوام کا دستور ہے خلافِ سنت مؤکدہ اور مکروہِ تحریمی ہے۔

---

[1] یعنی جنبی بھی نہ ہو اور وضو بھی کر چکا ہو۔

نبی ﷺ کا جمعے کے دن کا خطبہ

مسئلہ: نبی ﷺ کا خطبہ نقل کرنے سے یہ غرض نہیں کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کرلیں بل کہ کبھی کبھی بغرض تبرک واتباع اس کو بھی پڑھ لیا جایا کرے۔ عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے اُس وقت آپ ﷺ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہتے، جب اذان ختم ہوجاتی (تو) آپ کھڑے ہوجاتے اور ساتھ ہی خطبہ شروع فرمادیتے۔ جب تک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے۔[1] دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے، نہ دعا مانگتے، جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے۔ خطبہ پڑھتے وقت حضرت نبی ﷺ کی آواز بلند ہوجاتی تھی اور مبارک آنکھیں سُرخ ہو جاتی تھیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت (ﷺ) کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جوعن قریب آنا چاہتا ہوا پنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے: ''بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ.'' ''میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔'' اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے:

''أَمَّا بَعْدُ إِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ. وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِأَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْضِيَاعًا فَعَلَيَّ.''

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے:

''يَـأَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوْبَةً فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فِيْ شَهْرِيْ هٰذَا فِيْ عَامِيْ هٰذَا إِلٰى

[1] منبر بن جانے کے بعد بھی لاٹھی وغیرہ سے سہارا منقول ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے حاشیہ بہشتی زیور یا امداد الفتاویٰ جلد اول۔

مسئلہ (۳): نمازِ جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے:

نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْفَرْضِ صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ.

ترجمہ: ''میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نمازِ جمعہ پڑھوں۔''

بہتر یہ ہے کہ جمعے کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں، اگرچہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نمازِ جمعہ جائز ہے۔

مسئلہ (۴): اگر کوئی مسبوق قعدۂ اخیرہ میں ''اَلتَّحِيَّات'' پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آ کر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعے کی نماز تمام کرنا چاہیے، ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

تمرین

سوال ①: خطبے میں مسنون اعمال کون سے ہیں بیان کریں؟

سوال ②: اگر سنت نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: خطیب کا خطبے کے دوران مسئلہ بتانا کیسا ہے؟

سوال ④: رمضان کے آخری جمعے میں الوداعی مضامین وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ⑤: کیا خطیب کے لیے دیکھ کر خطبہ پڑھنا جائز ہے؟

سوال ⑥: نبی کریم ﷺ جمعے کے دن کون سا خطبہ پڑھتے تھے؟

سوال ⑦: کیا جو شخص خطبہ پڑھے اسی کو نمازِ جمعہ پڑھانی چاہیے؟

(۱۲) پیدل جانا۔

(۱۳) راستے میں ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد'' آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہیے۔

عید کی نماز کا طریقہ

مسئلہ (۲): عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے:

''نَوَیْتُ أَنْ أُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃِ عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَّاجِبَۃٍ.''

ترجمہ: میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعتِ واجب نمازِ عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں (زبان سے کہنا ضروری نہیں، دل میں ارادہ کر لینا بھی کافی ہے)

یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ'' آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کہے اور ہر مرتبہ تکبیرِ تحریمہ کی طرح دونوں کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور تکبیر کے بعد ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف (وقفہ) کرے کہ تین مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بل کہ باندھ لے اور ''أَعُوْذُ بِاللّٰہِ'' اور ''بِسْمِ اللّٰہِ'' پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسبِ دستور رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ لے اور اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے، لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے، بل کہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

مسئلہ (۳): نماز کے بعد دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعے کے خطبے میں۔

مسئلہ (۴): عیدین کی نماز کے بعد (یا خطبے کے بعد) دعا مانگنا گو نبی ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول نہیں، مگر چوں کہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لیے عیدین کی نماز کے بعد بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔

مسئلہ (۵): عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے۔ اوّل خطبے میں نو مرتبہ ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کہے، دوسرے میں سات مرتبہ۔

نفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔[1]

مسئلہ (۱۰): یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیے، سب تیئیس (۲۳) نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

مسئلہ (۱۱): اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔ ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔

مسئلہ (۱۲): نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۳): اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں، یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔

مسئلہ (۱۴): عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۵): عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مواضع (جگہوں) میں جائز ہے۔

مسئلہ (۱۶): اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نمازِ عید نہیں پڑھ سکتا، اس لیے کہ اس میں جماعت شرط ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شریک ہوا ہو اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۷): اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی بارہویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ (۱۸): عید الاضحیٰ کی نماز میں بے عذر[2] بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز نہیں ہوگی۔

---

[1] یہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت اور مسافر پر تکبیر کہنا واجب ہے اور فتویٰ اس میں بھی صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ ہی کے قول پر ہے۔ وَأَمَّا عِنْدَهُمَا فَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مَنْ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ لِأَنَّهُ تَبَعٌ لَهَا فَيَجِبُ عَلَى الْمُسَافِرِ وَالْمَرْأَةِ والقروی قَالَ فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وَالْجَوْهَرَةِ وَالْفَتْوٰى عَلٰى قَوْلِهِمَا ۔ [2] یعنی بغیر کسی مجبوری کے۔

تمرین

سوال ①: عید کے دن کے مسنون اعمال بیان کریں۔

سوال ②: عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں کیا فرق ہے؟

سوال ③: عید الفطر کی نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ④: تکبیر تشریق کسے کہتے ہیں، کن پر واجب ہے اور کب واجب ہے؟

سوال ⑤: اگر کسی سے عید کی نماز کی ایک رکعت چلی جائے تو وہ اسے کس طرح ادا کرے گا؟

سب معاف ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتے رہو۔

مسئلہ (۷): جب مر جائے تو سب عضو درست کر دو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھ دو کہ کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگا دو، تاکہ منہ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کر دو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کے باندھ دو، تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں، پھر کوئی چادر اُڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو۔

مسئلہ (۸): منہ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو: ''بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ.''

مسئلہ (۹): مر جانے کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوش بو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت اور جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔

مسئلہ (۱۰): مر جانے کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں ہے۔

تمرین

سوال ①: مردے کے پاس جنبی مرد یا نفاس وحیض والی عورت کے رہنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ②: کیا مر جانے کے بعد میت کے پاس تلاوت کی جا سکتی ہے؟

سوال ③: انسان کے مر جانے کی کیا علامات ہیں؟

سوال ④: انسان کے مرتے وقت پاس موجود ہونے والوں کو کیا کرنا چاہیے؟

بٹھائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبائے، اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھوڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کوئی نقصان نہیں اب نہ دوہراؤ، اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹائے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے، پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنادو۔

مسئلہ (۳): اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے، اسی سے اس طرح تین دفعہ نہلا دے اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلائے اور نہلانے کا یہ طریقہ جو بیان ہوا سنت ہے، اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بل کہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھوڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ (۴): جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگادو، اگر مردہ مَرد ہو تو ڈاڑھی پر بھی عطر لگادو، پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلی اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو۔ بعضے (لوگ) کفن میں عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں، یہ سب جہالت ہے، جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زائد مت کرو۔

مسئلہ (۵): بالوں میں کنگھی نہ کرو، نہ ناخن کاٹو، نہ کہیں کے بال کاٹو، سب اسی طرح رہنے دو۔

میت کو کون غسل دے؟

مسئلہ (۶): اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں، اگر چہ (وہ عورت اس کی) محرم ہی کیوں نہ ہو، اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمّم کرادو، لیکن اس کے بدن میں ہاتھ نہ لگاؤ بل کہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لو، تب تیمّم کراؤ۔

مسئلہ (۷): کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بیوی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے اور اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں، البتہ دیکھنا درست ہے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ (۸): جو مرد جنبی ہو یا عورت حیض ونفاس سے ہو، وہ مردے کو نہ نہلائے کہ یہ مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ (۹): بہتر یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلائے اور اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی دین دار نیک مرد نہلائے۔

جائے گا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علاحدہ کر لی جائیں اور صرف ان ہی کو غسل دیا جائے، کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔

کافر رشتہ دار کی میت کا حکم

مسئلہ (۱۵): اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور مر جائے تو اس کی نعش اس کے ہم مذہب کو دے دی جائے۔ اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو، یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے، مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے، کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بل کہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کو لیے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

باغی، ڈاکو اور مرتد کے غسل کا حکم

مسئلہ (۱۶): باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرط یہ کہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔

مسئلہ (۱۷): مرتد اگر مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہلِ مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔

تیمّم کرانے کے بعد پانی مل گیا

مسئلہ (۱۸): اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمّم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دے دینا چاہیے۔

کفنانے کا بیان[1]

مسنون کفن

مسئلہ (۱): مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا سنت ہے: (۱) کرتہ (۲) ازار (۳) چادر (اسے لفافہ بھی کہتے ہیں) ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتا گلے سے لے کر پاؤں تک ہو، لیکن اس میں کلی ہوں نہ آستین۔

مسئلہ (۲): مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں، دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ (۳): پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دو تب اس میں مردے کو کفنا دو۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ

مسئلہ (۴): کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ، پھر ازار، اس کے اوپر کرتہ، پھر مردے کو اس پر لے جا کے پہلے کرتہ پہناؤ، پھر ازار لپیٹ دو، پہلے بائیں طرف لپیٹو، پھر داہنی طرف، پھر چادر لپیٹو، پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف، پھر کسی دھجی (کپڑے کی کترن) سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ راستے میں کہیں کھل نہ پڑے۔

قبر میں عہد نامہ رکھنا یا کچھ لکھنا

مسئلہ (۵): کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح کفن پر یا سینے پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چودہ (۱۴) مسائل مذکور ہیں۔

ناتمام یا بوسیدہ میت کا کفن

مسئلہ (۱۲): اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے، ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہیے۔

مسئلہ (۱۳): کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہیے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اور اگر پھٹ گئی ہو تو کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ (مسنون کفن کی حاجت نہیں)

تمرین

سوال ①: مرد کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے گا؟

سوال ②: اگر کسی انسان کا نصف حصہ مل جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر بچہ مردہ پیدا ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: نابالغ اور ناتمام بچے کے غسل اور کفن کا کیا حکم ہے؟

تہ بند بدن کی موٹائی سے تین گرہ زیادہ، بڑے آدمی کے لیے سوا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پنڈلی تک چودہ گرہ عرض کافی ہے، یہ دو ہونے چاہییں۔ دستانہ چھ گرہ طول اور تین گرہ عرض ہو بقدر پنجہ دست بنالیں، یہ بھی دو عدد ہوں۔

تنبیہ (۱): کفن اور اس کے متعلقات کا بندوبست بھی گھڑوں وغیرہ کے ساتھ کر دیں۔

تنبیہ (۲): اب مناسب ہے کہ بڑے شخص کے کفن کو یک جائی طور پر لکھ دیا جائے تا کہ اور آسانی ہو۔

نمبر شمار	نام پارچہ	طول	عرض	اندازہ پیمائش
۱	ازار	ڈھائی گز تقریباً سوا دو میٹر	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک تقریباً سوا میٹر تک	سر سے پاؤں تک
۲	لفافہ	پونے تین گز تقریباً ڈھائی میٹر	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک تقریباً سوا میٹر تک	ازار سے تقریباً نو انچ زیادہ
۳	قمیص	ڈھائی گز تا پونے تین گز تقریباً ڈھائی میٹر	ایک گز تقریباً ایک میٹر تک	کندھے سے آدھی پنڈلی تک

تنبیہ (۳): تخمیناً مرد کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا دس گز صرف ہوتا ہے اور تہ بند اور دستانہ اس سے جدا ہیں اور بچے کا کفن اس کے مناسب حال مثل سابق لے لو۔

غسل اور کفنانے کا طریقہ

ایک گھڑے میں دو مٹھی بیری کے پتے ڈال کر پانی کو جوش دے دو اور اس کے دو گھڑے بنالو اور ایک گڑھا شمالاً جنوباً لمبا کھود و (یہ ضروری نہیں، اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ پانی کسی نالی وغیرہ کے ذریعے سے بہہ جائے تو اس کے قریب تختہ رکھ لینا کافی ہے) اور اس پر تختہ اسی رخ سے بچھا کر تین دفعہ لوبان کی دھونی دے دو اور مردے کو اس پر لٹاؤ اور کرتہ، انگرکھا (ایک قسم کا مردانہ لباس) وغیرہ کو چاک کر کے نکال لو اور تہ بند ستر پر ڈال کر استعمالی پارچہ[1] اندر ہی اندر اتار لو اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو، نجاست خارج ہو یا نہ ہو، دونوں صورت میں مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کراؤ۔ پھر پانی سے استنجا کراؤ مگر ہاتھ میں دستانہ یعنی تھیلی پہن لو، بلا تھیلی کے ستر پر ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے، پھر روئی کا پھایہ (کپڑا) تر کر کے ہونٹوں اور دانتوں پر پھیر کر پھینک دو، اسی طرح تین مرتبہ کرو، اسی

[1] کپڑا، لباس، پوشاک۔

قبر میں مردے کو قبلہ رُخ اس طرح کہ تمام جسم کو کروٹ دی جائے لٹادیں اور کفن کی گرہ کھول دیں اور سلفِ صالحین کے موافق ایصالِ ثواب کریں، وہ اس طرح کہ کسی رسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ کریں، اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر اس کو ثواب پہنچادیں اور دفن سے پہلے قبرستان میں جو وقت فضول خرافات باتوں میں گزارتے ہیں اس وقت کلمہ کلام پڑھتے اور ثواب بخشتے رہا کریں۔

تمرین

سوال ①: جو شخص مرنے کے قریب ہو اس کے پاس کیا عمل کرنا چاہیے؟
سوال ②: مرنے کے فوراً بعد کیا کرنا چاہیے؟
سوال ③: کفن دفن کے وقت جس سامان کی ضرورت ہو اسے تفصیل سے لکھیں؟
سوال ④: بڑے شخص کے کفن میں جو چیزیں استعمال ہوتی ہےں ان کا نقشہ بنا کر واضح کریں؟
سوال ⑤: میت کو غسل دینے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ⑥: میت کو کفنانے کا شرعی طریقہ تفصیل سے لکھیں؟

سوائے ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہِ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں اور اگر لڑائی کے بعد یا اپنی موت سے مرجائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائے گی۔ اسی طرح جس شخص نے (العیاذ باللہ) اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی اور ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی اور جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔

مسئلہ (۴): جس (نابالغ) لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔

مسئلہ (۵): میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو اور اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔

شرط (۲): میت کے بدن اور کفن کا نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر (پاک) ہونا۔ ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے (غسل کے بعد) خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، نماز درست ہے۔

مسئلہ (۶): اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر (پاک) نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا غسل کے ناممکن ہونے کی صورت میں تیمّم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً غسل یا تیمّم کے بغیر دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حال میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میت پر بغیر غسل یا تیمّم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور دفن کے بعد علم ہو کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے، اس لیے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی، ہاں اب چوں کہ غسل ممکن نہیں ہے لہٰذا نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ (۷): اگر کوئی مسلمان نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے جب تک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے[1] اس کی تعیین نہیں ہو سکتی یہی اصح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدت بیان کی ہے۔

مسئلہ (۸): اگر میت پاک پلنگ یا تخت پر ہو تو میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میت کو بغیر پلنگ و تخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے، بعض کے

[1] ...... کیوں کہ بعض علاقے ٹھنڈے ہوتے ہیں وہاں نعش جلدی نہیں پھٹتی اور بعض علاقے گرم ہوتے ہیں وہاں نعش جلدی پھٹ جاتی ہے۔

ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں:

''نَوَیْتُ أَنْ أُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَدُعَاءً لِلْمَیِّتِ''[1]

ترجمہ: ''میں نے یہ ارادہ کیا کہ نمازِ جنازہ پڑھوں جو اللہ تعالیٰ کی نماز ہے اور میت کے لیے دعا ہے۔''

یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیرِ تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ ''اَللّٰہُ أَکْبَر'' کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں، پھر ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' آخر تک پڑھیں۔ اس کے بعد پھر ایک بار ''اَللّٰہُ أَکْبَر'' کہیں، مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں، اس کے بعد درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے پھر ایک مرتبہ ''اَللّٰہُ أَکْبَر'' کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں، اس تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کریں، اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ.''

اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجاً خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ.''

اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بل کہ علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ''رد المحتار'' میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے۔ ان دونوں دعاؤں کے سوا اور بھی دعائیں احادیث میں آئی ہیں اور ان کو ہمارے فقہا نے بھی نقل کیا ہے، جس دعا کو چاہے اختیار کر لے۔

اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّمُشَفَّعاً.''

اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں ''اجْعَلْهُ'' کی جگہ ''اجْعَلْهَا'' اور ''شَافِعاً

[1] یہ نیت زبان سے کرنا ضروری نہیں ہے بل کہ صرف دل سے کر لینا بھی کافی ہے۔

نمازِ جنازہ میں تاخیر

مسئلہ (۱۸): میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔

بیٹھ کر یا سواری پر نمازِ جنازہ

مسئلہ (۱۹): جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

اجتماعی نمازِ جنازہ

مسئلہ (۲۰): اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علاحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ صورت اس لیے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے گا جو مسنون ہے۔

مسئلہ (۲۱): اگر جنازے مختلف اصناف (قسموں) کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغہ عورتوں کے ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔

نمازِ جنازہ میں مسبوق اور لاحق کا حکم

مسئلہ (۲۲): اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہوں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا[1] اور اس کو چاہیے کہ فوراً آتے ہی اور نمازوں کی طرح تکبیرِ تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بل کہ امام کی (اگلی) تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہوگی، پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا (قضا) کر لے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

[1] یعنی وہ تکبیریں جو اس سے فوت ہو چکی ہیں بعد میں ادا (یعنی قضا) کرے گا۔

میت کا ولی نماز کا اعادہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اگر میت کے ولی نے بادشاہِ وقت کے موجود نہ ہونے کی حالت میں نماز پڑھا دی ہو تو بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہے، بل کہ صحیح یہ ہے کہ اگر میت کے ولی نے بادشاہِ وقت کے موجود ہونے کی حالت میں نماز پڑھ لی تب بھی بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہ ہوگا، گو ایسی حالت میں بادشاہِ وقت کے امام نہ بنانے سے ترکِ واجب کا گناہ میت کے اولیا پر ہوگا۔

حاصل یہ ہے کہ ایک جنازے کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں، مگر میت کے ولی کو جب کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو (تو) دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

تمرین

سوال ①: نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

سوال ②: نمازِ جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ بیان کریں۔

سوال ③: نمازِ جنازہ میں کتنے فرض اور کتنی سنتیں ہیں تفصیل سے لکھیں؟

سوال ④: اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے مختلف اقسام کے آجائیں تو نمازِ جنازہ پڑھنے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

سوال ⑤: اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں اس وقت آیا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہوچکی تھیں تو وہ نمازِ جنازہ میں کس طرح شرکت کرے گا؟

سوال ⑥: نمازِ جنازہ میں امامت کا سب سے زیادہ حق دار کون شخص ہے؟

مسئلہ (۸): جو لوگ جنازے کے ہم راہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے، اگر چہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے۔ ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے، اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۹): جنازے کے ہم راہ پیدل چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔

مسئلہ (۱۰): جنازے کے ہم راہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔

قبر سے متعلق مسائل

مسئلہ (۱۱): میت کی قبر کم سے کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیے اور اس کے قد کے موافق لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے، ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔

مسئلہ (۱۲): یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں، خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا، مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔

مسئلہ (۱۳): جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں، اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہوں کہ میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔

مسئلہ (۱۴): قبر میں اتارنے والوں کو طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی کریم ﷺ کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔

مسئلہ (۱۵): قبر میں رکھتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ (۱۶): میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔

مسئلہ (۱۷): قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کے کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔

مسئلہ (۱۸): اس کے بعد کچی اینٹوں یا نرکل (سرکنڈا) سے بند کر دیں۔ پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے، ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔

لیکن اس زمانے میں چوں کہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کرلیا ہے اور مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہوجاتا ہے، اس لیے ایسے امور بالکل ناجائز ہوں گے اور جو جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

تمرین

سوال ①: میت کے اُٹھانے کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

سوال ②: قبر کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے اور اس میں میت کو اتارنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ③: قبر پر مٹی کتنی اور کس طرح ڈالنی چاہیے؟

سوال ④: قبر بنانے کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

دفن کے بعد میت کا قبر سے نکالنا

مسئلہ (۷): جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔

مثال: (۱) جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس دفن پر راضی نہ ہو (۲) کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔

حاملہ عورت کا مر جانا

مسئلہ (۸): اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے، لیکن اگر مردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکے میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔

جنازے کو دوسری جگہ منتقل کرنا

مسئلہ (۹): دفن سے پہلے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لیے لے جانا خلافِ اَولیٰ ہے جب کہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں[1] اور دفن کے بعد نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔

میت کی مدح خوانی کرنا

مسئلہ (۱۰): میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو، وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔

---

[1]: اس مسئلے میں چوں کہ بہت کوتاہی ہو رہی ہے اس لیے ہر مسلمان کو مرنے کے متعلق اپنی وصیت لکھ لینی چاہیے اور گھر والوں کو تاکید بھی کر دینی چاہیے کہ میرا انتقال سفر وغیرہ میں جہاں کہیں ہو اسی جگہ سنت کے موافق مجھے دفنا دیا جائے۔ شہداء احد کو آپ ﷺ نے وہیں دفنانے کا حکم دیا حالاں کہ جنت البقیع کا قبرستان بہت نزدیک تھا۔

سے کم ایک مرتبہ زیارت کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعے کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کر کے جانا جائز ہے جب کہ کوئی عقیدہ اور عمل خلافِ شرع نہ ہو جیسا آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

تمرین

سوال①: اگر کسی شخص کو نمازِ جنازہ کی منقول دعائیں یاد نہ ہوں تو کیا کرے؟

سوال②: کیا میت کی نعش کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے؟

سوال③: قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟

سوال④: عورتوں کو جنازے کے ہم راہ جانا کیسا ہے؟

وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگادی جس سے کوئی جل کر مر گیا۔

شرط (۶): اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض مقرر نہ ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو، پس اگر مالی عوض مقرر ہوگا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔

مثال (۱): کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلۂ جارحہ سے قتل کردے (۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلۂ جارحہ سے قتل کردے مگر خطاءً، مثلاً: کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کو لگ جائے (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو ان سب صورتوں میں چوں کہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا، اس لیے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداءً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال (۱): کوئی شخص آلۂ جارحہ سے قصداً ایا ظلماً مارا گیا لیکن قاتل میں اور ورثائے مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہوگئی ہو تو اس صورت میں چوں کہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتدا میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا، اس لیے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال (۲): کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداءً قصاص ہی واجب ہوا تھا، مال ابتداءً واجب نہیں ہوا لیکن باپ کے احترام وعظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہے، لہٰذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

شرط (۷): زخم لگنے کے بعد پھر کوئی زندگی کا امر راحت وتمتع مثل کھانے، پینے، سونے، دوا کرنے، خرید وفروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئے اور نہ ایک وقت کی نماز کے بقدر اس کی زندگی حالت ہوش وحواس میں گزرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں۔ ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔

پس اگر کوئی شخص زخم کے بعد زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا، اس لیے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملے میں ہو تو خارج نہ ہوگا۔ اگر کوئی معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور

کتاب الزکوۃ

زکوۃ کا بیان[1]

زکوۃ ادا نہ کرنے پر وعید

مسئلہ (۱): جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوۃ نہ نکالتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ گار ہے، قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر گرم کر لی جائیں گی۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جائے گا اور وہ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا: ''میں ہی تیرا مال اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔''

اللہ کی پناہ اتنے عذاب کی کون طاقت رکھ سکتا ہے، تھوڑے سے لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بے وقوفی کی بات ہے، اللہ ہی کی دی ہوئی دولت کو اللہ ہی کی راہ میں نہ دینا کتنی بے جا بات ہے۔

سونے چاندی کا نصاب

مسئلہ (۲): جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا[2] ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اس کی زکوۃ دینا واجب ہے[3] اور اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوۃ واجب ہے۔

---

[1]: اس عنوان کے تحت انتیس (۲۹) مسائل مذکور ہیں۔ [2]: ساڑے باون تولے چاندی 612.36 گرام کے برابر اور ساڑھے سات تولے سونا 87.48 گرام کے برابر ہوتے ہیں۔ [3]: جو شخص بالغ ہونے کے بعد قمری ماہ کی جس تاریخ کو صاحب نصاب بنا ہو ہر سال اس مہینے کی اسی تاریخ کو اس شخص پر زکوۃ فرض ہوگی، زکوۃ کا حساب اسی تاریخ کو ہوگا ادا جب چاہے کرے۔ مسئلے میں سال گزرنے سے یہی سال مراد ہے، ہر مال پر علاحدہ سال گزرنا ضروری نہیں۔

تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے، پس جو حکم پیتل، تانبے، لوہے، رانگے وغیرہ اسباب کا آگے آئے گا وہی اس کا بھی حکم ہے۔

سونے اور چاندی کے ملانے کا حکم

مسئلہ (۹): کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے، نہ پوری مقدار چاندی کی، بل کہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی مقدار پوری پوری ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں [1]۔

وضاحت: زکوٰۃ کے مندرجہ ذیل مسائل اس زمانے میں لکھے گئے ہیں جس زمانے میں روپیہ چاندی کا ہوتا تھا اور سونا چاندی ارزاں تھا۔

سونے یا چاندی کے ساتھ نقدی روپے ملنے کا حکم

مسئلہ (۱۰): فرض کرو کہ کسی زمانے میں پچیس روپے کا ایک تولہ سونا ملتا ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ تولہ چاندی ملتی ہے اور کسی کے پاس دو تولہ سونا اور پانچ روپے ضرورت سے زائد ہیں اور سال بھر تک وہ رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کیوں کہ دو تولہ سونا پچاس روپے کا ہوا اور پچاس روپے کی چاندی پچھتر تولہ ہوئی دو تولہ سونے کی چاندی اگر خریدو گے تو پچھتر تولہ ملے گی اور پانچ روپے تمہارے پاس ہیں، اس حساب سے اتنی مقدار سے بہت زیادہ مال ہو گیا جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ البتہ اگر فقط دو تولہ سونا ہو اس کے ساتھ روپے اور چاندی کچھ نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

دورانِ سال مال میں اضافے کا حکم

مسئلہ (۱۱): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے تھے، پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور

[1] بل کہ سونے کی زکوٰۃ اس کے نصاب کا حساب کر کے الگ کر کے دے اور اگر اس صورت میں بھی قیمت لگا کر دینا چاہے تو اس شرط سے جائز ہے کہ جس طرح قیمت لگانے میں غریبوں کا بھلا ہو اس طرح قیمت لگائے اور جو اس میں بکھیڑا سمجھے تو پھر دونوں کا الگ ہی حساب لگا کر دے دے۔

کرایے پر دی ہوئی اشیا پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۵): کسی کے پاس دس پانچ گھر ہیں، ان کو کرایہ پر چلاتا ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔ ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو روپے کے برتن خرید لیے اور ان کو کرایہ پر چلاتا رہتا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں غرض یہ کہ کرایہ پر چلانے سے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

کپڑے میں اگر چاندی کا کام ہو تو زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۶): پہننے کے دھراؤ جوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں اس میں زکوٰۃ واجب نہیں، لیکن ان میں سچا کام ہے اور اتنا کام ہے اگر چاندی چھڑائی جائے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مختلف اموال کی زکوٰۃ

مسئلہ (۱۷): کسی کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو، اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو واجب نہیں۔

مالِ تجارت کی تعریف

مسئلہ (۱۸): سوداگری کا مال وہ کہلائے گا جس کو اسی ارادے سے مول (خرید) لیا ہو کہ اس کی سوداگری کریں گے تو اگر کسی نے اپنے گھر کے خرچ کے لیے یا شادی وغیرہ کے خرچ کے لیے چاول مول لیے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اس کی سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۳) دَینِ ضعیف:

ضعیف یہ ہے کہ شوہر کے ذمے مہر ہو، وہ کئی برس کے بعد ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے، پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں بل کہ اگر اب اس کے پاس رکھا رہے اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، ورنہ واجب نہیں۔

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا

مسئلہ (۲۰): اگر کوئی مال دار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دے اور سال کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ہو جاتی ہے اور اگر مال دار نہیں ہے بل کہ کہیں سے مال ملنے کی امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، جب مال مل جائے اور اس پر سال گزر جائے تو پھر زکوٰۃ دینا چاہیے۔

مسئلہ (۲۱): مال دار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دے دے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینا پڑے گی۔

مسئلہ (۲۲): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زیادہ رکھے ہوئے ہیں اور سو روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے، اس نے پورے دو سو روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی دے دی یہ بھی درست ہے، لیکن اگر ختم سال پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہوگئی اور وہ دیا ہوا صدقہ نافلہ ہو گیا۔[1]

سال گزرنے کے بعد مال ضائع ہو گیا یا خود کر دیا

مسئلہ (۲۳): کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا یا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ معاف ہوگئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دے دیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بل کہ دینا پڑے گی۔

مسئلہ (۲۴): سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہوگئی۔

---

[1] یعنی سال کے ختم پر صاحب نصاب نہیں رہا تو پیشگی دی ہوئی زکوٰۃ نفلی صدقہ ہو جائے گی۔

تمرین

سوال ①: زکوٰۃ کس پر واجب ہے اور نصاب سے کیا مراد ہے؟

سوال ②: سال گزرنے سے کیا مراد ہے اور اگر سال کے درمیان مال نصاب سے کم ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: نصاب کے بقدر مال ہے لیکن مقروض بھی ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: کن کن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے تفصیل سے بتائیں؟

سوال ⑤: سال مکمل ہونے سے چند دن قبل کچھ مال آ گیا تو کیا اس کی زکوٰۃ نکالی جائے گی؟

سوال ⑥: کیا قرض پر زکوٰۃ ہے، قرض کی اقسام تفصیل سے بیان کریں؟

سوال ⑦: سوداگری (تجارت) کا مال کون سا ہے؟

سوال ⑧: سال گزرنے سے قبل زکوٰۃ ادا کرنا کیسا ہے؟

سوال ⑨: اگر کسی پر زکوٰۃ واجب ہوگئی تھی اور زکوٰۃ نکالنے سے پہلے مال ضائع ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: سال گزرنے کے بعد قرض خواہ قرض معاف کر دے تو کیا اس کی زکوٰۃ دینا پڑے گی؟

پھر جب فقیر کو دے دیا اس وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گیا تو بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی، البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتا تو ادا نہ ہوتی۔

پوری زکوٰۃ یک مُشت ادا کرنے اور نہ کرنے کا حکم

مسئلہ (۶): کسی نے زکوٰۃ کے روپے نکالے تو اختیار ہے چاہے ایک ہی کو سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دے اور چاہے اسی دن سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دے۔

ایک فقیر کو ادا کرنے کی مقدار

مسئلہ (۷): بہتر یہ ہے کہ ایک غریب کو کم سے کم اتنا دے دے کہ اس دن کے لیے کافی ہو جائے کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔

مسئلہ (۸): ایک ہی فقیر کو اتنا مال دے دینا جتنے مال کے ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے، لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اس سے کم دینا جائز ہے، مکروہ بھی نہیں۔

قرض یا انعام کے نام سے زکوٰۃ دینے کا حکم

مسئلہ (۹): کوئی قرض مانگنے آیا اور معلوم ہے کہ وہ اتنا تنگ دست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گا یا ایسا نادِہند ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتا، اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر کسی کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں، تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ کا ادا نہ ہونا

مسئلہ (۱۱): کسی غریب آدمی پر دس روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپے یا اس سے زیادہ ہے،

مسئلہ (۱۶): تم نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ دینے کے لیے دو روپے دیے تو اس کو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دے دے یا کسی اور کے سپرد کردے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دے دینا اور نام کا بتلانا ضروری نہیں ہے کہ فلاں کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا اور وہ شخص وہ روپیہ اگر اپنے کسی رشتہ داریا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دے دے تو بھی درست ہے۔ لیکن اگر وہ خود غریب ہو تو آپ ہی لے لینا درست نہیں، البتہ اگر تم نے یہ کہہ دیا ہو کہ جو چاہے کرو اور جسے چاہے دے دو تو آپ بھی لینا درست ہے۔

تمرین

سوال ①: مال پر کتنی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

سوال ②: کیا زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرنا ضروری ہے؟ وہ صورت ذکر کریں کہ ادا کرتے وقت نیت نہ ہو پھر بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے۔

سوال ③: زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کہہ کر دینا ضروری ہے یا قرض یا انعام وغیرہ بول کر دے سکتے ہیں؟

سوال ④: چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی دینا ہو تو قیمت کا اعتبار ہوگا یا وزن کا؟

سوال ⑤: زکوٰۃ ایک ہی مستحق کو دینا ضروری ہے یا بہت سوں کو دے سکتے ہیں اور ایک مستحق کو زیادہ سے زیادہ کتنی زکوٰۃ دینی چاہیے؟

سوال ⑥: اگر آپ کا کسی غریب پر پانچ سو روپے قرض ہو تو کیا اس غریب کو زکوٰۃ میں معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

بہ دینا درست ہے۔

مقروض کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ(۶): کسی کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے کا یا اس سے بھی زائد کا قرض دار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دے کر کتنے روپے بچتے ہیں، اگر اتنے ہیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔

مسافر کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ(۷): ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مال دار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا، سارا مال چوری ہوگیا یا کوئی وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں ہے، ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستے میں خرچ ختم ہوگیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی دینا درست ہے۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اور جن کو دینا جائز ہے

مسئلہ(۸): زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں، مسلمان ہی کو دے اور زکوٰۃ اور عشر اور صدقۂ فطر اور نذر اور کفارے کے سوا اور خیر خیرات کافر کو دینا بھی درست ہے۔

مسئلہ(۹): زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنانا یا کسی لاوارث مردے کا گور و کفن تیار کرنا یا مردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرنا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں، جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ(۱۰): اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے ان کو دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے، پڑپوتے، نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں ان کو بھی دینا درست نہیں۔ ایسے ہی بیوی اپنے میاں کو اور میاں اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ(۱۱): ان رشتہ داروں کے سوا سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ جیسے بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپھی،

ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، پھر ادا کرے۔
مسئلہ (۱۹): اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مال دار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ نہ دے۔ اگر بغیر تحقیق کیے دے دیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے، اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مال دار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دے، لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہے تو پھر سے نہ دے زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ (۲۰): زکوٰۃ کے دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتے ناتے کے لوگوں کا خیال رکھو کہ پہلے ان ہی لوگوں کو دو لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ زکوٰۃ یا صدقہ اور خیرات کی چیز ہے، تاکہ وہ برا نہ مانیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت والوں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے ایک تو خیرات کا، دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک واحسان کرنے کا، پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔

ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا

مسئلہ (۲۱): ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے میں بھیجنا مکروہ ہے، ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہوں ان کو بھیج دیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہوں ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دین دار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

باب صدقة الفطر

صدقۂ فطر کا بیان[1]

صدقۂ فطر کا نصاب

مسئلہ (۱): جو مسلمان اتنا مال دار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے، چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو، اس صدقے کو شرع میں ''صدقۂ فطر'' کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲): کسی کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانچ سو کا بکے[2] اور پہننے کے لیے بڑے قیمتی قیمتی کپڑے ہیں مگر ان میں گوٹہ لچکا نہیں اور خدمت کے لیے دو چار خدمت گار ہیں۔ گھر میں ہزار پانچ سو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں اور وہ سب کام آیا کرتا ہے یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹا لچکا اور زیور بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ایسے پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ (۳): کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دے دیا تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے، اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں، البتہ اگر اسی پر اس کا گزارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔

مسئلہ (۴): کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال اسباب ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے تو قرضہ مجرا (نفی) کر کے دیکھو کیا بچتا ہے، اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ یا صدقہ واجب ہو جائے تو صدقہ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔

---

[1] اس باب میں اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] یہ قیمت اس زمانے کے حساب سے تھی جس زمانے میں ''بہشتی زیور'' لکھی جا رہی تھی۔

زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے بل کہ بہتر ہے اور اگر جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دگنا دینا چاہیے[۱]

مسئلہ (۱۳): اگر گیہوں اور جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار، چاول تو اتنا دے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جو کے برابر ہو جائے جتنے اوپر بیان ہوئے۔

مسئلہ (۱۴): اگر گیہوں اور جو نہیں دیے بل کہ اتنے گیہوں اور جو کی قیمت دے دی تو یہ سب سے بہتر ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۵): ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دے دے دونوں باتیں جائز ہیں۔

مسئلہ (۱۶): اگر کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دیا یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۷): صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

مسئلہ (۱۸): اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور وہ شوہر کے گھر رخصت کر دی جائے تو اگر وہ (لڑکی) مال دار ہے تب تو اس کے مال میں صدقہ فطر واجب ہے اور اگر مال دار نہیں تو دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ شوہر کی خدمت یا اس کی موانست کے قابل ہے تو اس کا صدقہ فطر نہ باپ پر واجب ہے نہ شوہر پر نہ خود اس پر اور اگر وہ شوہر کی خدمت یا اس کی موانست کے قابل نہیں ہے تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ کے ذمے واجب رہے گا۔ اگر شوہر کے گھر میں رخصت نہیں کی گئی تو گو وہ شوہر کی خدمت یا اس کی موانست کے قابل ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔

---

[۱]: صدقہ فطر کلوگرام کے حساب سے 1.59 کلوگرام گندم ہوتا ہے اور احتیاطاً پونے دو کلو دے دینا بہتر ہے اور جو، کھجور، کشمش سے دے تو اس کا دگنا یعنی ساڑھے تین کلو دے۔

کتاب الصوم

روزے کا بیان

روزے کی فضیلت

حدیث شریف میں روزے کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رُتبہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اُس کے سب اگلے گناہِ صغیرہ بخش دیے جائیں گے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوش بو سے بھی زیادہ پیاری ہے، قیامت کے دن روزے کا بے حد ثواب ملے گا۔''

روایت ہے: ''روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دستر خوان چنا جائے گا، وہ لوگ اُس پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے، اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں، اُن کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھتے تھے۔''

یہ روزہ بھی دین اسلام کا بڑا رُکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ گار ہوگا اور اُس کا دین کمزور ہو جائے گا۔

روزے کی اقسام

مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں، جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے اور اگر کوئی روزے کی نذر کر لے تو نذر کر لینے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں، رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ عید اور بقرعید کے دن اور بقرعید کے بعد تین دن تک روزہ رکھنا حرام ہے۔

تمرین

سوال①: روزے کی دو فضیلتیں لکھیں۔

سوال②: کون کون سے روزے فرض ہیں ذکر کریں؟

سوال③: نفل روزے کون سے ہیں؟

سوال④: روزہ کسے کہتے ہیں؟

سوال⑤: کیا زبان سے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے؟

سوال⑥: جلدی سحری کر کے روزے کی نیت کرنے کے بعد صبح صادق سے پہلے کچھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

ہوا کہ رمضان کے مہینے میں جب کسی روزے کی نیت کرے گا تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور کوئی روزہ صحیح نہ ہوگا۔

شک والے دن کے روزے کا حکم

مسئلہ (۷): شعبان کی اُنتیسویں (۲۹) تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر اَبر (بادل) ہوں اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں روزہ نہ رکھو، بل کہ شعبان کے تیس (۳۰) دن پورے کرکے رمضان کے روزے شروع کرو۔

مسئلہ (۸): اُنتیسویں (۲۹) تاریخ اَبر کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفل روزہ بھی نہ رکھو، ہاں اگر ایسا اتفاق پڑا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھا کرتا تھا اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے، پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو اُسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہوگیا اب اُس کی قضا نہ رکھے۔

مسئلہ (۹): بادل کی وجہ سے اُنتیس (۲۹) تاریخ کو رمضان کا چاند نہیں دکھائی دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ نہ کھاؤ نہ پیو۔ اگر کہیں سے خبر آ جائے تو اب روزے کی نیت کرلو اور اگر خبر نہ آئے تو کھاؤ اور پیو۔

مسئلہ (۱۰): اُنتیسویں (۲۹) تاریخ کو چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں، لاؤ میرے ذمہ جو گزشتہ سال کا ایک روزہ تھا اُس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اُس کا روزہ رکھ لوں، اُس دن قضا کا روزہ اور کفارے کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے، کوئی روزہ نہ رکھنا چاہیے، اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو بھی رمضان کا ہی روزہ ادا ہوگیا، قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزے کی نیت کی تھی وہی ادا ہوگیا۔

چاند دیکھنے کا بیان[۱]

اگر آسمان پر بادل یا غبار ہو

مسئلہ (۱): اگر آسمان پر بادل ہے یا غُبار ہے اِس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا، لیکن ایک دین دار پرہیزگار سچے آدمی نے آ کر گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو چاند کا ثبوت ہو گیا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔
مسئلہ (۲): اور اگر بادل کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے، چاہے جتنا بڑا معتبر آدمی ہو، بل کہ جب دو معتبر اور پرہیزگار مرد یا ایک دین دار مرد اور دو دین دار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دے دیں تب چاند کا ثبوت ہوگا اور اگر چار عورتیں گواہی دیں تو بھی قبول نہیں۔

فاسق کی گواہی کا اعتبار

مسئلہ (۳): جو آدمی دین کا پابند نہیں، برابر گناہ کرتا رہتا ہے، مثلاً: نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے، شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شریعت میں اُس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے، چاہے جتنی قسمیں کھا کر کے بیان کرے بل کہ ایسے اگر دو تین آدمی ہوں اُن کا بھی اعتبار نہیں۔

چاند کے بارے میں رسم

مسئلہ (۴): یہ جو مشہور ہے کہ جس دن رجب کی چوتھی تھی اُس دن رمضان کی پہلی ہوتی ہے، شریعت میں اس کا بھی کچھ اعتبار نہیں ہے، اگر چاند نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہیے۔

چاند پر تبصرے کا حکم

مسئلہ (۵): چاند دیکھ کر یہ کہنا کہ ''چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے'' بُری بات ہے، حدیث میں آیا ہے کہ یہ

---

[۱]: اس عنوان کے تحت تیرہ (۱۳) مسائل مذکور ہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۰): ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے۔ ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتی کہ اگر ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔

مسئلہ (۱۱): اگر دو ثقہ (معتبر) آدمیوں کی شہادت سے رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں تیس (۳۰) روزے پورے ہو جانے کے بعد عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں (۳۱) دن افطار کرلیا جائے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔

مسئلہ (۱۲): اگر تیس (۳۰) تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ آئندہ شب کا سمجھا جائے گا گزشتہ شب کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ رؤیت (چاند کا دیکھنا) زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد۔

مسئلہ (۱۳): جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت (گواہی) شرعاً قابلِ اعتبار نہ قرار پائے تو اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

تمرین

سوال ①: رمضان کا چاند اور عید کا چاند دیکھنے میں کتنے آدمیوں کی گواہی معتبر ہے؟

سوال ②: اگر آسمان صاف ہو اور چار آدمیوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا تو کیا اُس کی شہادت معتبر ہے؟

سوال ④: اگر دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور لوگ تیس روزے پورے کرلیں اور اس کے بعد عید کا چاند نظر نہ آئے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: چاند دیکھ کر یہ کہنا: ''چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے'' شرعاً کیسا ہے؟

اس کی قضا کرے، کفارہ واجب نہیں اور اب جب تک سورج نہ ڈوب جائے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔
مسئلہ (۸): اگر اتنی دیر ہوگئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھالیا یا پانی پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا، پھر اگر معلوم ہو گیا کہ اس وقت صبح ہو گئی تھی تو اس روزے کی قضا رکھے اور اگر کچھ نہ معلوم ہو، شبہ ہی شبہ رہ جائے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لے۔

غروبِ آفتاب کے یقین ہونے پر افطار کا حکم

مسئلہ (۹): مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جائے تو فوراً روزہ کھول ڈالے، دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔
مسئلہ (۱۰): بادل کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو، جب خوب یقین ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرو اور صرف گھڑی گھڑیال وغیرہ پر کچھ اعتماد نہ کرو جب تک کہ تمہارا دل گواہی نہ دے دے، کیوں کہ گھڑی شاید غلط ہوگئی ہو بل کہ اگر کوئی اذان بھی کہہ دے لیکن ابھی وقت آنے پر کچھ شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں۔

چھوہارے سے افطار کا حکم

مسئلہ (۱۱): چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے، وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے۔ بعض مرد نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں، اس میں ثواب سمجھتے ہیں، یہ غلط عقیدہ ہے۔
مسئلہ (۱۲): جب تک سورج کے ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔

تمرین

سوال ①: سحری کھانے کا کیا حکم ہے اور کس وقت تک کھا سکتے ہیں؟
سوال ②: سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے یا جلدی کرنا، تفصیل سے ذکر کریں؟
سوال ③: افطار کس وقت اور کس چیز سے مستحب ہے؟

قضا روزے نہیں رکھے اور اگلا رمضان آ گیا

مسئلہ (۶): اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو خیر، اب رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے، لیکن اتنی دیر کرنا بُری بات ہے۔

رمضان میں بے ہوشی یا جنون کا حکم

مسئلہ (۷): رمضان کے مہینے میں دن کو بے ہوش ہو گیا اور ایک دن سے زیادہ بے ہوش رہا تو بے ہوش ہونے کے دن کے علاوہ جتنے دن بے ہوش رہا اُتنے دنوں کی قضا رکھے، جس دن بے ہوش ہوا اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے، کیوں کہ اُس دن کا روزہ بوجہ نیت کے درست ہو گیا، ہاں اگر اُس دن روزے سے تھا یا اُس دن حلق میں کوئی دوا ڈالی گئی اور وہ حلق سے اُتر گئی تو اُس دن کی قضا بھی واجب ہے۔

مسئلہ (۸): اور اگر رات کو بے ہوش ہوا ہو تب بھی جس رات کو بے ہوش ہوا اُس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے، باقی اور جتنے دن بے ہوش رہا سب کی قضا واجب ہے، ہاں اگر اُس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اُس دن کا روزہ بھی قضا رکھے۔

مسئلہ (۹): اگر سارے رمضان بھر بے ہوش رہا تب بھی قضا رکھنا چاہیے، یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہو گئے۔ البتہ اگر جنون ہو گیا اور پورے رمضان بھر دیوانہ رہا تو اس رمضان کے کسی روزے کی قضا واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینے میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہو گئی تو اب سے روزے رکھنے شروع کرے اور جتنے روزے جنون میں گئے، ان کی قضا بھی رکھے۔

نذر کے روزے کا بیان

نذر کے روزے کا حکم

مسئلہ (۱): جب کوئی روزہ کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے، اگر نہ رکھے گا تو گناہ گار ہوگا۔

نذر کی اقسام

مسئلہ (۲): نذر دو طرح کی ہے:

(۱) نذرِ معین:

ایک تو یہ کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ ''یا اللہ! اگر آج فلاں کام ہو جائے تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گا'' یا یوں کہا: ''یا اللہ! میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو پرسوں جمعے کے دن روزہ رکھوں گا'' ایسی نذر میں اگر رات سے روزے کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر رات سے نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کر لے یہ بھی درست ہے، نذر ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ (۳): جمعے کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے، یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا نفل کی نیت کر لی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہو گیا، البتہ اس جمعے کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بل کہ قضا کا روزہ ہو جائے گا، نذر کا روزہ پھر رکھے۔

(۲) نذرِ غیر معین:

مسئلہ (۴): اور دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی، بس اتنا ہی کہا: ''یا اللہ! اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک روزہ رکھوں گا'' یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا: ''پانچ روزے رکھوں گا'' ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے، اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بل کہ وہ روزہ نفل ہوگا۔

نفل روزے کا بیان[1]

نفل روزے کی نیت

مسئلہ (۱): نفل روزے کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کرے کہ ''میں نفل کا روزہ رکھتا ہوں'' تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ ''میں روزہ رکھتا ہوں'' تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ (۲): دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نفل کی نیت کر لینا درست ہے تو اگر دس بجے دن تک مثلاً: روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں، پھر جی میں آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے۔

سال میں پانچ دن روزہ رکھنے کا حکم

مسئلہ (۳): رمضان شریف کے مہینے کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے، جتنے زیادہ رکھے گا زیادہ ثواب پائے گا، البتہ عید الفطر کے دن اور بقرعید کی دسویں، گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں (دن تک) سال بھر میں فقط یہ پانچ دن روزے رکھنے حرام ہیں، اس کے سوا سب روزے درست ہیں۔

مسئلہ (۴): اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منّت مانے تب بھی اس دن کا روزہ درست نہیں، اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لے۔

مسئلہ (۵): اگر کسی نے یہ منّت مانی کہ ''میں پورے سال کے روزے رکھوں گا، سال میں کسی دن کا روزہ بھی نہ چھوڑوں گا،'' تب بھی یہ پانچ روزے نہ رکھے، باقی سب رکھ لے، پھر ان پانچ روزوں کی قضا رکھ لے۔

نفل روزہ شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے

مسئلہ (۶): نفل کا روزہ نیت کر کے شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے، سو اگر صبح صادق سے پہلے یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔

[1] اس عنوان کے تحت چودہ (۱۴) مسائل مذکور ہیں۔

ایامِ بیض اور پیر اور جمعرات کے روزوں کا حکم

مسئلہ (۱۴): اگر ہر مہینے کی تیرہویں (۱۳)، چودھویں (۱۴)، پندرہویں (۱۵) تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضور ﷺ یہ تین روزے رکھا کرتے تھے، ایسے ہی ہر پیر و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے، اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

تمرین

سوال ①: نفل روزے کی نیت کیسے کی جائے؟
سوال ②: نفل روزے کی نیت کب تک کرنا جائز ہے؟
سوال ③: کون سے دنوں کے روزے رکھنا حرام ہے؟
سوال ④: پورا سال روزہ رکھنے کی منّت مانی تو سال کے تمام دن روزہ رکھنا چاہیے یا نہیں؟
سوال ⑤: نفلی روزہ کب واجب ہوتا ہے؟
سوال ⑥: نفل روزہ توڑنا کب جائز ہے؟
سوال ⑦: اگر کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑧: وہ کون سے دنوں کے نفل روزے ہیں کہ احادیث میں ان کی فضیلت آئی ہے؟

لوبان کی دھونی اور حقے کا حکم

مسئلہ (۵): لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا۔ اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے، البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر کیوڑہ، گلاب، پھول وغیرہ اور خوش بو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔

دانتوں میں پھنسی چیز کھانے کا حکم

مسئلہ (۶): دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا ڈلی کا دُھرا[1] وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال کر کھا گیا، لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا، البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گیا تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا، چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو، دونوں کا ایک حکم ہے۔

تھوک وغیرہ نگلنے کا حکم

مسئلہ (۷): تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا، چاہے جتنا (بھی) ہو۔

مسئلہ (۸): اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں، روزہ ہو گیا۔

مسئلہ (۹): ناک کو اتنے زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا، اسی طرح منہ کی رال سڑک کر کے نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔

پان کھانے کا حکم

مسئلہ (۱۰): منہ میں پان دبا کر سو گیا اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا، قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔

---

[1] یعنی چھالیہ کا ٹکڑا۔

روزہ جاتا رہا، لیکن صرف قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اور اگر کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔
مسئلہ (۱۷): منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا، البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے

مسئلہ (۱۸): اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا، لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔
مسئلہ (۱۹): اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے، البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہوجائے تو مکروہ نہیں۔
مسئلہ (۲۰): کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے گا تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے، چاہے سوکھی مسواک ہو یا اسی وقت کی توڑی ہوئی تازی، اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑواپن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔

صرف قضا واجب ہونے کی چند مزید صورتیں

مسئلہ (۲۱): کسی نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھالیا تو اب روزہ جاتا رہا، فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔
مسئلہ (۲۲): اگر کسی کو قے ہوئی اور وہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، اس گمان پر پھر قصداً کھالیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۲۳): اگر سرمہ لگایا یا فصد لی یا تیل ڈالا پھر سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔
مسئلہ (۲۴): رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا

کفارہ لازم ہونے یا نہ ہونے کا ضابطہ

مسئلہ (۳۱): وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں رمضان کے اس ادا روزے میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمداً منہ کے ذریعے سے پیٹ میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذت متصور ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتیٰ کہ ایک تل کی برابر، یا جماع کرے۔ جماع میں خاص حصے کے سر کا داخل ہو جانا کافی ہے، منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں۔ ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابلِ جماع ہو۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۳۲): اگر کوئی شخص سر میں تیل ڈالے یا سرمہ لگائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۳): جو لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے حقہ پئیں روزے کی حالت میں تو ان پر بھی کفارہ اور قضا دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ (۳۴): جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا۔

مسئلہ (۳۵): سونے کی حالت میں منی کے خارج ہونے سے جس کو ''احتلام'' کہتے ہیں اگرچہ بغیر غسل کیے ہوئے روزہ رکھے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہو جائے جب بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۳۶): کسی شخص کو روزے کا خیال نہیں رہا یا رات باقی تھی، اس لیے کچھ کھانے پینے لگا اور اس کے بعد جیسے ہی روزے کا خیال آگیا یا جوں ہی صبح صادق ہوئی فوراً لقمے کو منہ سے پھینک دیا تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۷): مسواک کرنے سے اگرچہ زوال کے بعد ہو، تازی لکڑی سے ہو یا خشک لکڑی سے روزے میں کچھ نقصان نہ آئے گا۔

تمرین

سوال (۱): جن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اور کفارہ لازم نہیں آتا ان کو مختصراً ذکر کریں۔
سوال (۲): جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ان کو مختصراً بیان کریں۔
سوال (۳): کسی کو روزے میں بھولے سے کھاتے دیکھا تو کیا کرنا چاہیے؟
سوال (۴): روزے میں سرمہ، تیل، خوشبو وغیرہ لگانا اور لوبان کی دھونی لینا کیسا ہے؟
سوال (۵): دانتوں میں گوشت کا ریشہ پھنس گیا اور روزے کا وقت شروع ہوگیا تو اب اس کا کیا حکم ہے؟
سوال (۶): وضو یا غسل میں روزے کی حالت میں غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا تو کیا روزہ درست ہے؟
سوال (۷): کیا قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟
سوال (۸): روزے کی حالت میں دانت مانجھنا کیسا ہے؟
سوال (۹): کیا روزے میں حقہ اور سگریٹ پینے سے کفارہ آئے گا؟
سوال (۱۰): روزے میں مسواک کرنا کیسا ہے؟
سوال (۱۱): قضا و کفارہ دونوں لازم ہونے کا ضابطہ بیان کریں۔
سوال (۱۲): جس پر غسل فرض ہو جائے تو کیا غسل سے پہلے وہ روزہ رکھ سکتا ہے؟
سوال (۱۳): اگر ایک کفارہ ادا نہ کیا ہو اور دوسرا واجب ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
سوال (۱۴): وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں؟

مسئلہ (۵): اگر کوئی سفر میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے، پھر کبھی اس کی قضا رکھ لے۔

مسئلہ (۶): سفر میں اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو، جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤں گا یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے، تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ ہاں رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گا اور اگر راستے میں روزے کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ (۷): اگر بیماری سے اچھا نہیں ہوا، اسی میں مر گیا یا ابھی گھر نہیں پہنچا، سفر ہی میں مر گیا تو جتنے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں، آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا کیوں کہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔

مسئلہ (۸): اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے، پھر پانچ دن اچھا رہا لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑا جائے گا اور اگر پورے دس دن اچھا رہا تو دس دن کی پکڑ ہوگی اس لیے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونے والا ہے اتنے دنوں کا فدیہ دینے کے لیے کہہ کر مرے جب کہ اس کے پاس مال ہو اور فدیہ کا بیان آگے آتا ہے۔

مسئلہ (۹): اسی طرح اگر مسافرت میں روزے چھوڑ دیے تھے پھر گھر پہنچنے کے بعد مر گیا تو جتنے دن گھر میں رہا ہے فقط اتنے دن کی پکڑ ہوگی، اس کو بھی چاہیے کہ فدیہ کی وصیت کر جائے۔ اگر روزے گھر رہنے کی مدت سے زیادہ چھوٹے ہوں تو ان کا مواخذہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر راستے میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں، کیوں کہ شرعاً اب وہ مسافر نہیں رہا، البتہ اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۱): اسی طرح اگر کوئی دن کو مسلمان ہوا یا دن کو جوان ہوا تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھا لیا تو اس روزے کی قضا رکھنا بھی نئے مسلمان اور نئے جوان کے ذمے واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۲): سفر میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اپنے گھر پہنچ گیا یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے کہیں ٹھہر گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزہ کی نیت کر لے۔

کفارے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو (۲) مہینے برابر لگاتار روزے رکھے، تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھنے درست نہیں، اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے۔

مسئلہ (۲): اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تن درست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنے شروع کرے۔

مسئلہ (۳): اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آ گیا تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ (۴): اگر کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کے کھانا کھلا دے جتنا ان کے پیٹ میں سمائے، خوب تن کر[2] کھالیں۔

مسئلہ (۵): ان مسکینوں میں اگر بعضے بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں، ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلائے۔

مسئلہ (۶): اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی روٹی[3] کھلانا بھی درست ہے اور اگر جو، باجرہ، جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہیے جس کے ساتھ روٹی کھائیں۔

مسئلہ (۷): اگر کھانا نہ کھلائے بل کہ ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کچا اناج دے دے تو بھی جائز ہے، ہر ایک مسکین کو اتنا اتنا دے جتنا صدقۂ فطر دیا جاتا ہے اور صدقۂ فطر کا بیان صفحہ نمبر ۲۸۹ پر زکوٰۃ کے باب میں گزر گیا۔

مسئلہ (۸): اگر اتنے اناج کی قیمت دے دے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۹): اگر کسی اور سے کہہ دیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کر دو اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا کچا اناج دے دیا تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر بے (بغیر) اس کے کہے کسی نے اس کی طرف سے دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۰): اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ (۶۰) دن تک صبح و شام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ (۶۰) دن تک کچا اناج یا قیمت

[1] اس عنوان کے تحت تیرہ (۱۳) مسائل مذکور ہیں۔ [2] پیٹ بھر کر [3] وہ روٹی جس کے ساتھ کھانے کی کوئی چیز نہ ہو۔

فدیہ کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جس کو اتنا بڑھاپا ہوگیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں، نہ روزے رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزے نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دے دے یا صبح شام پیٹ بھر کے اس کو کھانا کھلائے، شرع میں اس کو "فدیہ" کہتے ہیں اور اگر غلے کے بدلے اسی قدر غلے کی قیمت دے دے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۲): وہ گیہوں اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ (۳): پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھا ہوگیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ (۴): کسی کے ذمے کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گیا کہ "میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا" تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دے دے اور کفن، دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے تو دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ (۵): اگر اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دے دیا تب بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھے کہ شاید قبول کر لے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے اور بغیر وصیت کیے خود مُردے کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر تہائی مال سے فدیہ زیادہ ہو جائے تو باوجود وصیت کے بھی سب وارثوں کی رضا مندی کے بغیر زیادہ دینا جائز نہیں، ہاں! اگر سب وارث خوشیٔ دل سے راضی ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے۔ نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ بالغ وارث اپنا حصہ جدا کر کے اس میں سے دے دیں تو درست ہے۔

مسئلہ (۶): اگر کسی کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور وصیت کر کے مر گیا کہ "میری نمازوں کے بدلے میں فدیہ دے دینا" اس کا بھی یہی حکم ہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت تیرہ (۱۳) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

تمرین

سوال ①: فدیہ کسے کہتے ہیں اور کب دینا چاہیے؟
سوال ②: کیا ایک فدیہ کئی مسکینوں کو دینا جائز ہے؟
سوال ③: مرنے والے نے فدیے کی وصیت کی تو کیا اس کے مال سے فدیہ ادا کر سکتے ہیں؟
سوال ④: اگر نابالغ لڑکے نے روزہ رکھا یا نماز شروع کی اور پھر توڑ ڈالی تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑤: مرنے والے نے فدیے کی وصیت کی تو کیا اس کے مال سے سب سے پہلے فدیہ ادا کیا جائے گا؟

❶ واجب

واجب ہوتا ہے اگر نذر کی جائے، نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بغیر کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا معلق ہو جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کلام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔

❷ سنتِ مؤکدہ

رمضان کے اخیر عشرے میں نبی ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے، مگر یہ سنت مؤکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمے سے اتر جائے گی۔

❸ مستحب

رمضان کے اخیر عشرے کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ وہ رمضان کا پہلا، دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔

اعتکاف میں روزے کی شرط

مسئلہ (۴): اعتکافِ واجب کے لیے روزہ شرط ہے، جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا، بل کہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ ''میں روزہ نہ رکھوں گا'' تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی، کیوں کہ رات روزے کا محل نہیں، ہاں! اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی۔ روزے کا خاص اعتکاف کے لیے رکھنا ضروری نہیں، خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لیے کافی ہے، مثلاً: کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لیے بھی کافی ہے۔ ہاں! اس روزے کا واجب ہونا ضروری ہے، نفل روزے اس کے لیے کافی نہیں، مثلاً: کوئی شخص نفل روزے رکھے اور اس کے بعد اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں، اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں

اپنے گھر سے مانوس ہو اور دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اگر جمعے کی نماز کے لیے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۰): بھولے سے بھی اپنی اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ، بل کہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔

مسئلہ (۱۱): جو عذر کثرت سے واقع ہونے والے نہ ہوں ان کے لیے اعتکاف کی جگہ کو چھوڑ دینا اعتکاف کے منافی ہے، مثلاً: کسی مریض کی عیادت کے لیے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لیے یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے اگرچہ ان صورتوں میں اعتکاف کی جگہ سے نکل جانا گناہ نہیں، بل کہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے لیے نکلے اور اس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے سے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نمازِ جنازہ میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۱۲): جمعے کی نماز کے لیے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور نماز کے بعد بھی سنت پڑھنے کے لیے ٹھہرنا جائز ہے۔ وقت کی اس مقدار کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۱۳): اگر کوئی شخص زبردستی اعتکاف کی جگہ سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا، مثلاً: کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور اس کو سپاہی گرفتار کر کے لے جائیں یا کوئی قرض خواہ ہو اور اس کو باہر نکالے۔

مسئلہ (۱۴): اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستے میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر اعتکاف کی جگہ تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

دوسری قسم

ان افعال کی جو اعتکاف میں ناجائز ہیں، جماع (ہم بستری) وغیرہ کرنا، خواہ جان کر کیا جائے یا بھولے سے، ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ جو افعال جماع کے تابع ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا، وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں، مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا، تاوقتے کہ منی نہ خارج ہو، ہاں! اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا، البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

تمرین

سوال①: اعتکاف کسے کہتے ہیں اور اس کے لیے کتنی چیزیں ضروری ہیں؟
سوال②: سب سے افضل اعتکاف کہاں ہوتا ہے؟ اس کے بعد جہاں جہاں افضل ہے ترتیب سے بتائیں؟
سوال③: اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں، ہر ایک کی تعریف کریں؟
سوال④: معتکف کو کن صورتوں میں مسجد سے باہر جانا جائز ہے؟
سوال⑤: وہ کون سا اعتکاف ہے اگر فاسد ہو جائے تو اس کی قضا نہیں ہے؟
سوال⑥: کن صورتوں میں اعتکاف باطل ہو جاتا ہے؟
سوال⑦: کیا اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے؟
سوال⑧: اگر ڈوبنے والے کو بچانے کے لیے یا اس طرح کے کسی کام سے نکلا تو کیا اعتکاف برقرار رہے گا؟
سوال⑨: اگر کسی نے زبردستی مسجد سے نکالا تو کیا اعتکاف رہے گا؟
سوال⑩: اعتکاف میں جو کام مکروہ تحریمی ہیں، بیان کریں۔

ہے پھر کسی سال حج کرلیں گے، درست نہیں ہے، پھر دو چار برس کے بعد بھی اگر حج کرلیا تو ادا ہوگیا لیکن گناہ گار ہوا۔

فرض حج کے لیے شوہر کی اجازت

مسئلہ(۶): جب عورت کو کوئی محرم قابلِ اطمینان ساتھ جانے کے لیے مل جائے تو اب حج کو جانے سے شوہر کا روکنا درست نہیں ہے، اگر شوہر روکے تب بھی عورت کا جانا درست ہے۔

حجِ بدل کے مسائل

مسئلہ(۷): اگر کسی کے ذمے حج فرض تھا اور اس نے سستی سے دیر کردی، پھر وہ اندھا ہوگیا یا ایسا بیمار ہوگیا کہ سفر کے قابل نہ رہا تو اس کو حجِ بدل کی وصیت کرجانا چاہیے۔

مسئلہ(۸): اگر وہ اتنا مال چھوڑ کر مرا ہو کہ قرض وغیرہ دے کر تہائی مال میں سے حجِ بدل کرا سکتے ہیں تب تو وارث پر اس کی وصیت کا پورا کرنا اور حجِ بدل کرانا واجب ہے اور اگر مال تھوڑا ہے کہ ایک تہائی میں سے حجِ بدل نہیں ہوسکتا تو اس کا ولی حج نہ کروائے، ہاں! اگر ایسا کرے کہ تہائی مال مردے کا دے اور جتنا زیادہ لگے وہ خود دے دے تو البتہ حج بدل کرا سکتا ہے، غرض یہ ہے کہ مردے کا تہائی مال سے زیادہ نہ دے، ہاں! اگر اس کے سب وارث بخوشی راضی ہوجائیں کہ ہم اپنا حصہ نہ لیں گے، تم حج بدل کرادو تو تہائی مال سے زیادہ لگادینا بھی درست ہے، لیکن نابالغ وارثوں کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے، اس لیے ان کا حصہ ہرگز نہ لے۔

مسئلہ(۹): اگر وہ حج بدل کی وصیت کرکے مرگیا لیکن مال کم تھا، اس لیے تہائی مال میں حج بدل نہ ہوسکا اور تہائی سے زیادہ لگانے کو وارثوں نے خوشی سے منظور نہ کیا، اس لیے حج نہیں کرایا گیا تو اس بے چارے پر کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ(۱۰): سب وصیتوں کا یہی حکم ہے، سو اگر کسی کے ذمے بہت روزے یا نمازیں قضا باقی تھیں یا زکوۃ باقی تھی اور وصیت کرکے مرگیا تو فقط تہائی مال سے یہ سب کچھ کیا جائے گا۔ تہائی سے زیادہ بغیر وارثوں کے دلی رضامندی کے لگانا جائز نہیں ہے اور اس کا بیان پہلے بھی آچکا ہے۔

مسئلہ(۱۱): بغیر وصیت کیے اس کے مال میں سے حج بدل کرانا درست نہیں ہے، ہاں! اگر سب وارث خوشی سے منظور کرلیں تو جائز ہے اور ان شاء اللہ حج فرض ادا ہوجائے گا، مگر نابالغ کی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔

تمرین

سوال①: کن لوگوں پر حج فرض ہے تفصیل سے لکھیں؟

سوال②: جس کے ذمے حج کرنا فرض ہو اور وہ حج نہ کرے تو اس کے بارے میں حدیث شریف میں کیا وعیدیں وارد ہوئی ہیں؟

سوال③: عمر بھر میں کتنی مرتبہ حج کرنا فرض ہے، اگر کوئی شخص کئی حج کرے تو کتنے فرض ہوئے اور کتنے نفل؟

سوال④: حج بدل کی تعریف کریں؟

سوال⑤: کن لوگوں پر حج فرض نہیں ہے؟

لے اور اس کے باپ کا نام بھی اتنے زور سے لے کہ گواہ لوگ سن لیں اور اگر باپ کو بھی لوگ نہ جانتے ہوں اور فقط باپ کے نام لینے سے معلوم نہ ہو تو دادا کا نام بھی لینا ضروری ہے۔ غرض یہ ہے کہ ایسا پتہ مذکور ہونا چاہیے کہ سننے والے سمجھ لیں کہ فلانی کا نکاح ہو رہا ہے۔

مسئلہ (۵): نکاح ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو (۲) مردوں کے یا ایک مرد اور دو (۲) عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں لفظ کہتے سنیں، تب نکاح ہوگا۔ اگر تنہائی میں ایک نے کہا: ''میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا'' دوسرے نے کہا: ''میں نے قبول کیا'' تو نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر فقط ایک آدمی کے سامنے کیا تب بھی نہیں ہوا۔

مسئلہ (۶): اگر مرد کوئی نہیں صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں تب بھی نکاح درست نہیں ہے، چاہے دس (۱۰) بارہ (۱۲) کیوں نہ ہوں، دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد ضرور ہونا چاہیے۔

نابالغ اور کافر کی گواہی کا حکم

مسئلہ (۷): اگر دو مرد تو ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں تو بھی نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر مسلمان تو ہیں لیکن وہ دونوں یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں تب بھی نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے نکاح ہوا، لیکن وہ عورتیں ابھی جوان نہیں ہوئیں یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہے۔

نکاح کے لیے بہتر مقام

مسئلہ (۸): بہتر یہ ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے، جیسے نمازِ جمعہ کے بعد جمعہ مسجد میں یا اور کہیں تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہو جائے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے، لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت پڑ گئی کہ بہت آدمی نہ جان سکے تو خیر کم سے کم دو (۲) مرد یا ایک مرد دو (۲) عورتیں ضرور موجود ہوں جو اپنے کانوں سے نکاح ہوتے سنیں۔

بالغ مرد عورت کا خود ایجاب وقبول کرنا

مسئلہ (۹): اگر مرد بھی جوان ہے اور عورت بھی جوان ہے تو وہ دونوں اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں۔ دو (۲) گواہوں

فصل فی المحرّمات

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان[1]

محرماتِ ابدیہ کا بیان

مسئلہ (۱): اپنی اولاد کے ساتھ اور پوتی، پڑپوتی اور نواسی وغیرہ کے ساتھ نکاح درست نہیں۔

مسئلہ (۲): اپنی بہن، بھانجی، بھتیجی، پھوپھی، خالہ کے ساتھ نکاح درست نہیں اور شریعت میں بہن وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہو یا ان دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں یا ان دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں۔ یہ سب بہنیں ہیں اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو وہ بہن نہیں، اس سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ (۳): ساس کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے، چاہے لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو اور دونوں میاں بیوی ایک ساتھ رہے ہوں یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو، ہر طرح نکاح حرام ہے۔

دو بہنوں سے نکاح کا حکم

مسئلہ (۴): جب تک ایک بہن نکاح میں رہے تب تک دوسری بہن سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر منکوحہ بہن مرگئی یا خاوند نے اسے طلاق دے دی اور عدت پوری ہو چکی تو اب دوسری سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ (۵): اگر ایک مرد نے دو بہنوں سے نکاح کیا تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہے اور جس کا بعد میں کیا گیا ہو وہ نہیں ہوا۔

جن دو عورتوں سے بیک وقت نکاح درست نہیں

مسئلہ (۶): ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے تو اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور بھانجی اور بھتیجی کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔

---

[1] اس عنوان کے تحت (۲۲) مسائل مذکور ہیں۔

ہوئی۔ (دودھ پینے والی لڑکی کا) دودھ کے حساب سے ماموں، بھانجا، چچا، بھتیجا سب سے نکاح حرام ہے۔ اسی طرح دودھ پینے والے لڑکے کا دودھ کے حساب سے خالہ، بھانجی، پھوپھی، بھتیجی سب سے نکاح حرام ہے۔

مسئلہ (۱۳): دودھ شریک دو بہنیں ہوں تو ان دونوں بہنوں کو ایک ساتھ ایک مرد نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ غرض یہ کہ جو حکم اوپر بیان ہو چکا دودھ کے رشتوں میں بھی وہی حکم ہے۔

بدکاری کرنے اور ہاتھ لگانے سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے

مسئلہ (۱۴): کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد کے ساتھ اس مرد کا نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۵): کسی مرد نے جوانی کی خواہش سے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تو وہ مرد اس عورت کی ماں اور اولاد پر (ہمیشہ کے لیے) حرام ہو گیا۔ اسی طرح کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔

مسئلہ (۱۶): رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لیے اٹھا، مگر غلطی سے لڑکی (بیٹی) پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا، اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دے دے[1]۔

مسئلہ (۱۷): کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی اب کسی صورت سے حلال نہیں ہو سکتی اور اگر اس سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ (۱۸): جس عورت کا شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو اس کے ساتھ بھی نکاح درست ہے، لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے صحبت کرنا درست نہیں۔ البتہ جس نے زنا کیا تھا اگر اسی سے نکاح ہوا ہو تو صحبت بھی درست ہے۔

مسلمان کا اہل کتاب سے نکاح کرنے کا حکم

مسئلہ (۱۹): مسلمان مرد کا نکاح مسلمان اور اہلِ کتاب عورت سے درست ہے اور مسلمان عورت کا نکاح مسلمان

[1] طلاق دینے کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت کو کہہ دے کہ میں نے تمھیں چھوڑ دیا تاکہ عدت کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکے، ویسے طلاق دینے کا فائدہ نہیں، اس لیے کہ عورت تو پہلے سے مرد پر حرام ہو چکی ہے۔

تمرین

سوال ①: جن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے ان کو مختصراً ذکر کریں۔

سوال ②: جب ایک بہن نکاح میں ہو تو دوسری سے نکاح کرنا کیسا ہے اور اگر دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: کن دو عورتوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا درست نہیں؟

سوال ④: کیا لے پالک سے نکاح کرنا جائز ہے؟

سوال ⑤: نکاح میں دودھ کے رشتوں کا کیا حکم ہے تفصیل سے لکھیں؟

سوال ⑥: اگر غلطی سے شہوت کا ہاتھ اپنی بیٹی یا ساس پر پڑ گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: کیا مسلمان مرد کا نکاح کافر عورت سے اور مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد سے درست ہے؟

کے پاس فریاد کرے وہ نکاح توڑ دے، لیکن اس فریاد کا حق اس ولی کو ہے جس کا ذکر ماں سے پہلے آیا ہے، یعنی باپ سے لے کر دادا کے چچا کے بیٹوں، پوتوں تک۔

مسئلہ (۵): کسی ولی نے جوان لڑکی کا نکاح بغیر اس سے پوچھے اور (بغیر) اجازت لیے کر دیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے، اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہو گیا اور اگر وہ راضی نہ ہوا اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا اور اجازت کا طریقہ آگے آتا ہے۔

لڑکی سے اجازت لینے کا طریقہ

مسئلہ (۶): جوان کنواری لڑکی سے ولی نے آ کر کہا: ''میں تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کیے دیتا ہوں یا کر دیا ہے'' اس پر وہ چپ ہو رہی یا مسکرا دی یا رونے لگی تو بس یہی اجازت ہے۔ اب وہ ولی نکاح کر دے تو صحیح ہو جائے گا یا کر چکا تھا تو صحیح ہو گیا، یہ بات نہیں ہے کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے، جو لوگ زبردستی کر کے زبان سے قبول کراتے ہیں، برا کرتے ہیں۔

مسئلہ (۷): ولی نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا، نہ اس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے چپ رہنے سے رضا مندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے، بل کہ نام ونشان بتلانا ضروری ہے، جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر مہر نہیں بتلایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت کے نکاح نہ ہوگا، اس کے لیے قاعدے کے موافق پھر اجازت لینی چاہیے۔

مسئلہ (۸): اگر وہ لڑکی کنواری نہیں ہے، بل کہ ایک نکاح پہلے ہو چکا ہے یہ دوسرا نکاح ہے، اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی، بل کہ زبان سے کہنا چاہیے، اگر اس نے زبان سے نہیں کہا، فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا، بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کر لے تو نکاح ہو گیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔

مسئلہ (۹): باپ کے ہوتے ہوئے چچا یا بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی، بل کہ زبان سے اجازت دے تب اجازت ہوگی، ہاں! اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا ہو تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع

نہیں کر سکتے، چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل کم ذات والے سے کر دیا ہو اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو، ہر طرح نکاح صحیح ہے اور جوان ہونے کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

خیارِ بلوغ کا بیان

مسئلہ (۱۵): اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے (نابالغ لڑکے اور لڑکی کا) نکاح کیا ہے اور (لڑکی کا) جس (لڑکے کے ساتھ) نکاح کیا ہے وہ لڑکا ذات میں برابر درجے کا بھی ہے اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا ہے اس صورت میں اس وقت تو نکاح صحیح ہو جائے گا، لیکن جوان ہونے کے بعد ان کو اختیار رہے، چاہے اس نکاح کو باقی رکھیں چاہے مسلمان حاکم کے پاس نالش (فریاد) کر کے توڑ ڈالیں اور اگر اس ولی نے لڑکی کا نکاح کم ذات والے مرد سے کر دیا یا مہرِ مثل سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہے یا لڑکے کا نکاح جس عورت سے کیا ہے اس کا مہر اس عورت کے مہرِ مثل سے بہت زیادہ مقرر کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۶): باپ اور دادا کے سوا کسی اور نے نکاح کر دیا تھا اور لڑکی کو اپنے نکاح ہو جانے کی خبر تھی، پھر جوان ہوگئی اور اب تک اس کے میاں نے اس سے صحبت نہیں کی تو جس وقت جوان ہوئی ہے فوراً اسی وقت اپنی ناراضی ظاہر کر دے کہ ”میں راضی نہیں ہوں“ یا یوں کہے: ”میں اس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتی“ چاہے اس جگہ کوئی اور ہو چاہے نہ ہو، بل کہ بالکل تنہا بیٹھی ہو ہر حال میں کہنا چاہیے، لیکن فقط اس سے نکاح نہ ٹوٹے گا۔ شرعی حاکم کے پاس جائے، وہ نکاح توڑ دے تب نکاح ٹوٹے گا۔ جوان ہونے کے بعد اگر ایک دم، ایک لحظہ بھی چپ رہے گی تو اب نکاح تڑوانے کا اختیار نہ رہے گا اور اگر اس کو اپنے نکاح کی خبر نہ تھی جوان ہونے کے بعد خبر پہنچی تو جس وقت خبر ملی ہے فوراً اسی وقت نکاح سے انکار کر دے، ایک لحظہ بھی چپ رہے گی تو نکاح تڑوانے کا اختیار جاتا رہے گا۔

مسئلہ (۱۷): اور اگر اس کا میاں صحبت کر چکا تب جوان ہوئی تو فوراً جوان ہوتے ہی خبر پاتے ہی انکار کرنا ضروری نہیں ہے، بل کہ جب تک اس کی رضا مندی کا حال معلوم نہ ہوگا تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی ہے، چاہے جتنا زمانہ گزر جائے، ہاں! جب اس نے صاف زبان سے کہہ دیا کہ ”میں منظور کرتی ہوں“ یا کوئی اور ایسی بات پائی گئی جس سے رضا مندی ثابت ہوئی، جیسے اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں میاں بی بی کی طرح رہی تو اب اختیار جاتا رہا اور نکاح لازم ہو گیا۔

تمرین

سوال①: ولی کس کو کہتے ہیں؟
سوال②: ولی کون کون ہیں بالترتیب ذکر کریں؟
سوال③: بالغہ عورت اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کرلے تو کیا ولی نکاح تڑواسکتا ہے؟
سوال④: کیا جوان لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کروایا جاسکتا ہے؟
سوال⑤: جوان لڑکی سے اجازت کا طریقہ تفصیل سے درج کریں۔
سوال⑥: نابالغ کا نکاح ولی نے کردیا ہو تو اس کا حکم تفصیل سے لکھیں کہ کس صورت میں یہ نکاح رد ہوسکتا ہے اور کس صورت میں رد نہیں ہوسکتا؟
سوال⑦: دور کے ولی کو کس صورت میں نکاح کا حق ہے اور جب دور کے ولی کو حق نہ ہو اور نکاح کردے تو اس کا کیا حکم ہے؟

اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے، تو جو شخص خود مسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا، وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا اور جو شخص خود مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے، لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں، وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے۔

مسئلہ (۷): جس کے باپ، دادا دونوں مسلمان ہوں، لیکن پردادا مسلمان نہ ہو تو وہ شخص اس عورت کے برابر سمجھا جائے گا جس کی کئی پشتیں مسلمان ہوں۔ خلاصہ یہ کہ دادا تک مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار ہے، اس کے بعد پر دادا اور نگڑ دادا میں ضروری نہیں ہے۔

دین داری میں برابری کا بیان

مسئلہ (۸): دین داری میں برابری کا یہ مطلب ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں، لُچا (غنڈا) شُہدا (بدمعاش) شرابی، بدکار آدمی نیک بخت، پارسا دین دار عورت کے برابر کا نہ سمجھا جائے گا۔

مال میں برابری کا بیان

مسئلہ (۹): مال میں برابری کے یہ معنی ہیں کہ بالکل مفلس محتاج، مال دار عورت کے برابر کا نہیں ہے۔ اگر وہ بالکل مفلس نہیں، بل کہ جتنا مہر پہلی رات کو دینے کا دستور ہے اتنا مہر دے سکتا ہے اور نفقہ بھی تو اپنے میل اور برابر کا ہے، اگرچہ سارا مہر نہ دے سکے اور یہ ضروری نہیں کہ جتنے مال دار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مال دار ہو یا اس کے قریب قریب مال دار ہو۔

پیشے میں برابری کا بیان

مسئلہ (۱۰): پیشے میں برابری یہ ہے کہ جولاہے درزیوں کے میل اور جوڑ کے نہیں، اسی طرح نائی دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر کے نہیں۔

مسئلہ (۱۱): دیوانہ پاگل آدمی، ہوشیار، سمجھ دار عورت کے میل کا نہیں۔

باب المہر

مہر کا بیان[1]

مہر کا حکم

مسئلہ (۱): نکاح میں چاہے مہر کا کچھ ذکر کرے چاہے نہ کرے، ہر حال میں نکاح ہو جائے گا، لیکن مہر دینا پڑے گا بل کہ اگر کوئی یہ شرط کرلے کہ ہم مہر نہ دیں گے بغیر مہر کا نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔

مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار

مسئلہ (۲): کم سے کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے تین روپے بھر چاندی[2] ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، چاہے جتنا مقرر کرے لیکن مہر کا بہت بڑھانا اچھا نہیں، سو اگر کسی نے فقط ایک روپیہ بھر چاندی یا ایک روپیہ یا ایک اٹھنی مہر مقرر کر کے نکاح کیا، تب بھی پونے تین روپے بھر چاندی دینی پڑے گی، شریعت میں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا اور اگر رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دے تو اس کا آدھا دے۔

پورا مہر کب لازم ہوتا ہے

مسئلہ (۳): کسی نے دس روپے یا بیس یا سو یا ہزار[3] اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور بیوی کو رخصت کرالایا اور اس سے صحبت کی یا صحبت تو نہیں کی، لیکن تنہائی میں میاں بیوی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنے والی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا یا لڑکی مر گئی تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دے دی تو آدھا مہر دینا واجب ہے، خلاصہ یہ ہوا کہ میاں بیوی میں اگر ویسی تنہائی ہو گئی جس کا اوپر ذکر ہوا یا دونوں (میں) سے کوئی مر گیا

---

[1] اس عنوان کے تحت تیس (۲۳) مسائل مذکور ہیں۔

[2] مہر کی یہ مقدار اس وقت کی ہے جب بہشتی زیور لکھی گئی اور روپیہ جس وقت چاندی کا ہوتا تھا، کم سے کم شرعی مہر دس درھم (دو تولہ ساڑھے سات ماشہ بمطابق 30.618 گرام چاندی ہے) آج کل کے روپیہ میں حساب چاندی کی قیمت سے کرلیا جائے۔

[3] مہر کی یہ مقدار اس زمانے میں تھی جس زمانے میں روپیہ چاندی کا ہوتا تھا۔

ساڑھی جس چیز کا دستور ہو، ایک بڑی چادر جس میں سر سے پیر تک لپٹ سکے، اس کے سوا اور کوئی کپڑا واجب نہیں۔
مسئلہ (۹): مرد کی جیسی حیثیت ہو ویسے کپڑے دینا چاہیے۔ اگر معمولی غریب آدمی ہو تو سوتی کپڑے اور اگر بہت غریب آدمی نہیں لیکن بہت امیر بھی نہیں تو ٹسر[1] کے اور جو بہت امیر کبیر ہو تو عمدہ ریشمی کپڑے دینا چاہیے، لیکن ہر حال میں یہ خیال رہے کہ اس جوڑے کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے نہ بڑھے اور ایک روپیہ چھ آنے یعنی ایک روپیہ اور ایک چونی اور ایک دونی بھر چاندی کے جتنے دام ہوں اس سے کم قیمت بھی نہ ہو[2] یعنی بہت قیمتی کپڑے جن کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے بڑھ جائے مرد پر واجب نہیں۔ یوں اپنی خوشی سے اگر وہ بہت قیمتی اس سے زیادہ بڑھیا کپڑے دے دے تو اور بات ہے۔

نکاح کے بعد مہر متعین کرنا

مسئلہ (۱۰): نکاح کے وقت تو کچھ مہر مقرر نہیں کیا گیا لیکن نکاح کے بعد میاں بیوی دونوں نے اپنی خوشی سے کچھ مقرر کر لیا تو اب مہر مثل نہ دلایا جائے گا، بل کہ دونوں نے اپنی خوشی سے جتنا مقرر کر لیا ہے وہی دلایا جائے گا، البتہ اگر ویسی تنہائی و یک جائی ہونے سے پہلے ہی طلاق مل گئی تو اس صورت میں مہر پانے کی مستحق نہیں ہے، بل کہ صرف وہی جوڑا کپڑا ملے گا جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

شوہر کا مہر میں اضافہ یا بیوی کا کمی کرنا

مسئلہ (۱۱): سو روپے یا ہزار روپے اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا، پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھا دیا اور کہا کہ ''ہم سو روپے کی جگہ ڈیڑھ سو دے دیں گے'' تو جتنے روپے زیادہ دینے کو کہے ہیں وہ بھی واجب ہو گئے، نہ دے گا تو گناہ گار ہوگا اور اگر ویسی تنہائی و یک جائی سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اسی کا آدھا دیا جائے گا، جتنا بعد میں بڑھایا تھا اس کو شمار نہ کریں گے۔ اسی طرح عورت نے اپنی خوشی و رضامندی سے اگر کچھ مہر معاف کر دیا تو جتنا معاف کیا ہے اتنا معاف ہو گیا اور اگر پورا معاف کر دیا تو پورا مہر معاف ہو گیا، اب اس کے پانے کی مستحق نہیں ہے۔
مسئلہ (۱۲): اگر شوہر نے کچھ دباؤ ڈال کر دھمکا کر، دق (تنگ) کر کے معاف کرا لیا تو اس معاف کرانے سے

---

[1] کچا ریشم، ایک قسم کا ادنیٰ درجے کا ریشم۔ [2] یعنی ایک تولہ پونے چار ماشہ بمطابق 15.309 گرام چاندی کی قیمت سے بھی کم نہ ہو۔

میاں کے پاس رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں اور عدت کا بیان آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

عورت مہر کا مطالبہ کب کرسکتی ہے؟

مسئلہ (۱۷): جہاں کہیں پہلی ہی رات کو سب مہر دے دینے کا دستور ہو، وہاں اوّل ہی رات سارا مہر لے لینے کا عورت کو اختیار ہے، اگر اول رات نہ مانگا تو جب مانگا تب مرد کو دینا واجب ہے، دیر نہیں کرسکتا۔

مسئلہ (۱۸): ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق کے بعد یا مرجانے کے بعد ہوتا ہے کہ جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے یا مرد مرگیا اور کچھ مال چھوڑ گیا تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مرگئی تو اس کے وارث مہر کے دعوے دار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بیوی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کرسکتی، البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کی پیشگی دینے کا دستور ہے اتنا مہر پہلے دینا واجب ہے، ہاں! اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۹): جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے اگر اتنا مہر پیشگی نہ دیا تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک اتنا نہ پائے تب تک مرد کو ہم بستر نہ ہونے دے اور اگر ایک مرتبہ صحبت کر چکا ہے تب بھی اختیار ہے کہ اب دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ قابو نہ ہونے دے اور اگر وہ اپنے ساتھ پردیس لے جانا چاہے تو بغیر اتنا مہر لیے پردیس نہ جائے۔ اسی طرح اگر عورت اس حالت میں اپنے کسی محرم عزیز کے ساتھ پردیس چلی جائے یا مرد کے گھر سے اپنے میکے چلی جائے تو مرد اس کو روک نہیں سکتا اور جب اتنا مہر دے دیا تو اب شوہر کی بے اجازت کچھ نہیں کرسکتی، بے مرضی پائے کہیں آنا جانا جائز نہیں اور شوہر کا جہاں جی چاہے اسے لے جائے، جانے سے انکار کرنا درست نہیں۔

مہر کی ادائیگی کے مسائل

مسئلہ (۲۰): مہر کی نیت سے شوہر نے کچھ دیا تو جتنا دیا ہے اتنا مہر ادا ہوگیا۔ دیتے وقت عورت کو یہ بتلانا ضروری نہیں ہے کہ میں مہر دے رہا ہوں۔

مسئلہ (۲۱): مرد نے کچھ دیا لیکن عورت تو کہتی ہے کہ ''یہ چیز تم نے مجھ کو یوں ہی دی، مہر میں نہیں دی'' اور مرد کہتا ہے کہ ''یہ میں نے مہر میں دیا ہے'' تو مرد ہی کی بات کا اعتبار کیا جائے گا، البتہ اگر کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اس کو مہر

تمرین

سوال①: نکاح میں مہر کا کچھ ذکر نہ کیا یا مہر نہ دینے کی شرط کرلی تو کیا نکاح درست ہے؟
سوال②: مہر کی کم سے کم مقدار کتنی چاندی ہے، تولہ اور گرام دونوں میں بتائیں؟
سوال③: کس صورت میں پورا مہر لازم ہوجاتا ہے اور کس صورت میں آدھا، تفصیل سے لکھیں؟
سوال④: مہر مثل کب دیا جاتا ہے؟
سوال⑤: کس وقت طلاق دینے سے مرد پر صرف ایک جوڑا کپڑا دینا لازم ہے اور جوڑے میں کون سے کپڑے دیے جائیں گے اور ان کی کیا قیمت ہوگی؟
سوال⑥: زبردستی مہر معاف کرانے کا کیا حکم ہے؟
سوال⑦: کیا مہر میں روپیہ دینا ضروری ہے یا اور کوئی چیز دے سکتے ہیں؟
سوال⑧: بے قاعدہ نکاح کیا اور پھر جدائی کرادی گئی تو مہر دلایا جائے گا یا نہیں؟
سوال⑨: مہر کس وقت دینا واجب ہے؟
سوال⑩: کیا مہر دیتے وقت عورت کو یہ بتلانا ضروری ہے کہ یہ مہر دے رہا ہوں؟
سوال⑪: مہر مثل سے کیا مراد ہے؟
سوال⑫: مہر مثل میں باپ کے گھرانے کا اعتبار ہے یا ماں کے گھرانے کا؟

میں بھی صحبت کرے، یہ ضروری نہیں۔

مسئلہ (۵): مرد چاہے بیمار ہو چاہے تن درست، بہر حال رہنے میں برابری کرے۔

مسئلہ (۶): ایک عورت سے زیادہ محبت ہے اور دوسری سے کم تو اس میں کچھ گناہ نہیں، چوں کہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۷): سفر میں جاتے وقت برابری واجب نہیں جس کو جی چاہے ساتھ لے جائے اور بہتر یہ ہے کہ نام نکال لے،[1] جس کا نام نکلے اس کو لے جائے تا کہ کوئی اپنے جی (یعنی دل میں) میں ناخوش نہ ہو۔

تمرین

سوال ①: اگر میاں بیوی دونوں کافر تھے اور اب دونوں مسلمان ہو گئے تو ان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

سوال ②: اگر صرف عورت مسلمان ہوگئی تو اب نکاح کا کیا حکم ہے اور عورت دوسری شادی کب کرسکتی ہے؟

سوال ③: بیویوں میں برابری سے کیا مراد ہے؟

سوال ④: کیا نئی اور پرانی بیوی میں برابری کے اعتبار سے کچھ فرق ہے؟

سوال ⑤: کیا صحبت کرنے میں بھی برابری واجب ہے؟

سوال ⑥: سفر میں لے جاتے وقت برابری کا کیا حکم ہے؟

---

[1] آسان طریقہ اس کا یہ ہے کہ دو کاغذ کے برابر کے پرچوں پر دونوں بیویوں کے نام لکھ کر دونوں کی ایک طرح کی گولیاں بنا لے اور ایک چھوٹے بچے کو بلا کر اس کے سامنے دونوں گولیاں رکھ دے اور اس سے کہے کہ ان میں سے ایک اٹھا لے اس میں جس کا نام ہو اسی کو ساتھ لے جائے یا جو طریقہ سب کی رضامندی سے تجویز کیا جائے۔

بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں، نہ وہ پلانے والی ماں بنی اور نہ اس کی اولاد اس بچے کے بھائی بہن ہوئے، اس لیے اگر آپس میں نکاح کر دیں تو درست ہے، لیکن امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ جو بہت بڑے امام ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب بھی نکاح درست نہیں، البتہ اگر ڈھائی برس کے بعد دودھ پیا ہو تو اس کا بالکل اعتبار نہیں، بے کھٹکے سب کے نزدیک نکاح درست ہے۔

مسئلہ (۶): جب بچے کے حلق میں دودھ چلا گیا تو سب رشتے جو ہم نے اوپر لکھے ہیں حرام ہو گئے، چاہے تھوڑا دودھ گیا ہو یا بہت، اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

مسئلہ (۷): اگر بچے نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا، بل کہ اس (عورت) نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا تو اس سے بھی وہ سب رشتے حرام ہو گئے۔ اسی طرح اگر بچے کی ناک میں دودھ ڈال دیا تب بھی سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر کان میں ڈالا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

عورت کا دودھ کسی اور چیز میں ملا کر بچے کو دینا

مسئلہ (۸): اگر عورت کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچے کو پلایا تو دیکھو کہ دودھ زیادہ ہے یا پانی یا دونوں برابر، اگر دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو جس عورت کا دودھ ہے وہ ماں ہو گئی اور سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، وہ عورت ماں نہیں بنی۔

مسئلہ (۹): عورت کا دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مل گیا اور بچے نے پی لیا تو دیکھو زیادہ کون سا ہے، اگر عورت کا دودھ زیادہ یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہو گئے اور جس عورت کا دودھ ہے، یہ بچہ اس کی اولاد بن گیا اور اگر بکری یا گائے کا دودھ زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے پیا ہی نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۰): اگر کسی کنواری لڑکی کا دودھ اتر آیا، اس کو کسی بچے نے پی لیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔

مسئلہ (۱۱): مردہ عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچے کو پلا دیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔

مسئلہ (۱۲): دو لڑکوں نے ایک بکری یا ایک گائے کا دودھ پیا تو اس سے کچھ نہیں ہوتا، وہ بھائی بہن نہیں ہوئے۔

پلایا ہے'' اور سوائے اس عورت کے کوئی اور اس دودھ پینے کو نہیں بیان کرتا تو فقط اس عورت کے کہنے سے دودھ کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ ان دونوں کا نکاح درست ہے، بل کہ جب دو معتبر اور دین دار مرد یا ایک دین دار مرد اور دو دین دار عورتیں دودھ پینے کی گواہی دیں تب اس رشتے کا ثبوت ہوگا، اب البتہ نکاح حرام ہو گیا، بغیر ایسی گواہی کے ثبوت نہ ہوگا، لیکن اگر فقط ایک مرد، ایک عورت کے کہنے سے یا دو تین عورتوں کے کہنے سے دل گواہی دینے لگے کہ یہ سچ کہتی ہوں گی، ضرور ایسا ہوا ہوگا تو ایسے وقت نکاح نہ کرنا چاہیے کہ خواہ مخواہ شک میں پڑنے سے کیا فائدہ اور اگر کسی نے کر لیا تب بھی خیر ہو گیا۔

انسانی دودھ سے کسی اور قسم کا نفع اٹھانا

مسئلہ (۲۱): عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح دوا کے لیے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کے دودھ سے کسی طرح کا نفع اٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان[1]

نابالغ اور پاگل کی طلاق

مسئلہ (۱): جوشوہر جوان ہو چکا ہو اور دیوانہ پاگل نہ ہو، اس کے طلاق دینے سے طلاق پڑ جائے گی۔ جو لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا یا دیوانہ پاگل ہو جس کی عقل ٹھیک نہیں، ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔

سوئے ہوئے آدمی کی طلاق

مسئلہ (۲): سوتے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا کہ ''تجھ کو طلاق ہے'' یا یوں کہہ دیا کہ ''میری بیوی کو طلاق'' تو اس بَرّانے[2] سے طلاق نہ پڑے گی۔

مکرہ (مجبور) کی طلاق

مسئلہ (۳): کسی نے زبردستی کسی سے طلاق دلوا دی، بہت مارا، کوٹا، دھمکایا کہ طلاق دے دے، نہیں تو تجھے مار ڈالوں گا، اس مجبوری سے اس نے طلاق دے دی تب بھی طلاق پڑ گئی۔

شرابی کی طلاق

مسئلہ (۴): کسی نے شراب وغیرہ کے نشے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی، جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑ گئی، اسی طرح غصے میں طلاق دینے سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت بیس (۲۰) مسائل مذکور ہیں۔ [2] بہکنا، بکنا، بے معنی گفتگو کرنا۔

ہو ایک طلاق دے، مگر یہ بھی شرط ہے کہ اس تمام پاکی کے زمانے میں صحبت نہ کی ہو اور عدت گزرنے تک پھر کوئی طلاق نہ دے، عدت گزرنے سے خود ہی نکاح جاتا رہے گا، ایک سے زیادہ طلاق دینے کی حاجت نہیں، اس لیے کہ طلاق سخت مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے لہٰذا بقدر ضرورت کافی ہے، بہت سی طلاقوں کی کیا حاجت ہے۔

❷ طلاقِ حسن

اچھا طریق یہ ہے کہ اس کو تین پاکی کے زمانوں میں تین طلاق دے، دو حیضوں کے درمیان جو پاکی رہتی ہے اس کو ایک زمانے کی پاکی کہتے ہیں، سو ہر پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دے اور ان پاکی کے زمانوں میں بھی صحبت نہ کرے۔

❸ طلاقِ بدعی

بدعت اور حرام طریق وہ ہے جو ان دونوں صورتوں کے خلاف ہو، مثلاً: تین طلاق یک بارگی دے دے یا حیض کی حالت میں طلاق دے یا جس پاکی میں صحبت کی تھی اس میں طلاق دی تو اس اخیر قسم کی سب صورتوں میں گو طلاق واقع ہو جائے گی مگر گناہ ہوگا، خوب سمجھ لو! اور یہ سب تفصیل اس صورت میں ہے کہ عورت سے صحبت یا خلوتِ صحیحہ ہوئی ہو اور جس سے ایسا اتفاق نہ ہوا ہو اس کا حکم ابھی آگے آتا ہے۔

مسئلہ (۱۰): جس عورت سے نکاح کر لیا مگر صحبت نہیں کی ایسی عورت کو خواہ حیض کے زمانے میں طلاق دے یا پاکی کے زمانے میں ہر طرح درست ہے مگر ایک طلاق دے۔

طلاق کی اقسام

مسئلہ (۱۱): طلاق تین قسم کی ہے:

(۱) طلاقِ بائن: ایسی طلاق جس میں نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اب بغیر نکاح کیے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں۔ اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کو رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا، ایسی طلاق کو ''بائن طلاق'' کہتے ہیں۔

ہو چاہے نہ ہو، بل کہ ہنسی دل لگی میں کہا ہو ہر طرح طلاق ہوگئی اور صاف لفظوں میں طلاق دینے سے تیسری قسم کی طلاق پڑتی ہے، یعنی عدت کے ختم ہونے تک اس کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک ہی طلاق پڑے گی، نہ دو پڑیں گی نہ تین۔ البتہ اگر تین دفعہ کہے یا یوں کہے تجھ کو تین طلاق دیں تو تین طلاقیں پڑیں۔

مسئلہ (۱۴): کسی نے ایک طلاق دی تو جب تک عورت عدت میں رہے تب تک دوسری طلاق اور تیسری طلاق اور دینے کا اختیار رہتا ہے، اگر دے گا تو پڑ جائے گی۔

مسئلہ (۱۵): کسی نے یوں کہا ''تجھ کو طلاق دے دُوں گا'' تو اس سے طلاق نہیں ہوئی، اسی طرح اگر کسی بات پر یوں کہا: ''اگر فلانا کام کرے گی تو طلاق دے دوں گا'' تب بھی طلاق نہیں ہوئی، چاہے وہ کام کرے، چاہے نہ کرے، ہاں! اگر یوں کہہ دے ''اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے'' تو اس کے کرنے سے طلاق پڑے جائے گی۔

مسئلہ (۱۶): کسی نے طلاق دے کر اس کے ساتھ ہی ''ان شاء اللہ'' بھی کہہ دیا تو طلاق نہیں پڑی۔ اسی طرح اگر یوں کہا ''اگر خدا چاہے تو تجھ کو طلاق،'' اس سے بھی کسی قسم کی طلاق نہیں پڑتی، البتہ اگر طلاق دے کر ذرا ٹھہر گیا پھر ''ان شاء اللہ'' کہا تو طلاق پڑ گئی۔

مسئلہ (۱۷): کسی نے اپنی بیوی کو طلاقن کہہ کر پکارا تب بھی طلاق پڑ گئی، اگر چہ ہنسی میں کہا ہو۔

مسئلہ (۱۸): کسی نے کہا: ''جب تو لکھنؤ جائے تو تجھ کو طلاق ہے،'' تو جب تک لکھنؤ نہ جائے گی طلاق نہ پڑے گی، جب وہاں جائے گی تب پڑے گی۔

طلاقِ کنائی کا حکم

مسئلہ (۱۹): اور اگر صاف صاف طلاق نہیں دی، بل کہ گول مول الفاظ کہے اور اشارہ کنایہ سے طلاق دی تو ان لفظوں کے کہنے کے وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہوگئی اور اوّل قسم کی یعنی بائن طلاق ہوئی۔ اب بے نکاح کیے نہیں رکھ سکتا اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی، بل کہ دوسرے معنی کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی، البتہ اگر قرینے سے معلوم ہو جائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی اب وہ جھوٹ بکتا ہے تو اب عورت اس کے پاس نہ رہے اور یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی، جیسے بیوی نے غصے میں آ کر کہا کہ ''میرا تیرا نباہ نہ ہوگا مجھ کو طلاق دے دے'' اس نے کہا: ''اچھا! میں نے چھوڑ دیا'' تو یہاں عورت یہی سمجھے کہ مجھے طلاق دے دی۔

رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

مسئلہ (۱): ابھی میاں کے پاس نہ جانے پائی تھی کہ اس نے طلاق دے دی یا رخصتی تو ہوگئی لیکن ابھی میاں بیوی میں ویسی تنہائی نہیں ہونے پائی جو شریعت میں معتبر ہے، جس کا بیان مہر کے باب میں آ چکا ہے۔ تنہائی و یک جائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو طلاق بائن پڑی، چاہے صاف لفظوں سے دی ہو یا گول لفظوں میں۔ ایسی عورت کو جب طلاق دی جائے تو پہلی ہی قسم کی یعنی بائن طلاق پڑتی ہے اور ایسی عورت کے لیے طلاق کی عدت بھی کچھ نہیں ہے۔ طلاق ملنے کے بعد فوراً دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور ایسی عورت کو ایک طلاق دینے کے بعد اب دوسری تیسری طلاق بھی دینے کا اختیار نہیں، اگر دے دے گا تو نہ پڑے گی، البتہ اگر پہلی ہی دفعہ یوں کہہ دے کہ ''تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق'' تو جتنی دی ہیں سب پڑ گئیں اور اگر یوں کہا: ''تجھ کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے،'' تب بھی ایسی عورت کو ایک ہی طلاق پڑے گی۔

مسئلہ (۲): رخصتی اور میاں بیوی کی تنہائی کے ساتھ اگر صحبت بھی ہوگئی، اس کے بعد اگر ایک یا دو طلاق صاف لفظوں میں دے دی تو طلاق رجعی ہوگی اور گول لفظوں میں دی تو طلاق بائن ہوگی۔ رجعی میں رجوع کا حق ہوگا اور بائن میں رجوع کا حق نہ ہوگا، ہاں! اگر تین طلاق نہیں دیں تو اسی شخص سے نکاحِ جدید (جب کہ میاں بیوی دونوں راضی ہوں) عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے اور عدت کے بعد بھی اور دوسرے شخص سے عدت کے بعد نکاح ہو سکتا ہے اور عدت ہر صورت میں لازم ہوگی اور جب تک عدت ختم نہ ہو دوسری اور تیسری طلاق بھی دی جا سکتی ہے۔

اور اگر تنہائی و یک جائی تو ایسی ہوگئی کہ صحبت کرنے سے کوئی مانع شرعی یا طبعی موجود نہیں تھا، مگر صحبت نہیں ہوئی تو اس صورت میں اگر صاف لفظوں میں طلاق دی جائے یا گول لفظوں میں دونوں صورتوں میں طلاق بائن ہی پڑے گی اور عدت بھی واجب ہوگی اور رجعت کا حق نہ ہوگا اور بلا عدت پوری کیے کسی دوسرے سے نکاح بھی نہیں کر سکتی، ہاں! اسی شخص سے جس نے طلاق دی ہے دوبارہ نکاح عدت کے اندر اور عدت ختم ہونے کے بعد ہر حال میں کر سکتی ہے شرط یہ ہے کہ تین طلاق نہ دی ہوں۔

بات پر غصہ آیا تو ایک طلاق رجعی اور دے دی جس میں روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے، پھر جب غصہ اترا تو روک رکھا اور نہیں چھوڑا۔ یہ دو طلاقیں ہوچکیں، اب اس کے بعد اگر کبھی ایک طلاق اور دے دے گا تو تین پوری ہو جائیں گی اور اس کا وہی حکم ہوگا جو ہم نے بیان کیا ہے کہ بغیر دوسرا خاوند کیے اس مرد سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اگر کسی نے طلاقِ بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا، نکاح ٹوٹ جاتا ہے، پھر پشیمان ہوا اور میاں بی بی نے راضی ہوکر پھر سے نکاح پڑھوالیا، کچھ زمانے کے بعد پھر غصہ آیا اور ایک طلاق بائن دے دی اور غصہ اترنے کے بعد پھر نکاح پڑھوالیا۔ یہ دو طلاقیں ہوئیں، اب تیسری دفعہ اگر طلاق دے گا تو پھر وہی حکم ہے کہ بغیر دوسرا خاوند کیے اس سے نکاح نہیں کرسکتی۔

تمرین

سوال ①: رخصتی سے پہلے طلاق دینے کا کیا حکم ہے وضاحت کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال ②: رخصتی کے بعد طلاق دینے کا کیا حکم ہے تفصیل سے ذکر کریں، نیز طلاقِ بائن اور طلاقِ رجعی میں کیا فرق ہے؟

سوال ③: اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: تین طلاق دینے کے بعد عورت کو دوبارہ اپنے پاس رکھنے کی کیا صورت ہے؟

سوال ⑤: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دے دیں اور دوسرے نے الگ الگ کر کے وقفوں سے دیں، دونوں کے حکم میں کیا فرق ہے؟

مسئلہ (۶): اگر یوں کہا: ''اگر فلانا کام کرے تو تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق'' تو جتنی طلاق کہی اتنی پڑیں گی۔

مسئلہ (۷): اپنی بیوی سے کہا تھا: ''اگر اس گھر میں جائے تو تجھ کو طلاق'' اور وہ چلی گئی اور طلاق پڑ گئی، پھر عدت کے اندر اندر اس نے روک رکھا یا پھر سے نکاح کر لیا تو اب پھر گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی، البتہ اگر یوں کہا ہو: ''جتنی مرتبہ اس گھر میں جائے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق'' یا یوں کہا ہو: ''جب کبھی تو گھر میں جائے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق'' تو اس صورت میں عدت کے اندر یا پھر نکاح کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ گھر میں جانے سے دوسری طلاق ہوگئی، پھر عدت کے اندر یا تیسرے نکاح کے بعد اگر تیسری دفعہ گھر میں جائے گی تو تیسری طلاق پڑ جائے گی، اب تین طلاق کے بعد اس سے نکاح درست نہیں، البتہ اگر دوسرا خاوند کر کے پھر اسی مرد سے نکاح کرے تو اب اس گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ (۸): کسی نے اپنی عورت سے کہا: ''اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق'' ابھی اس نے وہ کام نہیں کیا تھا کہ اس نے اپنی طرف سے ایک اور طلاق دے دی اور چھوڑ دیا اور کچھ مدت بعد پھر اسی عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح کے بعد اب اس نے وہی کام کیا تو پھر طلاق پڑ گئی، البتہ اگر طلاق پانے اور عدت گزر جانے کے بعد اس نکاح سے پہلے اس نے وہی کام کر لیا ہو تو اب اس نکاح کے بعد اس کام کے کرنے سے طلاق نہ پڑے گی اور اگر طلاق پانے کے بعد عدت کے اندر اس نے وہی کام کیا ہو، تب بھی دوسری طلاق پڑ گئی۔

مسئلہ (۹): کسی نے اپنی عورت کو کہا: ''اگر تجھ کو حیض آئے تو تجھ کو طلاق'' اس کے بعد اس نے خون دیکھا تو ابھی سے طلاق کا حکم نہ لگائیں گے، بل کہ جب پورے تین دن، تین رات خون آتا رہے تو تین دن، تین رات کے بعد یہ حکم لگائیں گے کہ جس وقت سے خون آیا تھا اس وقت طلاق پڑ گئی تھی اور اگر یوں کہا ہو: ''جب تجھ کو ایک حیض آئے تو تجھ کو طلاق'' تو حیض کے ختم ہونے پر طلاق پڑے گی۔

مسئلہ (۱۰): اگر کسی نے بیوی سے کہا: ''اگر تو روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق'' تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ گئی، البتہ اگر یوں کہا: ''اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق'' تو روزے کے ختم پر طلاق پڑے گی۔ اگر روزہ توڑ ڈالے تو طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ (۱۱): عورت نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا، مرد نے کہا: ''ابھی مت جاؤ'' عورت نہ مانی، اس پر مرد نے کہا: ''اگر تو باہر جائے تو تجھ کو طلاق'' تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابھی باہر جائے گی تو طلاق پڑے گی اور اگر ابھی نہ گئی

باب طلاق المریض

بیمار کے طلاق دینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): بیماری کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دے دی، پھر عورت کی عدت ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسی بیماری میں مر گیا تو شوہر کے مال سے بیوی کا جتنا حصہ ہوتا ہے اتنا اس عورت کو بھی ملے گا، چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین اور چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن، سب کا ایک حکم ہے۔ اگر عدت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پائے گی۔ اسی طرح اگر مرد اسی بیماری میں نہیں مرا بل کہ اس سے اچھا ہو گیا تھا پھر بیمار ہو گیا، تب بھی حصہ نہ پائے گی، چاہے عدت ختم ہو چکی ہو یا نہ ختم ہوئی ہو۔

مسئلہ (۲): عورت نے طلاق مانگی تھی اس لیے مرد نے طلاق دے دی، تب بھی عورت حصہ پانے کی مستحق نہیں، چاہے عدت کے اندر مرے یا عدت کے بعد، دونوں کا ایک حکم ہے، البتہ اگر طلاقِ رجعی دی ہو اور عدت کے اندر مرے تو حصہ پائے گی۔

مسئلہ (۳): بیماری کی حالت میں عورت سے کہا: ''اگر تو گھر سے باہر جائے تو تجھ کو بائن طلاق ہے'' پھر عورت باہر گئی تو طلاق بائن پڑ گئی تو اس صورت میں حصہ نہ پائے گی کہ اس نے خود ایسا کام کیوں کیا جس سے طلاق پڑی اور اگر یوں کہا: ''اگر تو کھانا کھائے تو تجھ کو طلاقِ بائن ہے'' یا یوں کہا: ''اگر تو نماز پڑھے تو تجھ کو طلاقِ بائن ہے'' ایسی صورت میں اگر وہ عدت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملے گا، کیوں کہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی، کھانا کھانا اور نماز پڑھنا ضروری ہے، اس کو کیسے چھوڑتی اور اگر طلاقِ رجعی دی ہو تو پہلی صورت میں بھی عدت کے اندر اندر مرنے سے حصہ پائے گی۔ غرض طلاق رجعی میں بہر حال حصہ ملتا ہے، بشرط یہ کہ عدت کے اندر مرا ہو۔

مسئلہ (۴): کسی بھلے چنگے آدمی نے کہا: ''جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھے طلاقِ بائن ہے'' پھر جس وقت وہ گھر سے باہر نکلی اس وقت وہ بیمار تھا اور اسی بیماری میں عدت کے اندر مر گیا، تب بھی حصہ نہ پائے گی۔

مسئلہ (۵): تن درستی کے زمانے میں کہا: ''جب تیرا باپ پردیس سے آئے تو تجھ کو بائن طلاق ہے'' جب وہ پردیس سے آیا اس وقت مرد بیمار تھا اور اسی بیماری میں مر گیا تو حصہ نہ پائے گی اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا ہو اور اسی میں عدت کے اندر مر گیا ہو تو حصہ پائے گی۔

---

[1]: اس عنوان کے تحت پانچ (۵) مسائل مذکور ہیں۔

طلاقِ رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جب کسی نے رجعی ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اس کو روک رکھے، پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں اور عورت چاہے راضی ہو یا راضی نہ ہو اس کو اختیار نہیں ہے اور اگر تین طلاقیں دے دیں تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا، اس میں یہ اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ (۲): رجعت کرنے یعنی روک رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو صاف صاف زبان سے کہہ دے کہ ''میں تجھ کو پھر رکھ لیتا ہوں تجھ کو نہ چھوڑوں گا'' یا یوں کہہ دے کہ ''میں اپنے نکاح میں تجھ سے رجوع کرتا ہوں'' یا عورت سے نہیں کہا کسی اور سے کہا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو پھر رکھ لیا اور طلاق سے باز آیا'' بس اتنا کہہ دینے سے وہ پھر اس کی بیوی ہو گئی۔

مسئلہ (۳): رجعت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ زبان سے تو کچھ نہیں کہا، لیکن اس سے صحبت کر لی یا اس کا بوسہ لیا، پیار کیا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو ان سب صورتوں میں پھر وہ اس کی بیوی ہو گئی، پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ (۴): جب عورت کا روک رکھنا منظور ہو تو بہتر ہے کہ دو چار لوگوں کو گواہ بنا لے کہ شاید کبھی کچھ جھگڑا پڑے تو کوئی انکار نہ سکے، اگر کسی کو گواہ نہ بنایا تنہائی میں ایسا کر لیا تب بھی صحیح ہے، مطلب تو حاصل ہو ہی گیا۔

مسئلہ (۵): اگر عورت کی عدت گزر چکی تب ایسا چاہا تو کچھ نہیں ہو سکتا، اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا، بغیر نکاح کیے نہیں رکھ سکتا، اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں۔

مسئلہ (۶): جس عورت کو حیض آتا ہو اس کے لیے طلاق کی عدت تین حیض ہیں، جب تین حیض پورے ہو چکے تو عدت گزر چکی، جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب سمجھو کہ اگر تیسرا حیض پورے دس دن آیا ہے تب تو جس وقت خون بند ہوا اور دس دن پورے ہوئے اسی وقت عدت ختم ہو گئی اور روک رکھنے کا جو اختیار مرد کو تھا جاتا رہا، چاہے عورت نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو، اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر تیسرا حیض دس دن سے کم آیا اور خون بند ہو گیا، لیکن ابھی عورت نے غسل نہیں کیا اور نہ کوئی نماز اس کے اوپر واجب ہوئی تو اب بھی مرد کا اختیار باقی ہے، اب بھی (اگر) اپنے قصد سے باز آئے گا تو وہ پھر اس کی بیوی بن جائے گی، البتہ اگر خون بند ہونے پر اس نے غسل کر لیا یا غسل تو نہیں کیا، لیکن

[1] اس عنوان کے تحت گیارہ (۱۱) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال①: طلاق کے بعد بیوی کو روک رکھنے کا اختیار کب تک ہے اور رجعت کا طریقہ کیا ہے؟
سوال②: کیا رجوع پر گواہ بنانا ضروری ہے؟
سوال③: جس عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو اور اسے طلاق دے تو اس کے رجوع کا کیا طریقہ ہے؟
سوال④: طلاقِ رجعی کے بعد عورت اور مرد کو کس طرح رہنا چاہیے؟
سوال⑤: اگر رجوع نہ کیا ہو تو عورت کو سفر میں ساتھ لے جانا کیسا ہے؟
سوال⑥: طلاقِ بائن دینے کے بعد عدت کے اندر ہی نکاح کر سکتا ہے؟

متفرق مسائل

مسئلہ (۴): کسی نے فقط چار مہینے کے لیے قسم کھائی، پھر اپنی قسم نہیں توڑی اس لیے چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اور طلاق کے بعد پھر اسی مرد سے نکاح ہو گیا تو اب نکاح کے بعد اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو کچھ حرج نہیں، اب کچھ نہ ہوگا اور اگر ہمیشہ کے لیے قسم کھالی جیسے یوں کہہ دیا: ''قسم کھاتا ہوں کہ اب تجھ سے صحبت نہ کروں گا'' یا یوں کہا: ''خدا کی قسم! تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا'' پھر اپنی قسم نہیں توڑی اور چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی، اس کے بعد پھر اسی سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد پھر چار مہینے تک صحبت نہیں کی تو اب پھر دوسری طلاق پڑ گئی۔ اگر تیسری مرتبہ پھر اسی سے نکاح کر لیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس نکاح کے بعد بھی اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے گا تو تیسری طلاق پڑ جائے گی اور اب بغیر دوسرا خاوند کیے اس سے نکاح بھی نہ ہو سکے گا، البتہ اگر دوسرے یا تیسرے نکاح کے بعد صحبت کر لیتا تو قسم ٹوٹ جاتی اور اب کبھی طلاق نہ پڑتی، ہاں قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑتا۔

مسئلہ (۵): اگر اسی طرح آگے پیچھے تینوں نکاحوں میں تین طلاقیں پڑ گئیں، اس کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کر لیا، جب اس نے چھوڑ دیا تو عدت ختم کر کے پھر اسی پہلے مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے پھر صحبت نہیں کی تو اب طلاق نہ پڑے گی، چاہے جب تک صحبت نہ کرے، لیکن جب کبھی صحبت کرے گا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا، کیوں کہ قسم تو یہ کھائی تھی کہ کبھی صحبت نہ کروں گا وہ ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۶): اگر عورت کو طلاقِ بائن دے دی پھر اس سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالی تو ایلاء نہیں ہوا، اب پھر سے نکاح کرنے کے بعد اگر صحبت نہ کرے تو طلاق نہ پڑے گی، لیکن جب صحبت کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر طلاقِ رجعی دے دینے کے بعد عدت کے اندر ایسی قسم کھائی تو ایلاء ہو گیا، اب اگر رجعت کر لے اور صحبت نہ کرے تو چار مہینے کے بعد طلاق پڑ جائے گی اور اگر صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دے۔

مسئلہ (۷): خدا کی قسم نہیں کھائی بل کہ یوں کہا: ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے'' تب بھی ایلاء ہو گیا، صحبت کرے گا تو رجعی طلاق پڑ جائے گی اور قسم کا کفارہ اس صورت میں نہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے کے بعد طلاقِ بائن پڑ جائے گی؛ اور اگر یوں کہا: ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمے ایک حج ہے یا ایک روزہ ہے یا ایک روپیہ کی خیرات ہے یا ایک قربانی ہے'' تو ان سب صورتوں میں بھی ایلاء ہو گیا۔ اگر صحبت کرے گا تو جو بات کہی ہے وہ کرنا پڑے گی اور کفارہ نہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے بعد طلاق پڑ جائے گی۔

خُلع میں مال کا ذکر کرنا

مسئلہ (۴): اور اگر اس کے ساتھ کچھ مال کا بھی ذکر کر دیا، جیسے یوں کہا: ''سو روپے کے عوض میں نے تجھ سے خلع کیا'' پھر عورت نے قبول کر لیا تو خلع ہو گیا، اب عورت کے ذمے سو روپے دینے واجب ہو گئے۔ اپنا مہر پا چکی ہو تب بھی سو روپے دینے پڑیں گے اور اگر مہر ابھی نہ پایا ہو تب بھی دینے پڑیں گے اور مہر بھی نہ ملے گا، کیوں کہ وہ بوجہ خلع معاف ہو گیا۔

خُلع میں شوہر کا مال لینا

مسئلہ (۵): خلع میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمے ہے اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ ہے اور حرام ہے، اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہیے۔ بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لے، اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بے جا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ (۶): عورت خلع کرنے پر راضی نہ تھی، مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی، لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوا اور اگر مرد کے ذمے مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔

مال کے عوض طلاق دینا

مسئلہ (۷): یہ سب باتیں اس وقت ہیں جب خلع کا لفظ کہا ہو یا یوں کہا ہو: ''سو روپے پر یا ہزار روپے کے عوض میں میری جان چھوڑ دے'' یا یوں کہا: ''میرے مہر کے عوض میں مجھ کو چھوڑ دے'' اور اگر اس طرح نہیں کہا بل کہ طلاق کا لفظ کہا جیسے یوں کہے: ''سو روپے کے عوض میں مجھے طلاق دے دے'' تو اس کو خلع نہ کہیں گے، اگر مرد نے اس مال کے عوض طلاق دے دی تو ایک طلاق بائن پڑ گئی اور اس میں کوئی حق معاف نہیں ہوا، نہ وہ حق معاف ہوئے جو مرد کے اوپر ہیں، نہ وہ جو عورت پر ہیں۔ مرد نے اگر مہر نہ دیا ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا، عورت اس کی دعوے دار ہو سکتی ہے اور مرد یہ سو روپے عورت سے لے لے گا۔

تمرین

سوال①: ''ایلاء'' کسے کہتے ہیں اور ایلاء کا حکم کیا ہے؟
سوال②: اگر چار ماہ سے کم کی قسم کھائی تو کیا حکم ہے؟
سوال③: اگر اللہ کی قسم نہیں کھائی بل کہ یوں کہا: ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے'' یا یوں: ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمے ایک حج یا ایک روزہ یا ایک روپیہ کی خیرات ہے'' تو کیا حکم ہے؟
سوال④: ''خلع'' کسے کہتے ہیں؟
سوال⑤: اگر عورت راضی نہ ہو اور مرد زبردستی مار پیٹ کر خلع پر مجبور کرے تو اس صورت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟
سوال⑥: خلع اور طلاق میں کیا فرق ہے؟
سوال⑦: کیا نابالغ لڑکا اور دیوانہ آدمی اپنی بیوی سے خُلع کر سکتا ہے؟
سوال⑧: اگر خلع میں مرد کا قصور ہو تو کیا مرد کے لیے روپے وغیرہ لینا شرعاً درست ہے؟
سوال⑨: مرد کے یا عورت کے جواب دینے سے پہلے جگہ بدلنے سے کیا خلع ہو جائے گا؟

متفرق مسائل

مسئلہ (۲): اگر کفارہ دینے سے پہلے ہی صحبت کر لی تو بڑا گناہ ہوا، اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اب سے پکا ارادہ کرے کہ اب بغیر کفارہ دیے پھر کبھی صحبت نہ کروں گا اور عورت کو چاہیے کہ جب تک مرد کفارہ نہ دے تب تک اس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔

مسئلہ (۳): اگر بہن کے برابر یا بیٹی یا پھوپی یا اور کسی ایسی عورت کے برابر کہا جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ ہمیشہ حرام ہوتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ (۴): کسی نے کہا: ''تو میرے لیے سور کے برابر ہے'' تو اگر طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑ گئی اور اگر ظہار کی نیت کی یعنی یہ مطلب لیا کہ طلاق تو نہیں دیتا لیکن صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کیے لیتا ہوں تو کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر کچھ نیت نہ کی ہو تب بھی کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۵): اگر ظہار میں چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک صحبت نہ کی اور کفارہ نہ دیا تو طلاق نہیں پڑی، اس سے ایلاء نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۶): جب تک کفارہ نہ دے تب تک دیکھنا، بات چیت کرنا حرام نہیں، البتہ پیشاب کی جگہ کو دیکھنا درست نہیں۔

مسئلہ (۷): اگر ہمیشہ کے لیے ظہار نہیں کیا بل کہ کچھ مدت مقرر کر دی جیسے یوں کہا: ''سال بھر کے لیے یا چار مہینے کے لیے تو میرے لیے ماں کے برابر ہے'' تو جتنی مدت مقرر کی ہے اتنی مدت تک ظہار رہے گا، اگر اس مدت کے اندر صحبت کرنا چاہے تو کفارہ دے اور اگر اس مدت کے بعد صحبت کرے تو کچھ نہ دینا پڑے گا، عورت حلال ہو جائے گی۔

مسئلہ (۸): ظہار میں بھی اگر فوراً ان شاء اللہ کہہ دیا تو کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۹): نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی ظہار نہیں کر سکتا، اگر کرے گا تو کچھ نہ ہوگا، اسی طرح اگر کوئی غیر عورت سے ظہار کرے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے تو بھی کچھ نہیں ہوا، اب اس سے نکاح کرنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۰): ظہار کا لفظ اگر کئی مرتبہ کہے جیسے دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہی کہا کہ ''تو میرے لیے ماں کے برابر ہے'' تو جتنی مرتبہ کہا ہے اتنے ہی کفارے دینے پڑیں گے، البتہ اگر دوسرے اور تیسرے مرتبہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکے ہو جانے کی نیت کی ہو، نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک ہی کفارہ دے۔

مسئلہ (۱۹): اگر روزے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) فقیروں کو دو وقتہ کھانا کھلائے یا کچا اناج دے دے، اگر سب فقیروں کو ابھی نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ میں صحبت کر لی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت میں کفارہ دوہرانا نہ پڑے گا اور کھانا کھلانے کی سب وہی صورت ہے جو وہاں بیان ہو چکی۔

مسئلہ (۲۰): کسی کے ذمے ظہار کے دو کفارے تھے، اس نے ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو چار چار سیر گیہوں دے دیے اور یہ سمجھا کہ ہر کفارے سے دو دو سیر دیتا ہوں، اس لیے دونوں کفارے ادا ہو گئے، تب بھی ایک ہی کفارہ ادا ہوا، دوسرا کفارہ پھر دے اور اگر ایک کفارہ روزہ توڑنے کا تھا دوسرا ظہار کا، اس میں ایسا کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔

تمرین

سوال ①: ''ظہار'' کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

سوال ②: اگر بیوی کو بہن، بیٹی، پھوپھی کے برابر کہا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر صرف یہ کہا کہ ''تو میری ماں ہے'' یا بہن کہہ کر پکارا، یا ''اگر تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں'' یا ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو گویا ماں سے کروں'' تو ان تمام صورتوں کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر ظہار کے الفاظ کئی مرتبہ کہے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: ظہار کا کفارہ کیا ہے؟

سوال ⑥: اگر روزوں کے درمیان بھولے سے رات کو جماع کر لے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: اگر کسی کے ذمے ظہار کے دو کفارے تھے اور اُس نے ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو چا چار سیر گیہوں دیے تو کیا دونوں کفارے ادا ہو جائیں گے؟

باب ثبوت النسب

لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان[1]

شادی شدہ عورت کے بچے کا نسب خود بخود ثابت ہونا

مسئلہ (۱): جب کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی کے شوہر کی کہلائے گی، کسی شبہ پر یہ کہنا کہ یہ لڑکا اس کے میاں کا نہیں ہے بل کہ فلانے کا ہے درست نہیں اور اس لڑکے کو حرامی کہنا بھی درست نہیں۔ اگر اسلام کی حکومت ہو تو ایسا کہنے والے کو کوڑے مارے جائیں۔

مدتِ حمل کا بیان

مسئلہ (۲): حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دو برس، یعنی کم سے کم چھ مہینے بچہ پیٹ میں رہتا ہے، پھر پیدا ہوتا ہے، چھ مہینے سے پہلے نہیں پیدا ہوتا اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں رہ سکتا ہے، اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا ہے۔

ثبوتِ نسب میں شریعت کی وسعت

مسئلہ (۳): شریعت کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہوسکے تب تک بچے کو حرامی نہ کہیں گے، جب بالکل مجبوری ہو جائے تب حرامی ہونے کا حکم لگادیں گے اور عورت کو گناہ گار ٹھہرائیں گے۔

طلاقِ رجعی کے بعد ولادت

مسئلہ (۴): کسی نے اپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دے دی، پھر دو برس سے کم میں اس کا کوئی بچہ پیدا ہوا تو (وہ) لڑکا اسی

---

[1] اس باب میں دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔

تنبیہ: ان مسئلوں سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی جو عادت ہے کہ کسی کے مرنے کے بعد نو مہینے سے ایک دو مہینے بھی زیادہ گزر کر بچہ پیدا ہوتو اس عورت کو بدکار سمجھتے ہیں، یہ بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۸): نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا ہوتو وہ شوہر کا ہے، اس پر بھی شبہ کرنا گناہ ہے، البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لِعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ (۹): نکاح ہوگیا لیکن ابھی (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ بچہ پیدا ہوگیا (اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ میرا بچہ نہیں ہے) تو وہ بچہ شوہر ہی کا سمجھا جائے گا، حرامی نہیں سمجھا جائے گا اور (دوسروں کو) اس کا حرامی کہنا درست نہیں، اگر شوہر کا نہ ہوتو وہ انکار کرے اور انکار کرنے پر لِعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ (۱۰): میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی، برسیں گزر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا (اور شوہر اس کو اپنا ہی بتاتا ہے) تب بھی وہ (از روئے قانونِ شرع) حرامی نہیں، اسی شوہر کا ہے، البتہ اگر شوہر خبر پاکر انکار کرے گا تو لِعان کا حکم ہوگا۔

تمرین

سوال ①: ''لعان'' کسے کہتے ہیں اور اس کا طریقہ اور حکم ذکر کریں؟

سوال ②: کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدتِ حمل کتنی ہے؟

سوال ③: اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی اور نو (۹) ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر کسی عورت کا شوہر مر گیا اور مرنے کے وقت سے دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: نکاح ہوا اور ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی، برسوں گزر گئے کہ گھر نہیں آیا اور یہاں بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے۔

باپ اس کو زبردستی لے سکتا ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق نو (۹) برس تک رہتا ہے، جب نو برس کی ہوگئی تو باپ لے سکتا ہے، اب اس کو روکنے کا حق نہیں ہے۔

تمرین

سوال ①: میاں بیوی میں جدائی کے بعد بچے کی پرورش کا حق کس کا ہے؟
سوال ②: اگر ماں نہ ہو یا اُس نے بچے لینے سے انکار کر دیا ہو تو پھر پرورش کا حق بالترتیب کس کو حاصل ہے؟
سوال ③: لڑکا، لڑکی میں پرورش کا حق کب تک رہتا ہے؟
سوال ④: باپ کس صورت میں بچے کی پرورش کا حق دار ہے؟
سوال ⑤: اگر ماں نے کسی غیر مرد سے نکاح کر لیا تھا، اس کے بعد اس کو اگر طلاق ہوگئی تو کیا اس صورت میں بچے کی پرورش کا حق دوبارہ ماں کے پاس آئے گا؟

زمانے کا خرچ بھی ملے گا لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے، جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگائے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمے نہیں ہے۔

مسئلہ (۸): روٹی کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جائے گی، اگر دونوں مال دار ہوں تو امیروں کی طرح کھانا کپڑا ملے گا اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح اور مرد غریب ہو اور عورت امیر یا عورت غریب ہے اور مرد امیر تو ایسا روٹی کپڑا دے کہ امیری سے کم ہو اور غریبی سے بڑھا ہوا ہو۔

مسئلہ (۹): عورت اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار (کام کاج) نہیں کرسکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسنے کوٹنے کھانا پکانے کا کام نہیں کرتی بل کہ عیب سمجھتی ہے تو پکا پکایا کھانا دیا جائے گا اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے، یہ سب کام خود کرے، مرد کے ذمے فقط اتنا ہے کہ چولھا، چکی، کچا اناج، لکڑی، کھانے پینے کے برتن وغیرہ لادے، وہ اپنے ہاتھ سے پکائے اور کھائے۔

مسئلہ (۱۰): تیل، کنگھی، کھلی[1]، صابون، وضو اور نہانے دھونے کا پانی مرد کے ذمے ہے اور سرمہ مسی[2]، پان، تمبا کو مرد کے ذمے نہیں، دھوبی کی تنخواہ مرد کے ذمے نہیں، اپنے ہاتھ سے دھوئے اور پہنے اور اگر مرد دے دے تو اس کا احسان ہے۔

مسئلہ (۱۱): دائی جنائی[3] کی مزدوری اس پر ہے جس نے بلوایا، مرد نے بلایا ہو تو مرد پر اور عورت نے بلوایا ہو تو اس پر، اور جو بے بلائے آ گئی تو مرد پر۔

مسئلہ (۱۲): روٹی کپڑے کا خرچ ایک سال کا یا اس سے کچھ کم زیادہ پیشگی دے دیا، اب اس میں سے کچھ لوٹا نہیں سکتا۔

---

[1] تل یا سرسوں کا پھوک، کھل۔ [2] ایک قسم کا منجن جسے عورتیں بطور سنگار استعمال کرتی ہیں۔ [3] جنانے والی عورت۔

رہنے کے لیے گھر ملنے کا بیان[1]

شوہر کے ذمے گھر دینا واجب ہے

مسئلہ (۱): مرد کے ذمے یہ بھی واجب ہے کہ بیوی کے رہنے کے لیے کوئی ایسی جگہ دے جس میں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو بل کہ خالی ہو، تاکہ میاں بیوی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں، البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارا کر لے تو شریک گھر میں بھی رکھنا درست ہے۔

کس قسم کا گھر دینا واجب ہے

مسئلہ (۲): گھر میں سے ایک جگہ عورت کو الگ کر دے کہ وہ اپنا مال اسباب حفاظت سے رکھے اور خود اس میں رہے سہے اور اس کی قفل کنجی[2] اپنے پاس رکھے، کسی اور کو اس میں دخل نہ ہو، فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے تو بس حق ادا ہو گیا۔ عورت کو اس سے زیادہ کا دعویٰ نہیں ہو سکتا اور یہ نہیں کہہ سکتی کہ "پورا گھر میرے لیے الگ کر دو۔"

شوہر کا بیوی کے میکے والوں کو روکنا

مسئلہ (۳): جس طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے لیے کوئی الگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتہ دار نہ رہنے پائے، فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے، اسی طرح مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اس کے رشتہ داروں کو نہ آنے دے، نہ ماں کو، نہ باپ کو، نہ بھائی کو، نہ کسی اور رشتہ دار کو۔

بیوی کا میکے والوں سے ملنا

مسئلہ (۴): عورت اپنے ماں باپ کو دیکھنے کے لیے ہفتے میں ایک مرتبہ جا سکتی ہے اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ داروں کے لیے سال بھر میں ایک مرتبہ سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ اسی طرح اس کے ماں باپ بھی ہفتے میں فقط ایک

---

[1] اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] یعنی تالا چابی۔

تمرین

سوال ①: شوہر کے ذمے اپنی بیوی کو کس قسم کا گھر دینا واجب ہے؟

سوال ②: عورت اپنے رشتہ داروں کی زیارت کے لیے کتنے عرصے میں نکل سکتی ہے؟

سوال ③: کیا شوہر بیوی کے والدین وغیرہ کو اس سے اپنے گھر پر ملنے سے منع کر سکتا ہے؟

سوال ④: اگر عورت کا والد شدید بیمار ہو تو عورت کو اس کی خدمت کے لیے نکلنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: عورت ماں باپ سے ملنے کے لیے کتنے عرصے میں گھر سے نکل سکتی ہے؟

سوال ⑥: کیا عورت شادی بیاہ وغیرہ کے محفل میں جا سکتی ہے؟

سب لگا تار رکھے۔

نماز کی منت ماننا

مسئلہ (۵): کسی نے منّت مانی کہ ''میری کھوئی ہوئی چیز مل جائے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھوں گا'' تو اس کے مل جانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنا پڑے گی، چاہے ایک دم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھے یا چار چار کی نیت باندھے یا دودو کی، سب اختیار ہے اور اگر چار رکعت کی منّت مانی تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنا ہوں گی، الگ الگ دودو پڑھنے سے نذر ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ (۶): کسی نے ایک رکعت پڑھنے کی منّت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑیں گی، اگر تین کی منّت کی تو پوری چار، اگر پانچ کی منّت کی تو پوری چھ رکعتیں پڑھے، اسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے۔

صدقے کی منت ماننا

مسئلہ (۷): یوں منّت مانی کہ ''دس روپے خیرات کروں گا'' یا ''ایک روپیہ خیرات کروں گا'' تو جتنا کہا ہے اتنا خیرات کرے، اگر یوں کہا: ''پچاس روپے خیرات کروں گا'' اور اس کے پاس اس وقت فقط دس ہی روپے کی کائنات (پونجی) ہے تو دس ہی روپے دینا پڑیں گے، البتہ اگر دس روپے کے سوا کچھ مال اسباب بھی ہے تو اس کی قیمت بھی لگالیں گے، اس کی مثال یہ سمجھو کہ دس روپے نقد ہیں اور سب مال اسباب پندرہ روپے کا ہے، یہ سب پچیس روپے ہوئے تو فقط پچیس روپے خیرات کرنا واجب ہے، اس سے زیادہ واجب نہیں۔

مسئلہ (۸): اگر یوں منّت مانی کہ ''دس مسکین کو کھانا کھلاؤں گا'' تو اگر دل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤں گا تب تو اسی طرح کھلائے اور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقتہ دس مسکین کو کھلائے اور اگر کچا اناج دے تو اس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ اتنا اتنا ہر ایک کو دوں گا تو اسی قدر دے اور اگر کچھ خیال نہ تھا تو ہر ایک کو اتنا دے جتنا ہم نے صدقۂ فطر میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ (۹): اگر یوں کہا: ''ایک روپیہ کی روٹی فقیروں کو بانٹوں گا'' تو اختیار ہے چاہے ایک روپیہ کی روٹی دے چاہے ایک روپیہ کی کوئی اور چیز یا ایک روپیہ نقد دے دے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۶): یوں منّت مانی تھی کہ ''جب میرا بھائی آئے تو دس روپے خیرات کروں گا'' پھر آنے کی خبر پا کر اس نے
نے سے پہلے ہی روپے خیرات کر دیے تو منت پوری نہیں ہوئی آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔

مسئلہ (۱۷): اگر ایسے کام کے ہونے پر منّت مانی جس کے ہونے کو چاہتا اور تمنا کرتا ہو کہ یہ کام ہو جائے، جیسے یوں
کہے: ''اگر میں اچھا ہو جاؤں تو ایسا کروں، اگر میرا بھائی خیریت سے آ جائے تو ایسا کروں، اگر میرا باپ مقدمہ سے
ری ہو جائے یا نوکر ہو جائے تو ایسا کروں'' تو جب وہ کام ہو جائے منّت پوری کرے اور اگر اس طرح کہا کہ ''اگر
بں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں'' یا یہ کہا ''اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک روپیہ خیرات کروں'' پھر اس سے
ول دیا یا نماز نہ پڑھی تو اختیار ہے چاہے قسم کا کفارہ دے اور چاہے دو روزے رکھے اور ایک روپیہ خیرات کرے۔

مسئلہ (۱۸): یہ منّت مانی کہ ''ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھوں گا'' یا ''ہزار مرتبہ کلمہ پڑھوں گا'' تو منّت ہو گئی اور
پڑھنا واجب ہو گیا اور اگر کہا: ''ہزار دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھوں گا'' یا ''ہزار دفعہ لَاحَوْلَ پڑھوں گا''
تو منّت نہیں ہوئی اور پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۹): منّت مانی کہ ''دس کلام مجید ختم کروں گا'' یا ''ایک پارہ پڑھوں گا'' تو منّت ہو گئی۔

جن چیزوں کی منت ماننا درست نہیں

مسئلہ (۲۰): یہ منّت مانی کہ ''اگر فلانا کام ہو جائے تو مولود پڑھواؤں گا'' تو منّت نہیں ہوئی، یا یہ منّت کہ ''فلانی
بات ہو جائے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں'' یہ منّت بھی نہیں ہوئی یا شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ[۱] مانا، یا سہ منی یا
سیّد کبیر کی گائے مانی، یا مسجد میں گلگلے[۲] چڑھانے اور اللہ میاں کے طاق[۳] بھرنے کی منّت مانی، یا بڑے پیر کی
گیارہویں کی منّت مانی تو یہ منّت صحیح نہیں ہوئی اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ (۲۱): مولیٰ مشکل کشا کا روزہ، آس بی بی کا کونڈا، یہ سب واہیات خرافات ہیں۔ مشکل کشا کا روزہ ماننا
شرک ہے۔

---

۱ فاتحہ کا کھانا جو عرس کے دن تقسیم کیا جاتا ہے۔ ۲ میٹھا پکوڑا۔ ۳ مسجد یا مزار کے طاق میں چراغ جلا کر پھول بتاشے وغیرہ چڑھانا۔

تمرین

سوال ①: جس نے پانچ روزوں کی منت مانی تو اس کو یہ روزے لگاتار رکھنے پڑیں گے یا الگ الگ؟

سوال ②: خاص دن کے روزے کی نیت کی اور اس دن روزہ نہ رکھا تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ③: ماہِ محرم کے روزے رکھنے کی منت مانی تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: کسی نے منت مانی آٹھ رکعت یا چار رکعت کی تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: کسی نے منت مانی کہ ''دس مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا'' تو کیا ایک وقت کھلانا کافی ہوگا یا دو وقت کھلانا پڑے گا؟

سوال ⑥: منت مانی ایک روٹی کی تو کیا روٹی ہی دینا ضروری ہے؟

سوال ⑦: اگر کسی نے منت مانی کہ ''دس نمازی یا حافظوں کو کھانا کھلاؤں گا'' تو کیا ان کو کھلانا ضروری ہے؟

سوال ⑧: اگر بکری یا گائے ذبح کرنے کی منت مانی تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑨: اگر کسی نے کہا کہ ''پچاس روپے خیرات کروں گا'' اور اس وقت اس کے پاس صرف دس روپے ہیں تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: اگر کسی نے یوں کہا: ''دس روپے دس فقیروں کو ایک ایک کر کے دوں گا'' پھر وہ دس روپے ایک ہی فقیر کو دے دیے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی منت ماننا کیسا ہے؟

سوال ⑫: وہ کون سی منت ہے جس کا پورا کرنا جائز نہیں ہے؟

خدا کا غضب ٹوٹے...... آسمان پھٹ پڑے...... دانے دانے کا محتاج ہو جائے...... خدا کی مار پڑے...... خدا کی پھٹکار پڑے...... اگر فلانا کام کروں تو سور کھاؤں...... مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو...... قیامت کے دن خدا اور رسول کے سامنے زردرُو ہوں'' ان باتوں سے قسم نہیں ہوتی، اس کے خلاف کرنے سے کفارہ نہ دینا پڑے گا۔

غیر اللہ کی قسم کھانا

مسئلہ (۷): خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے: ''رسول اللہ کی قسم...... کعبہ کی قسم...... اپنی آنکھوں کی قسم...... اپنی جوانی کی قسم...... اپنے ہاتھ پیروں کی قسم...... اپنے باپ کی قسم...... اپنے بچے کی قسم...... اپنے پیاروں کی قسم...... تمہارے سر کی قسم...... تمہاری جان کی قسم...... تمہاری قسم...... اپنی قسم'' اس طرح قسم کھا کے پھر اس کے خلاف کرے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی ممانعت آئی ہے، اللہ کو چھوڑ کر اور کسی کی قسم کھانا شرک کی بات ہے، اس سے بہت بچنا چاہیے۔

حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا

مسئلہ (۸): کسی نے کہا: ''تیرے گھر کا کھانا مجھ پر حرام ہے'' یا یوں کہا کہ ''فلانی چیز میں نے اپنے اوپر حرام کر لی'' تو اس کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوئی، لیکن یہ قسم ہوگئی، اب اگر کھائے گا تو کفارہ دینا پڑے گا۔

کسی کو قسم دینے کا حکم

مسئلہ (۹): کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے کسی نے تم سے کہا: ''تمہیں خدا کی قسم یہ کام ضرور کرو'' تو یہ قسم نہیں ہوئی، اس کے خلاف کرنا درست ہے۔

قسم میں ''ان شاء اللہ'' کہنا

مسئلہ (۱۰): قسم کھا کر اس کے ساتھ ہی ''ان شاء اللہ'' کا لفظ کہہ دیا جیسے کوئی اس طرح کہے: ''خدا کی قسم فلانا کام ان شاء اللہ نہ کروں گا'' تو قسم نہیں ہوئی۔

بھول، جبر اور غصے سے کفارہ معاف نہیں ہوتا

مسئلہ (۱۵): کسی نے قسم کھائی کہ ''آج میں فلانی چیز نہ کھاؤں گا'' پھر بھولے سے کھالی اور قسم یاد نہ رہی یا کسی نے زبردستی منہ چیر کر کھلادی تب بھی کفارہ دے۔

مسئلہ (۱۶): غصے میں قسم کھائی کہ ''تجھ کو کبھی ایک کوڑی نہ دوں گا'' پھر ایک پیسہ یا ایک روپیہ دے دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی کفارہ دے۔

تمرین

سوال ①: کن الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے، تفصیل سے بتائیں؟

سوال ②: قرآن پاک کی قسم کھانے سے کیا قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ③: اگر یوں کہا ''خدا گواہ ہو، یا فلاں کام کروں تو بے ایمان مروں، یا میرے ہاتھ ٹوٹیں، دِیدے پھوٹیں'' تو کیا ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ④: کیا رسول اور کعبہ کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ⑤: کیا اپنے اوپر کوئی چیز حرام کر لینے سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ⑥: کیا کسی کو قسم دینے سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ⑦: اگر کسی بات پر جھوٹی قسم کھالی تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

سوال ⑧: گناہ کا کام کرنے کی قسم کھائی تو قسم ہو جائے گی؟

سوال ⑨: اگر غصے میں قسم کھائی کہ ''تجھ کو ایک روپیہ نہیں دوں گا'' اور پھر دے دیا تو کیا حکم ہے؟

ایک ہی چیز کے بارے میں کئی قسمیں کھانا

مسئلہ (۴): کسی نے کئی مرتبہ قسم کھائی جیسے ایک مرتبہ کہا: ''خدا کی قسم فلانا کام نہ کروں گا'' اس کے بعد پھر کہا: ''اللہ کی قسم فلانا کام نہ کروں گا'' اسی دن یا اس کے دوسرے تیسرے دن غرض اسی طرح کئی مرتبہ کہا، یا یوں کہا: ''خدا کی قسم، اللہ کی قسم، کلام اللہ کی قسم فلانا کام ضرور کروں گا، پھر وہ قسم توڑ دی تو ان سب قسموں کا ایک ہی کفارہ دے دے۔

قسم کے کفاروں میں تداخل کا حکم

مسئلہ (۵): کسی کے ذمے قسموں کے بہت کفارے جمع ہوگئے تو بقولِ مشہور ہر ایک کا جدا کفارہ دینا چاہیے۔ زندگی میں نہ دے تو مرتے وقت وصیت کر جانا واجب ہے۔

کفارے کے مستحقین

مسئلہ (۶): کفارے میں ان ہی مساکین کو کپڑا یا کھانا دینا درست ہے جن کو زکوۃ دینا درست ہے۔

تمرین

سوال ①: قسم توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟
سوال ②: کسی نے کئی قسمیں کھائی اور توڑ ڈالیں تو کیا حکم ہے؟
سوال ③: اگر کسی نے قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کیا اور پھر قسم توڑ دی تو کیا حکم ہے؟
سوال ④: کفارہ کن کو دیا جائے گا؟

مسئلہ (۹): قسم کھائی کہ ''فلانے کے گھر نہیں جاؤں گا'' تو جس گھر میں وہ رہتا ہو وہاں نہیں جانا چاہیے، چاہے خود اسی کا گھر ہو یا کرایہ پر رہتا ہو یا مانگ لیا ہو اور بے کرایہ دیے رہتا ہو۔

مسئلہ (۱۰): قسم کھائی کہ ''تیرے یہاں کبھی نہیں آؤں گا'' پھر کسی سے کہا کہ ''تو مجھے گود میں لے کر وہاں پہنچا دے'' اس لیے اس نے گود میں لے کر پہنچا دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی، البتہ اگر اس نے نہیں کہا بغیر اس کے کہے کسی نے اس کو لاد کے وہاں پہنچا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر قسم کھائی کہ ''اس گھر سے کبھی نہ نکلوں گا'' پھر کسی سے کہا کہ ''تو مجھ کو لاد کر نکال لے چل'' اور وہ لے گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر بلا کہے لاد لے گیا تو نہیں ٹوٹی۔

تمرین

سوال ①: اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''کبھی تیرے گھر نہیں جاؤں گا'' اور پھر اُس گھر کے چھجے یا دروازے کی دہلیز پر کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ②: کسی نے قسم کھائی ''اس گھر میں نہیں جاؤں گا'' اور پھر وہ گھر مسجد بنا لیا گیا تب اس میں داخل ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''تیرے گھر ضرور آؤں گا'' اور پھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''فلانے کے گھر میں نہیں جاؤں گا'' تو اس گھر سے کون سا گھر مراد ہے کہ جس میں داخل ہونے سے قسم ٹوٹ جائے گی؟

سوال ⑤: اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''تیرے یہاں کبھی نہیں آؤں گا'' اور پھر کوئی صاحب اس کو اٹھا لے آیا تو کیا حکم ہے؟

نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ ''فلاں سے نہ بولوں گا'' پھر جب وہ سویا تھا اس وقت سوتے میں اس سے کچھ کہا اور اس کی آواز سے وہ جاگ پڑا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ ''بغیر ماں کی اجازت کے فلاں سے نہ بولوں گا'' پھر ماں نے اجازت دے دی لیکن اجازت کی خبر ابھی اس کو نہیں ملی تھی کہ اس سے بول دیا اور بولنے کے بعد معلوم ہوا کہ ماں نے اجازت دے دی تھی تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ ''اس سے کبھی نہ بولوں گا'' پھر جب وہ جوان ہو گیا یا بوڑھا ہو گیا تب بولا تو بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ ''کبھی تیرا منہ نہ دیکھوں گا، تیری صورت نہ دیکھوں گا'' تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے ملاقات نہ کروں گا، میل جول نہ رکھوں گا، اگر کہیں دور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

[1] اس عنوان کے تحت چار (۴) مسائل مذکور ہیں۔

بیچنے اور خریدنے کی قسم کھانے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ ''فلانی چیز میں نہ خریدوں گا'' پھر کسی سے کہہ دیا کہ ''تم مجھے خرید دو'' اس نے خرید کر دے دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۲): اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ ''اپنی فلانی چیز نہ بیچوں گا'' پھر خود نہیں بیچا دوسرے سے کہا کہ ''تم بیچ دو'' اس نے بیچ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح کرایہ پر لینے کا حکم ہے، اگر قسم کھالی کہ ''میں یہ مکان کرایہ پر نہ لوں گا'' پھر کسی دوسرے کے ذریعے سے کرایہ پر لے لیا تو قسم نہیں ٹوٹی، البتہ اگر قسم کھانے کا یہی مطلب تھا کہ نہ تو خود یہ کام کروں گا نہ کسی دوسرے سے کراؤں گا تو دوسرے آدمی کے کر دینے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی، غرض جو مطلب ہوگا اسی کے موافق حکم لگایا جائے گا یا یہ کہ قسم کھانے والا بڑا آدمی ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں بیچتا نہیں خریدتا تو اس صورت میں اگر یہ کام دوسرے سے کہہ کر کرالیے تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ ''میں اپنے اس لڑکے کو نہ ماروں گا'' پھر کسی اور سے کہہ کر پٹوادیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان[2]

مسئلہ (۱): کسی نے بے وقوفی سے قسم کھائی کہ ''میں روزہ نہ رکھوں گا'' پھر روزے کی نیت کر لی تو دم بھر گزرنے سے بھی قسم ٹوٹ گئی، پورے دن گزرنے کا انتظار نہ کریں گے، اگر تھوڑی دیر بعد روزہ توڑے گا تب بھی قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر یوں کہا کہ ''ایک روزہ بھی نہ رکھوں گا'' تو روزہ ختم ہونے کے وقت قسم ٹوٹے گی، جب تک پورا دن نہ گزرے اور روزہ کھولنے کا وقت نہ آئے تب تک قسم نہ ٹوٹے گی، اگر وقت آنے سے پہلے ہی روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ ''میں نماز نہ پڑھوں گا'' پھر پشیمان ہوا اور نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو جب پہلی رکعت کا سجدہ کیا اسی وقت قسم ٹوٹ گئی اور سجدہ کرنے سے پہلے قسم نہیں ٹوٹی۔ اگر ایک رکعت پڑھ کر نماز توڑ دے تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور یاد رکھو کہ ایسی قسمیں کھانا بہت گناہ ہے، اگر ایسی بے وقوفی ہوگئی تو اس کو فوراً توڑ ڈالے اور کفارہ دے۔

[1] اس عنوان کے تحت تین (۳) مسائل مذکور ہیں۔ [2] اس عنوان کے تحت دو (۲) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال①: قسم کھائی کہ ''فلاں چیز نہیں خریدوں گا یا نہیں بیچوں گا یا کرایہ پر نہیں دوں گا'' پھر کسی سے کہا کہ ''تم یہ چیز خرید و یا تم بیچ دو یا تم کرایہ پر دو'' تو کیا حکم ہے؟

سوال②: قسم کھائی کہ ''اپنے لڑکے کو نہیں ماروں گا'' اور پھر دوسرے سے پٹوایا تو کیا حکم ہے؟

سوال③: قسم کھائی کہ ''روزہ نہ رکھوں گا'' پھر روزے کی نیت سے کچھ دیر بھوکا رہا اور تھوڑی دیر بعد روزہ توڑ دیا تو کیا قسم ٹوٹ جائے گی؟

سوال④: اگر یوں کہا کہ ''ایک روزہ نہ رکھوں گا'' تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال⑤: اگر قسم کھائی کہ ''قالین پر نہ بیٹھوں گا'' پھر قالین بچھا کر اوپر چادر لگائی اور بیٹھا تو کیا قسم ٹوٹ جائے گی؟

سوال⑥: اگر قسم کھائی کہ ''اس چارپائی یا تخت پر نہ بیٹھوں گا'' پھر اُس پر دری یا قالین بچھا کر بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال⑦: قسم کھائی کہ ''بیوی کو کبھی نہ ماروں گا'' پھر اس کا چوٹا پکڑ اگھسیٹا تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال⑧: کسی نے قسم کھائی کہ ''فلاں کام ضرور کروں گا یا فلاں کام نہ کروں گا'' تو اس کا کیا حکم ہے؟
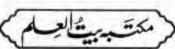
ہوں'' تو کافر ہوگیا، اگر ہنسی میں کہا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ (۷): کسی نے نماز پڑھنا شروع کی، اتفاق سے اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی، اس لیے کہا کہ ''یہ سب نماز ہی کی نحوست ہے'' تو کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۸): کسی کافر کی کوئی بات اچھی معلوم ہوئی، اس لیے تمنا کر کے کہا کہ ''ہم بھی کافر ہوتے تو اچھا تھا کہ ہم بھی ایسا کرتے'' تو کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۹): کسی کا لڑکا مر گیا، اس نے یوں کہا: ''یا اللہ! یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا؟ مجھے کیوں ستایا؟'' تو اس کہنے سے وہ کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۱۰): کسی نے یوں کہا: ''اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں'' یا یوں کہا: ''جبرئیل بھی اتر آئیں تو ان کا کہا نہ مانوں'' تو کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۱۱): کسی نے کہا: ''میں ایسا کام کرتا ہوں کہ خدا بھی نہیں جانتا'' تو کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۱۲): جب اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی رسول کی کچھ حقارت کی یا شریعت کی بات کو برا جانا، عیب نکالا، کفر کی بات پسند کی، ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے اور کفر کی باتوں کو جن سے ایمان جاتا رہتا ہے ہم نے پہلے (کتاب کے شروع) میں سب عقیدوں کے بیان کرنے کے بعد بیان کیا ہے وہاں دیکھ لینا چاہیے اور اپنے ایمان کو سنبھالنے میں بہت احتیاط کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان ٹھیک رکھے اور ایمان ہی پر خاتمہ کرے، آمین یارب العالمین۔

تمرین

سوال ①: اگر کوئی خدانخواستہ دین سے پھر جائے تو شریعت اس کے ساتھ کس برتاؤ کا حکم دیتی ہے؟

سوال ②: کیا ہنسی مذاق میں بھی کفریہ بات کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے؟

سوال ③: دین سے پھر جانے کے بعد آدمی کے نماز، روزہ، حج وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: ایمان کن باتوں سے جاتا رہتا ہے، تفصیل سے ذکر کریں؟

مالک کو تلاش کرنے کا طریقہ

مسئلہ (۴): محفلوں میں مردوں اور عورتوں کے جماؤ جم گھٹے میں خوب پکارے، تلاش کرے۔ اگر عورتوں میں خود نہ جا سکے، نہ پکار سکے تو اپنی بیوی وغیرہ کسی اور سے اعلان کروائے اور خوب مشہور کرادے کہ ''ہم نے ایک چیز پائی ہے جس کی ہو ہم سے آکر لے جائے'' لیکن یہ ٹھیک بتا نہ دے کہ کیا چیز پائی ہے، تاکہ کوئی جھوٹ فریب کر کے نہ لے سکے، البتہ کچھ گول مول ادھورا پتہ بتلا دینا چاہیے، مثلاً یہ کہ ایک زیور یا ایک کپڑا ہے یا ایک بٹوہ ہے جس میں کچھ نقد ہے، اگر کوئی آئے اور اپنی چیز کا ٹھیک ٹھیک پتا دے دے تو اس کے حوالے کر دینا چاہیے۔

مالک کا نہ ملنا

مسئلہ (۵): بہت تلاش کرنے اور مشہور کرنے کے بعد جب بالکل مایوس ہو جائے کہ اب اس کا کوئی وارث نہ ملے گا تو اس چیز کو خیرات کر دے، اپنے پاس نہ رکھے۔ البتہ اگر وہ خود غریب محتاج ہو تو خود ہی اپنے کام میں لائے، لیکن خیرات کرنے کے بعد اگر اس کا مالک آ گیا تو اس کے دام لے سکتا ہے اور اگر خیرات کرنے کو منظور کر لیا تو اس کو اس خیرات کا ثواب مل جائے گا۔

پالتو پرندوں کا حکم

مسئلہ (۶): پالتو کبوتر، یا طوطا، مینا یا اور کوئی چڑیا اس کے گھر میں گر پڑی اور اس نے اس کو پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو گیا، خود لے لینا حرام ہے۔

پھلوں کا حکم

مسئلہ (۷): باغ میں آم یا امرود وغیرہ پڑے ہیں تو ان کو بلا اجازت اٹھانا اور کھانا حرام ہے، البتہ اگر کوئی ایسی کم قدر چیز ہے کہ ایسی چیز کو کوئی تلاش نہیں کرتا اور نہ اس کے لینے کھانے سے کوئی برا مانتا ہے تو اس کو خرچ میں لانا

کتاب الشرکۃ

شرکت کا بیان[1]

شرکاء کے حقوق اور اختیارات

مسئلہ (۱): ایک آدمی مر گیا اور اس نے کچھ مال چھوڑا تو اس کا سارا مال سب حق داروں کی شرکت میں ہے، جب تک سب سے اجازت نہ لے لے تب تک اس کو اپنے کام میں کوئی نہیں لا سکتا، اگر لائے گا اور نفع اٹھائے گا تو گناہ ہوگا۔
مسئلہ (۲): دو آدمیوں نے مل کر کچھ برتن خریدے تو وہ برتن دونوں کے ساجھے[2] میں ہیں۔ اس دوسرے کی اجازت لیے بغیر اکیلے ایک کو برتنا اور کام میں لانا، بیچ ڈالنا وغیرہ درست نہیں۔
مسئلہ (۳): دو آدمیوں نے اپنے اپنے پیسے ملا کر ساجھے میں امرود، نارنگی، بیر، آم، جامن، ککڑی، کھیرے، خربوزے وغیرہ کوئی چیز مول منگائی اور جب وہ چیز بازار سے آئی تو اس وقت ان میں سے ایک ہے اور ایک کہیں گیا ہوا ہے تو یہ نہ کرو کہ آدھا خود لے لو اور آدھا اس کا حصہ نکال کے رکھ دو کہ جب وہ آئے گا تو اپنا حصہ لے لے گا، جب تک دونوں موجود نہ ہوں حصہ بانٹنا درست نہیں ہے۔ اگر اس کے آئے بغیر اپنا حصہ الگ کر کے کھا گیا تو بہت گناہ ہوا، البتہ اگر گیہوں یا اور کوئی غلہ ساجھے میں منگایا اور اپنا حصہ بانٹ کر رکھ دیا اور دوسرے کا اس کے آنے کے وقت اس کو دے دیا یہ درست ہے لیکن اس صورت میں اگر دوسرے کے حصے میں اس کو دینے سے پہلے کچھ چوری وغیرہ ہوگئی تو وہ نقصان دونوں کا سمجھا جائے گا وہ اس کے حصے میں ساجھی (شریک) ہو جائے گا۔

نفع تقسیم کرنا

مسئلہ (۴): سو سو روپے ملا کر دو شخصوں نے کوئی تجارت کی اور اقرار کیا کہ ''جو کچھ نفع ہو آدھا ہمارا آدھا تمہارا'' تو یہ صحیح ہے اور اگر کہا کہ ''دو حصے ہمارے اور ایک حصہ تمہارا تو بھی صحیح ہے'' چاہے روپیہ دونوں کا برابر لگا ہو یا کم زیادہ لگا ہو، سب درست ہے۔

---

[1]: شرکت کے متعلق اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2]: شرکت یعنی دونوں اس میں حصہ دار ہیں۔